حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا
انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری

میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور
ساری مخلوق میرے نور سے (پیدا ہوئی ہے) (الحدیث)

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

کعبے کا کعبہ

مع میلاد شریف

قرآن وحدیث کی روشنی میں

از قلم

دنیائے اسلام کے عظیم مصنف مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحاج المفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی
محدث بہاولپوری

اویسی بک سٹال
0333-8173630

غلام حیدر رزّاقی
جامع مسجد نقشبندیہ غلہ منڈی ساہیوال

Marfat.com

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

کعبے کا کعبہ

مع

میلاد شریف

قرآن و حدیث کی روشنی میں

از قلم
حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

غلام حیدر رزاقی
جامع مسجد نقشبندیہ غلہ منڈی ساہیوال

اویسی بک سٹال [illegible]
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

تمام حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام .... کعبے کا کعبہ مع میلاد شریف

از قلم .... حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

.... غلام حیدر رزاقی [illegible] ساہیوال

تعداد 800

صفحات 208

ھدیہ 200

ملنے کے پتے

- صراط مستقیم پبلی کیشنز ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرمانوالہ بک شاپ
- مکتبہ بہار شریعت قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- شبیر برادرز ○ نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
- شمس و قمر بھاٹی گیٹ لاہور ○ مکتبہ الفرقان
- مکتبہ رضائے مصطفیٰ ○ مکتبہ قادریہ میلاد چوک گوجرانوالہ
- مکتبہ تنظیم الاسلام ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ ○ فیضان مدینہ گکھڑ
- مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
- مہریہ کاظمیہ نیو ملتان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
- مکتبہ ضیائیہ ○ مکتبہ غوثیہ عطاریہ کمیٹی چوک راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک ○ امام احمد رضا گارڈن روڈ راولپنڈی

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ	8	تعارف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	51
فقہاءِ اسلام کی تصریحات	14	''ایک ولی کا قول''	54
(۵) کعبہ معظمہ کی نیاز مندی	16	''اخبار الصالحین''	54
باب (1)	17	صوفیاء کرام کی تصریحات:	57
فضائلِ کعبہ	19	الحواضری فی حکایات الصالحین	
کعبہ کا باطن	20	واولیاء والاکابر	57
بشریتِ مصطفیٰ ﷺ کا خمیر مبارک	22	نبی پاک ﷺ کے طفیل:	59
قبلۂ اصل	24	کعبہ کو قبلہ بنایا کس نے:	59
حقیقت کعبہ	26	بیت المقدس سے کعبہ کی طرف:	59
نکتہ	35	آیتِ قرآنی سے استدلالِ عجیب:	60
قبلہ الٰہی	35	استدلالِ نبوی علیٰ صاحبہ السلام:	62
دریا در کوزہ	36	نماز میں خلل بھی نہ آیا بلکہ اضافہ ہوا	63
حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام والتحیہ:	40	مسئلہ تشہد سے استدلال	63
یہ شان ہے خدمتگاروں کی	44	عین نماز میں تعظیم ﷺ	64
اولیاء اللہ کو کعبہ کے طواف کی کہانی مولوی		لطیفہ	65
اشرف علی تھانوی کی زبانی	44	مخالفین کا اپنا حال	66
کعبہ کا بعض اولیاء کی زیارت کو آنا	44	لطیفہ:	66
کعبہ کی زیارت:	50	طواف:	68
اولیاء کرام کو طوافِ کعبہ:	51	☆☆☆☆☆	

Marfat.com

فہرست

کتاب "میلاد شریف قرآن وحدیث کی روشنی میں" کی فہرست جو کہ صفحہ نمبر 75 سے شروع ہورہی ہے

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	پیش لفظ........................	78
2	ابتدائیہ........................	79
3	میلاد شریف قرآن وحدیث کی روشنی میں........................	82
4	میلاد شریف کا ثبوت........................	83
5	قرآنِ پاک میں انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کا تذکرہ......	85
6	انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بیان کیا........	86
7	ذکر میلاد ملائکہ کرام علیہم السلام کی سنت........................	88
8	میلاد شریف پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت........	88
9	میلاد شریف سننا سنانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت........	90
10	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا ثبوت........................	91
11	خوشی منانے کا ثبوت........................	92
12	محفل میلاد میں جدید سہولیات کا ثبوت........................	93
13	ذکر میلاد شریف شرک توڑ ہے........................	96
14	میلاد شریف کا فائدہ........................	99
15	مجالس میثاق........................	102

Marfat.com

16	محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا....................	106
17	حضور ﷺ کی چار حالتیں....................	108
18	شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ قرآن....................	117
19	شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ....................	132
20	فضیلت سید الانبیاء ﷺ....................	136
21	اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حضور ﷺ کے وسیلہ سے ملتی ہیں.....	151
22	تبرکات کی تعظیم....................	155
23	نورِ مصطفیٰ ﷺ....................	158
24	عالم بالا میں اسم محمد ﷺ کے جلوے....................	182
25	مظاہرِ عالم میں آیاتِ قدرت....................	185
26	وحی کی اقسام....................	191
27	درود وسلام کی اہمیت وفضیلت....................	194
28	مصنف کی تصنیفات....................	204
29	اختتام....................	208

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

بسم اللہ' اک حمد کہوں میں' پڑھ کر تیرا اسم عظیم
تیرے لئے ہیں سب تعریفیں' تیرے لئے ساری تکریم
کس شئے سے تشبیہ دوں تجھ کو تو یکتا' لاثانی ہے
کن لفظوں میں حمد کہوں میں' پیش کروں کیسے تعظیم
لفظ و معانی ہے تو منزہ' نطق و بیاں سے بالاتر
ہوش و خرد حیران و ششدر کیسے کرے کوئی تفہیم
تیرے نام سے ہر اک رفعت' تیری ذات سے سب زیبائی
تیرا یہ شہکار نرالا' کون و مکاں وقت و تقویم
پڑھتی ہے تیرے نام کی تسبیح ہر اک چیز زمانے کی
پیارے پیارے ناموں والا' بڑا عزیز علیم و حکیم
جتنا چاہے ناز کرے تو' دخل ہے کس کا' کس کی مجال
خالق تو مختار بھی تو ہے' اونچا تیرا عرشِ عظیم
کیسے شکر ادا ہو مجھ سے یا رب تیرے فضل و کرم کا
ملی سعادت حمد کہوں میں' قبر و حشر کا زادِ ضخیم

Marfat.com

سرکار ﷺ آ گئے

کون و مکاں کے مالک و مختار ﷺ آ گئے
خوشیاں مناؤ عاشقو! سرکار ﷺ آ گئے
حمد خدا ﷻ کہ آج ہماری سنی گئی
شکرِ خدا ﷻ کہ احمدِ مختار ﷺ آ گئے
کعبہ جھکا ' خوشی سے شجر جھومنے لگے
اور وجد میں سبھی در و دیوار آ گئے
اب تو کسی بھی غم کا ہمیں کوئی غم نہیں
ہم غمزدوں کے مونس و غمخوار ﷺ آ گئے
اعلان کر رہے ہیں فرشتے جگہ جگہ
لو! ساری کائنات کے دلدار ﷺ آ گئے
اے عاصیو! نہ اپنے گناہوں سے تم ڈرو
اس درجہ دلنواز تھی آمد حضور ﷺ کی
سب کو نظر نجات کے آثار آ گئے
اب گمراہی کا خوف ہو کس واسطے ہمیں!
فیضانؔ اپنے قافلہ سالار ﷺ آ گئے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیش لفظ

رب کائنات نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا، سب کے قبلہ کا تعین فرمایا، حتیٰ کہ خود اپنے لیے بھی حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو قبلہ قرار دیا، چنانچہ حضرت علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیت مبارکہ

"وَلِکُلٍّ وِّجْھَۃٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا" (پ2 سورۃ البقرہ:148)

ترجمہ: "اور ہر ایک کیلئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے۔"

کے تحت بعض مفسرین کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ،

فَقِبْلَۃُ الْمُقَرَّبِیْنَ الْعَرْشُ وَالرُّوْحَانِیِّیْنَ الْکُرْسِیُّ وَالْکَرُوْبِیْنَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ وَالْاَنْبِیَاءِ قَبْلَکَ بَیْتُ الْمُقَدَّسِ وَقِبْلَتُکَ الْکَعْبَۃُ وَھِیَ قِبْلَۃُ جَدِّکَ وَاَمَّا قِبْلَۃُ رُوْحِکَ فَاَنَا وَقِبْلَتِیْ اَنْتَ

(روح المعانی پ2، ص15 مطبوعہ ملتان)

ترجمہ: مقربین کا قبلہ عرش، روحانیین کا کرسی، کروبین کا بیت المعمور، انبیاء کرام کا بیت المقدس، آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا قبلہ کعبہ ہے، اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے، روح کا قبلہ میری ذات ہے اور میرا قبلہ محبوب تیری ذات ہے۔"

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ قبلہ سے مراد توجہ کا مرکز ہے۔ قبلہ جہت کو کہا جاتا ہے اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی توجہ کا مرکز اس کے محبوب کریم کی ذاتِ پاک ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

"وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا" (پ ۲۷ سورہ طور 48)

ترجمہ: "اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ تم بے شک نگہداشت میں ہو۔"

کعبہ معظمہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ اب جب گھر کا مالک ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف توجہ مرکوز رکھے تو پھر گھر کی کیا مجال!...... گھر کی عزت وعظمت گھر والے کے سبب ہی ہوا کرتی ہے...... عالمِ اسلام کے عظیم عاشقِ صادق حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا کہ

غور سے سُن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

بے شک حضور تاجدار مدینہ، راحتِ قلب وسینہ ﷺ کی ذاتِ بابرکت کعبہ کا بھی کعبہ ہے...... ہر ایک کا کوئی نہ کوئی قبلہ ہے جس کی طرف وہ توجہ کرتا ہے، جس کی سمت وہ رُخ کرتا ہے۔ جانِ دو عالم ﷺ کی بعثت مبارکہ کے وقت جن عجائبات کا ظہور ہوا، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں، میں حرم کعبہ میں تھا، سحری کے وقت جب نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کی گھڑی آئی تو وہاں نصب کردہ تمام بت اوندھے گر پڑے اور کعبہ نے مقامِ ابراہیم کی جانب (مولد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی سمت ہے) جھک کر سجدہ کیا اور رحمتِ دو عالم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیا اور انہیں اپنا قبلہ مانا)

(حاشیہ سیرۃ الحلبیہ ،ص 42 بحوالہ شرح سلامِ رضا)

Marfat.com

عشق و محبت کے حسین پیکر، اہل محبت کے رہبر، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ،

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی

ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

سعادتِ عمرہ اور زیارتِ کعبۃ اللہ سے مشرف ہونے والوں کو پکار پکار کر فرما رہے ہیں کہ ٹھیک ہے، کعبہ تو دیکھ لیا مگر کعبے کی صدا بھی تو سنو...... ہاں، ہاں...... غور سے سُن تُو رضا...... کعبے سے آتی ہے صدا...... میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو...... ارے کعبہ تو دیکھ چکے...... کعبے کا کعبہ دیکھو...... دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی!

اب ذرا ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا بھی دیکھو...... خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ...... قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو...... زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عرُوسوں کا بناؤ...... جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو...... کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں...... ٹوپی اب تھام کے خاک درِ والا دیکھو...... حاجیو، آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو، کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو......! اِس طرف روضہ کا نور، اُس سمت منبر کی بہار...... بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ...... اے رضا، سب چلے مدینے کو...... میں نہ جاؤں! ارے خدا نہ کرے......

خوف نہ رکھ رضا ذرا، تُو تو ہے عبدِ مصطفیٰ

تیرے لیے امان ہے، تیرے لیے امان ہے

Marfat.com

پیش نظر رسالہ کے مصنف حضرت مخدوم و محترم علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ ہیں آپ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی بحر العلوم ذات اور ان کے عشق صادق سے مستفیض ہونے والوں میں نمایاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ذریعہ سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی برکات سے نوازے اور ان کے عشق و عرفان سے لبریز قلم کو رواں دواں رکھے (آمین)

رمضان المبارک 1419ھ

2 دسمبر 1998ء

ازقلم: (اقبال احمد اختر القادری)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنِ

اما بعد! 26 نومبر 1991ء بروز منگل الحاج خیر محمد صاحب مقیم مکہ معظمہ، حال اردڈیرہ خویش، موضع سید پور، ضلع رحیم یار خاں میں میلاد شریف کی تقریب میں فقیر نے "کعبے کا کعبہ رسول خدا ﷺ کا مضمون چھیڑا۔ الحاج خیر محمد صاحب نے وضاحت چاہی تو فقیر نے چند اجمالی دلائل عرض کر دیئے لیکن خیال گزرا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے شعر،

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو

پر خصوصاً اور اہلسنت کے عوام پر عموماً وہابی دیوبندی نجدی اعتراض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کعبے کا کعبہ کیسے ہیں جب کہ حضور سرور عالم ﷺ زندگی بھر اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے، بلکہ آپ کی شدید خواہش پر بیت المقدس سے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنایا جیسا کہ

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً تَرۡضٰهَا (پ۲: البقرہ آیت 144)

کا شانِ نزول بتاتا ہے اور تفاسیر میں ہے کہ جب تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی تھی تو حضور سید عالم حضرت محمد ﷺ کا دل مبارک چاہتا تھا کہ کعبے کو منہ کر کے نماز پڑھیں۔ آپ آسمان کی طرف نگاہ کرتے کہ شاید فرشتہ حکم لاتا ہو کعبے کی طرف منہ کر کے نماز ادا کریں، پھر یہ آیت اتری تو کعبہ قبلہ مقرر ہوا۔ ظاہر ہے

Marfat.com

کہ کعبہ مسجود الیہ ہے اور مسجود الیہ ساجد سے افضل ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ملائکہ کرام سے اسی لئے افضل ہیں کہ آپ کی جانب انہوں نے سجدہ کیا۔ اور نبی پاک ﷺ کعبہ کی طرف بارہا چل کر آئے، اور اس کا طواف کیا وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال کعبہ، کعبہ ہے اور اس کا اپنا کعبہ کوئی اور ہو عجیب معاملہ ہے۔

اس مسئلہ کی وضاحت سے پہلے ایک مقدمہ عرض کروں۔

مقدمہ:۔ سطحی طور پر مخالفین کا اعتراض ایسا مؤثر ہے کہ عام آدمی نہ صرف متاثر ہوتا ہے بلکہ ان لوگوں کو دین کی ٹھیکیداری پر داد دیتا ہے ان کے اعتراض کی تقریر تمام تر بے دینی کی سند ہے اس لئے کہ ہم سب کا اتفاق ہے کہ حضور سید عالم ﷺ جہاں آرام فرما ہیں وہ جگہ کعبہ اور بیت المعمور اور عرش معلٰی سے بھی افضل ہے۔

یہ عقیدہ تمام کُتبِ سِیَر اور ابوابُ الحج کے باب زیارۃ الرسول میں موجود ہے۔ فقیر دیوبندی فرقہ کی مستند کتاب یعنی ان کے تمام علماء کی تصدیق شدہ کتاب المہند صفحہ ۱۱ سے عبارت نقل کر رہا ہے۔ مولوی انبیٹھوی نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی قبر شریف کا وہ حصہ جس سے آپ کا جسم شریف ملا ہوا ہے، عرشِ عظیم، کرسی اور خانہ کعبہ سے افضل ہے۔

(المہند شائع کردہ اعزازیہ دیوبند۔ انڈیا)

یہ مسئلہ متفقہ ہے اور کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ تمام متقدمین اور متاخرین علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کائنات کی ہر جگہ سے افضل ہے، یہاں تک کہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔ (مرقاۃ، ج2، ص190)

Marfat.com

قاضی عیاض مالکی متوفی 544ھ لکھتے ہیں:

وَلَا خَلَافَ اَنَّ مَوْضِعَ قَبْرِہٖ اَفْضَلُ بُقَاعِ الْاَرْضِ

(شفاء شریف ج2 ص163 مع شرح ملا علی قاری)

''یعنی اس بات میں علماء کرام کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی جگہ تمام روئے زمین سے افضل ہے''۔

واضح ہو کہ تمام علماء تسلسل اور تواتر کے ساتھ قبرِ انور کی تمام رُوئے زمین پر فضیلت کا اظہار کرتے رہے۔

فقہاءِ اسلام کی تصریحات

علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں لکھتے ہیں کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور صرف تمام رُوئے زمین سے ہی افضل نہیں، بلکہ تمام آسمانوں سے، عرش سے اور کعبہ سے بھی افضل ہے جیسا کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کی وجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف اور عالی قدر ہے''۔

علامہ قرانی نے ''قواعد'' میں لکھا ہے کہ فضیلت کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔ کبھی کسی چیز کی ذات میں فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ علم میں ہے، کبھی کثرتِ عبادت کی وجہ سے فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی جلد کی قرآن مجید کی وجہ سے فضیلت ہے۔ اور کبھی کسی جگہ قیام کرنے کی وجہ سے اس مقام کی فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر (شریف) کی فضیلت تمام رُوئے زمین پر ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ

Marfat.com

فضیلت کا مدار اعمال ہیں اور قبر پر کوئی عمل نہیں ہے۔ اس سے تو یہ لازم آئے گا کہ صرف قرآن مجید افضل ہو اور اس کی جلد افضل نہ ہو۔ اس بات کا باطل ہونا بالکل بدیہی (ظاہر) ہے۔ علامہ سبکی نے اس کی موافقت میں فرمایا کہ اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر (شریف) روئے زمین میں سب سے افضل ہے (فتاویٰ سبکی ص 279) اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مکہ، مدینہ سے افضل ہے تو اس سے قبرِ انور مستثنیٰ ہے۔ دیکھئے جب کوئی شخص عظیم ہو تو اس کے رہنے کی جگہ بھی عظیم ہوتی ہے اور علامہ ابن عبد السلام نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر (انور) تمام جگہوں سے افضل ہے کیونکہ آپ کی قبر (شریف) پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، رضوان اور فرشتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

(۱) احناف میں سے علامہ سروجی نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر (انور) کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر شخص اس جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں کی مٹی سے اس کی پیدائش ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ تمام علماء تسلسل کے ساتھ مزار اقدس کی تمام روئے زمین پر فضیلت کا اظہار کرتے رہے۔

(۲) حضور نبی پاک ﷺ علی الاطلاق جملہ مخلوق سے افضل ہیں۔ کعبہ معظمہ عرش معلی، جملہ رُسل کرام۔ انبیاء عظام اور ملائکہ کرام علیٰ نبینا علیہم السلام سب سے آپ کی فضیلت مُسلّم ہے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" سب جانتے اور مانتے ہیں۔

(۳) کعبہ معظمہ حضور سرور عالم ﷺ کا ایک امتی ہے کیونکہ یہ عقیدہ مُسلمہ ہے کہ

Marfat.com

آپ کُل کائنات کے ذرہ ذرہ کے نبی ہیں۔ نُصُوصِ قرآنیہ واحادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس کی شاہد ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

(اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً) (مسلم ومشکوٰۃ، باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل)

ترجمہ: میں جملہ مخلوق کا رسول (ﷺ) ہوں۔

(۴) کعبہ محتاج ہے اور حضور سید عالم ﷺ اس کے بلکہ جملہ عالمین کے محتاج الیہ۔ اور آپ صرف اپنے رب تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ) (پارہ 17 الانبیاء آیت 107) کا تقاضا ہے......؟

امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

(۵) کعبہ معظّمہ کی نیازمندی

مندرجہ ذیل چند شواہد حاضر ہیں جن سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کعبہ معظّمہ کو ہمارے نبی پاک ﷺ کے ساتھ کتنی نیازمندی اور عشق ومحبت ہے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب ولادت میں کعبہ کے پاس تھا، آدھی رات کو دیکھا کہ کعبہ مقامِ ابراہیم کی طرف جُھکا (اسی طرف ولادت کا کمرہ مبارک ہے) اور سجدہ کیا اور آواز آئی،

(اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

Marfat.com

اَلْاٰنَ قَدْ طَھُرَبِیْ رَبِّیْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ اَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ)

(مدارج (اردو) ج ا صفحہ ۷ رشواہد النبوۃ جامی)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا ہے۔ اللہ بڑا ہے۔ وہ رب ہے محمد ﷺ کا۔ میرے رب نے مجھے بتوں کی پلیدیوں سے پاک کیا۔ ان کی تعظیم کو جھکا۔ یہ فسانہ نہیں حقیقت ہے۔

باب (1)

کعبہ قبلہ: کعبہ شریف کی تین حیثیات ہیں۔ (۱) ظاہر (۲) باطن (۳) حقیقت

کعبہ اسی جہت کا علم (نام) ہے۔

یعنی کعبہ مکۃ المکرمہ کے اس ''کمرہ نما'' مرکزِ عبادت کو کہا جاتا ہے جس کی بنیاد آج سے قریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے رکھی تھی۔ اسے کعبہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی قریب قریب برابر ہے یعنی ''مکعب نما''۔ اس کی اونچائی 50 فٹ (15.25 میٹر) ہے۔ اس کے ایک کونے میں پاک اور متبرک سیاہ پتھر (حجرِ اسود) نصب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے بعد بھی تعمیرات کا سلسلہ جاری رہا۔ مختصر خاکہ ملاحظہ ہو۔

وہ بیت اللہ جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کرایا تھا۔ اس کی تعمیر مندرجہ ذیل تفصیل پر تھی۔

۱۔ کُل دیوارِ کعبہ کی بلندی ۹ ہاتھ

Marfat.com

۲۔ حجرِ اسود تا رُکن شامی ۳۴ ہاتھ

۳۔ رکنِ شامی تا رکنِ غربی ۲۲ ہاتھ

۴۔ دیوار رکنِ یمانی تا حجرِ اسود ۲۰ ہاتھ

دو دروازے زمین سے متصل شرقاً غرباً رکھے تھے مگر کواڑ، زنجیر، قفل وغیرہ نہ تھے۔ دروازہ، زنجیر اور قفل تُبع حمیری نے لگوایا۔ غلافِ کعبہ سب سے پہلے کعبہ پر چڑھانے والا شاہِ یمن ہے، بعدہ، عرصہ دراز تک حکومت مصر غلافِ کعبہ بھیجتی رہی۔

کعبہ معظّمہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بنو جرہم نے اَز سرِ نو بنایا تھا۔ جرہم کے بعد قصی بن کلاب نے بنایا۔ اور اسی طرح کعبہ رہا۔ ایک مرتبہ ایک عورت کعبہ کے اندر خوشبو جلا رہی تھی، جس کی چنگاریوں سے کعبہ جل گیا۔ اس کے بعد قریش نے ولید بن مغیرہ کی سربراہی میں کعبہ بنایا مگر حلال پیسہ کی قلّت کے سبب کعبہ بنیادِ ابراہیمی پر نہ بنایا جاسکا۔ حطیم، کعبہ میں تھا لیکن اسے باہر کر دیا گیا۔ چند مزید ترمیمات کیں کہ کعبہ جو پہلے نو ہاتھ کی بلندی کا تھا اٹھارہ ہاتھ کر دیا۔ یعنی بلندی دُگنی کر دی گئی۔ اور دو دروازوں کے بجائے ایک ہی دروازہ لگایا اور وہ بھی بہت اونچا تاکہ جس کو چاہیں جانے دیں اور جس کو چاہیں اندر جانے سے روک دیں۔ حجرِ اسود کے پاس سے ایک سیڑھی بھی بیت اللہ کی چھت کے لئے بنادی۔ خرما کی دو لائن میں تین تین ستون قائم کر دیئے۔ جب قریش نے کعبہ تعمیر کیا اُس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمر شریف 25 سال تھی۔ سرکار نے ایک موقع پر اُمّ المؤمنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دکھایا کہ بنیاد ابراہیمی یہ ہے اور کعبہ بنیاد ابراہیم پر نہیں بنایا گیا۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہا کی روایت پر حضرت عبداللہ بن زبیر کے بعد ۷۴ھ میں حجاج بن یُوسُف عبدالملک کے گورنر نے اَز سرِ نو کعبہ تعمیر کرایا اور اُسی بنیاد پر بنایا جس پر کفار نے کعبہ بنایا تھا۔ ۱۰۴۰ھ میں سلطان مراد بن احمد شاہِ قسطنطنیہ نے سوائے اس رُکن کے جس میں حجرِ اسود ہے اَز سرِ نو کعبہ بنایا، گویا موجودہ کعبہ کی تعمیر تقریباً چار سو سال پرانی ہے۔ ہارون الرشید نے ارادہ کیا تھا کہ اَز سرِ نو کعبہ بنائے لیکن علماءِ وقت نے منع فرما دیا کہ یہ ایک کھیل ہو جائے گا۔

(شفاء الغرام ج ۱ ص ۹۱۔ العقد الثمین ج ۱ ص ۴۷۔ کتابِ الاعلام ص ۴۹ تا ۵۶)

فضائلِ کعبہ

اس کعبہ کے ظاہر کے فضائل میں احادیث مبارکہ بکثرت ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔

۱۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَّتَصْدِيْقًا خَرَجَ مِنْ خَطَايَاهُ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ

یعنی جس نے کعبہ کو ایمان وتصدیق کی حالت میں دیکھا گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے نو مولود بچہ۔ (القری، جامع اللطیف ص ۷۵)

۲۔ جس نے کعبہ میں ایک ماہ کا روزہ رکھا ایسا ہے جیسے ایک لاکھ روزے رکھے۔ کعبہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ایک نماز کے بدلے ہے۔ کعبہ کا دیکھنا ایسا ہے جیسے غیر کعبہ میں ایک سال اس نے عبادت کی ہو۔

Marfat.com

فائدہ:۔ ہم سب کا قبلہ بظاہر یہی کمرہ ہے جس کے چار سُو (جانب) ہم نماز ادا کرتے اور حج وعُمرہ کے لئے طواف کرتے ہیں۔ گویا یہ ہمارے اصل قبلہ کا لباس ہے۔ اصل قبلہ اولیاء کرام کی زیارت کے لئے جاتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتو اس کا معنی یہ ہوا کہ قبلہ ہونا ختم۔ قبلہ اُسی جگہ کا نام ہے جس کا یہ کمرہ لباس ہے۔ اس لئے ''ردالمحتار'' اور ''درمختار'' اور دیگر فتاویٰ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ یہ کمرہ کہیں چلا جائے یا ختم ہو جائے تو ہمارا قبلہ وہی جگہ ہے جہاں یہ کمرہ نصب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بظاہر جس کا نام کعبہ ہے وہ پتھروں وغیرہ سے تیار ہوا اور مختلف ادوار میں مختلف اشیاء سے بنایا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ ان تمام اشیاء کے حضور سرورِ عالم ﷺ قبلہ وکعبہ اور مرشد حق اور نبی مُرسل ہیں۔

حدیث شریف: (اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً)

(مسلم، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل)

ترجمہ: ''میں تمام مخلوق کا رسول ہوں''۔

فیصلہ:۔ کعبہ کے ظاہر کی جُملہ اشیاء فرداً فرداً مجموعی طور پر انسانوں کی تیار کردہ ہیں لیکن انہیں شرف ملا کہ وہ کعبہ کے باطن سے منسوب ہیں۔ اور باطنِ کعبہ کے کعبہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو کعبہ کے ظاہر کے بطریقِ اُولیٰ کعبہ ہوئے۔

کعبہ کا باطن

کعبہ کے ظاہر کی جگہ کعبہ کا باطن ہے اور کعبہ کے باطن کو یہ سعادت یوں نصیب

Marfat.com

ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو فرمایا۔

(ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا) (پ24 حٰم السجدہ آیت ۱۱)

ترجمہ:''آؤ خود بخود یا مجبور ہو کر''

تو زمین کا یہ ٹکڑا اور اس کے بالمقابل آسمان کا ٹکڑا بولے۔

(اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ) (پ24 حٰم السجدہ آیت ۱۱)

ترجمہ:''ہم فرمانبردار ہو کر حاضر ہیں''

تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ شرف بخشا کہ تا قیامت اس کی تعظیم و تکریم ہوتی رہے گی اور اس وقت سے ہی اس کی حفاظت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ تفاسیر میں ہے کہ یہ کعبہ سب سے پہلے فرشتوں نے موتیوں سے بنایا۔ دوسری مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا۔ تیسری بار حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے با اعانتِ سیدنا اسماعیل علیہ السلام بنایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بنیاد پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نشان لگایا اور اپنا پر مار کر تحت الثریٰ تک بنیاد قائم کی اور اس میں (۱) کوہِ لبنان (۲) کوہِ طور (۳) کوہِ جودی (۴) کوہِ حرا (۵) کوہِ زیتا کے پتھر فرشتوں نے بھرے، اور بیت اللہ شریف کی تعمیر میں تین پہاڑوں کے پتھر استعمال کئے گئے یعنی (۱) کوہِ ابو قبیس (۲) کوہِ حرا (۳) کوہِ ورقان! بیت اللہ شریف کی تعمیر کی ابتدا یکم ذیقعد کو ہوئی اور ۲۵ ذیقعد کو مکمل ہوئی۔ اب اس باطن کعبہ کے متعلق ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

بشریتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خمیر مبارک

یہ حصہ جس نے سب سے پہلے (ائتینا طائعین) کہہ کر کائنات میں فضیلت کا تمغہ حاصل کیا دراصل حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خمیر اقدس تھا جس سے آپ کی بشریتِ اقدس تیار ہوئی۔ اور وہ خمیرِ اقدس کیا تھا اُس کی تفصیل فقیر نے ''محبوبِ مدینہ'' (تاریخ مدینہ) کے صفحہ ۸۳ تا ۸۷ میں لکھ دی ہے۔ خلاصہ ملاحظہ ہو۔

(۱) علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّخْلُقَ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ جِبْرَائِیْلَ فَاَتَاهُ بِالْقَبْضَةِ الْبَیْضَاءِ فَعُجِنَتْ بِمَاءِ التَّسْنِیْمِ ثُمَّ غُمِسَتْ فِیْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ ۔ (رواہ ابن الجوزی فی الوفا حصہ اوّل ص ۳۴ مطبوعہ پاکستان)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (بشریت اقدس کے) پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ زمین سے سفید ٹکڑا لائیں۔ چنانچہ وہ ایک سفید ٹکڑا لائے جسے تسنیم سے گوندھ کر انہار الجنۃ میں ڈبویا گیا۔

(۲) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَصْلُ طِیْنَتِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ سُرَّةِ الْاَرْضِ بِمَكَّةَ الْكَعْبَةُ (عوارف المعارف ص ۴۶ طبع بیروت)

ترجمہ: یعنی حضور علیہ السلام کی بشریت کی مٹی مکہ کی ناف سے لی گئی ہے جو مکہ میں کعبہ کے نام سے مشہور ہے۔

(۳) خلاصۃ الوفاء اور وفاء الوفا میں ہے۔

Marfat.com

لَمَّا خَاطَبَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِقَوْلِہٖ ائتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا اَجَابَ مِنَ الْاَرْضِ مَوضِعَ الْکَعْبَۃِ وَمِنَ السَّمَاءِ مَایُحَاذِیْھَا فَالْمُجِیْبُ مِنَ الْاَرْضِ دُرَّتُہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَمِنْ الْکَعْبَۃِ دُحِیَتِ الْاَرْضُ

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو فرمایا، آ و خود یا مجبور ہو کر، تو کعبہ والی جگہ اور اس کے بالمقابل آسمان کی جگہ نے جواب دیا، ہم خود بخود حاضر ہیں۔ زمین سے جواب دینے والا حضور نبی کریم ﷺ کا نورانی خمیر تھا اسی لئے یہیں سے زمین بچھائی گئی۔

فائدہ:۔ اس مضمون سے ثابت ہوا کہ اس کمرہ (کعبہ) کی تعظیم وتکریم اسی خمیر مبارک کی وجہ سے ہے۔ جس نے خود کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے پیش کیا، اور وہ تھا خمیر بشریتِ مصطفیٰ ﷺ۔ اس معنی پر یہ کعبہ بشریت (خمیر مصطفیٰ ﷺ) کی قیام گاہ کا خادم ہوا۔ خادم ومخدوم کا فرق اگر کوئی نہیں سمجھتا تو پھر اس جیسا غبی (کند ذہن، کم عقل) اور کون ہوگا۔

سوال: قاعدہ ہے کہ جس کا خمیر جہاں کا ہے اس کا دفن بھی وہیں ہوتا ہے لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ مدینہ طیبہ میں مدفون ہیں؟

جواب: حضور نبی کریم ﷺ کا ہر معاملہ جملہ مخلوق سے اللہ تعالیٰ نے ممتاز رکھا ہے۔ یہاں بھی اس قاعدہ سے آپ ﷺ مستثنیٰ ہیں۔ اگر آپ کعبہ میں مدفون ہوتے تو عوام آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کعبہ کے طفیل سمجھتے حالانکہ کعبہ حضور سیّد عالم ﷺ کا طفیلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ولادت مبارکہ ربیع الاوّل اور سوموار کو ہوئی اور رمضان و

Marfat.com

جمعہ کو نہ ہوئی تا کہ کسی کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت رمضان اور جمعہ کی وجہ سے ہے بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ کعبہ و رمضان اور جمعہ کو جو عزت وعظمت نصیب ہوئی ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہے۔

(مدارج وجواہر البحار ووفاء الوفاء)

مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب ''محبوب مدینہ'' میں دیکھئے۔

فائدہ:۔ مذکورہ بالا اعزاز و اکرام کو بحال رکھنے کے لئے طوفان نوح میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمیر مبارک (جو کعبہ شریف میں تھا) گنبد خضراء کے مقام پر منتقل کیا گیا۔

(جذب القلوب، خلاصۃ الوفاء، جواہر البحار۔ روح المعانی ج۱۶ ص ۲۰۸۔ عوارف ص ۴۱۹)

قبلۂ اصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل طین (مٹی) یہی نافِ ارض ہے، یعنی وہ جگہ جہاں کعبہ معظمہ کا کمرہ ہے۔ اس معنی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصلِ کائنات ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب اُمی بھی ہے۔

مزید برآں

موجودہ کعبہ کے ظہور سے پہلے رُوئے زمین پر پانی ہی پانی تھا۔ زمین کا وجود تھا نہ آسمان کا، کرسی نہ لوح وقلم کا، صرف پانی تھا یا اس کے اوپر عرشِ الٰہی، گویا عرشِ الٰہی پانی پر تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ (وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ) (پ۱۲ نمبر۷) اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ جس جگہ بیت اللہ شریف ہے وہیں سے زمین پر اور وہیں کی

Marfat.com

مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم مبارک بنایا گیا اور وہیں پر چالیس دن تک سکھایا گیا (خشک کیا گیا) بیت اللہ شریف زمین کے وسط میں واقع ہے۔ اگر ساری زمین کو بیت اللہ سے چاروں طرف ناپیں تو برابر ہو۔ اسی پانی پر کعبہ معظّمہ کے مقام پر رسولِ اکرم ﷺ کا خمیر مبارک تھا۔

چنانچہ شعبی فرماتے ہیں۔

خَلَقَ اللّٰهُ جَوْهَرَةً خَضْرَآءَ، ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْهَا بِالْهَيْبَةِ فَصَارَتْ مَاءً فَخَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ مِنْ زُبْدِهٖ وَالسَّمَاءَ مِنْ بُخَارِهٖ فَكَانَ اَوَّلُ ظَاهِرٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَصْلُ طِيْنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سُرَّةِ الْاَرْضِ بِمَكَّةَ (ایضاً)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سبز جوہر (موتی) پیدا فرما کر اس پر ہیبت کی نگاہ ڈالی تو وہ پانی ہوگیا۔ اس کی جھاگ سے زمین اور اس کے دھوئیں سے آسمان بنایا۔ سب سے پہلے جو زمین پر ظاہر ہوا وہ یہی سبز جوہر مکہ تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا خمیر مبارک مکہ کی زمین کی ناف سے ہے۔

اس کے بعد آخر میں فرمایا کہ

فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى التَّكْوِيْنِ وَالْكَائِنَاتُ تَبْعٌ لَهٗ

ترجمہ: تو حضور ﷺ تکوین میں اصل ہیں اور باقی جملہ کائنات آپ ﷺ کی طفیلی ہے۔

نتیجہ: اس طویل بحث سے واضح ہوا کہ کعبہ کا ظاہر وہی کمرہ اور باطن وہی خلاء ہے جس کے اردگرد یہی کمرہ ہے۔ یہی کمرہ (کعبہ) ظاہری اولیاء کرام کی زیارت اور

Marfat.com

ان کے طواف کے لئے چلے جانے کا علماء کرام نے بیان کیا ہے۔ تحقیق آئے گی (انشاء اللہ) اصل کعبہ یہی مرکز ہے اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خمیر شریف کی چند روزہ قیام گاہ ہے۔ اس سے اندازہ لگانا آسان ہوگا کہ حضور علیہ السلام کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

حقیقت کعبہ

یہ ظہور ربوبیت کا مرکز ہے۔ اس معنی پر حضور سرورِ عالم ﷺ اگرچہ بظاہر ہمارا کعبہ اس کی حقیقت ہی آپ ﷺ کی اور ہم سب کی مسجود الیہ ہے۔ اس کی تحقیق ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا محمد عبد الوحید المخاطب بہ محمد رحمۃ اللہ علیہ امیر ''تذکرۃ الحق'' میں لکھتے ہیں کہ

واینکہ مکہ معظمہ محل نور حجابی مسجود الیہ محمد رسول اللہ تعالیٰ است و حقیقت آں تعین ذاتی باعتبار فعالیتہ مبدۃ الربوبیتہ است کہ ش بیان صفت تعین ذاتی م علتہ وجود باوجود کہ ش بیان صفت وجود باجود صلی اللہ علیہ وسلم ام امبدء ومواد عالم است واز مراتب الھٰیات شاملہ مسجودیتہ الہٗ مسجود لہ محمد رسول اللہ تعالیٰ است

اس کا ترجمہ مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم ''ماھیۃ الحق'' میں لکھتے ہیں۔

کہ مکہ معظمہ محل نُورِ حجابی ہے جو حضرت محمد رسول خدائے تعالیٰ (ﷺ) کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرف سجدہ کیا گیا۔ اور حقیقت اس نورِ حجابی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار

فعالیت کے (مبالغہ فاعل ہے) یعنی سب سے بڑھ کر کرنے والا۔ مبدءِ ربوبیت ہے کہ جہاں سے ربوبیت کی ابتداء ہے۔ اور یہی تعین ذاتی وجود باجود حضور ﷺ (جو عالم کا مبدء اور مواد ہے) علّت ہے (یعنی سبب ظہورِ وجود مبارک ہے) اور یہی تعین ذاتی کہ علت وجودِ باوجود حضور ﷺ ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شاملِ مسجودیت ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول خدائے تعالیٰ کا مسجود لہ ہے۔ اسی لئے آپ نے سجدہ کیا ہے۔

خلاصہ اویسی غفرلہ

یہ کعبہ ایک نورِ محجوب کا مرکز ہے اسی لئے حضور علیہ السلام کا مسجود الیہ ہے اور اس نور کی حقیقت تعینِ ذاتی ہے یعنی صفتِ ربوبیت کی ابتدا کا مظہر۔ چونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا سبب ہے اسی لئے آپ نے اس کی تعظیم وتکریم سے اس کی طرف سجدہ کیا۔

اس کے بعد ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

این مربوط است ازعلته وجود باجود معطوف علیه واز مراتب الٰہیات معطوف اگرچه حقیقة نور محمد که مبدء تعین او است اعلیٰ و افضل است از حقیقة نور حجابی بسبب بدئش برائی حقائق الٰہیات ولیکن آں نور حجابی از منسوبات اللّٰه تعالیٰ است بقیام حقیقش اللّٰه تعالیٰ و ایں نورحادثی از مخلوقات اللّٰه تعالیٰ است بقیام مجازیش باللّٰه تعالیٰ و کلام نفس وجود ایں ہر دو است نه در حقیقه

Marfat.com

ایں ہر دو۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲۔ سے)

ترجمہ: اگرچہ حقیقت نورِ محمد ﷺ، جو آپ کا مبدء تعین ہے کہ جہاں سے آپ کے تعین کی ابتدا ہوئی، حقیقت نورِ حجابی سے اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ مبدء ہونا حقیقت نور محمدی کا حقائقِ الٰہیات کے لئے ہے۔ لیکن وہ نورِ حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نورِ محمدی حادثی مخلوقات خدا سے ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے اور کلام ان دونوں کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کا کعبہ کی حقیقت کو مسجود الیہ بنانا اسی وجہ سے ہے۔

پھر فرمایا۔

استحاله ذات مبارك بانوار حجابی كلی اوانی است پس جزئی آنی باشد وفضل نور حجابی کعبه معظمه بکلیة آنی است ش فضل کلی باحاطته جزئی وایں تبیین حقیقة جواب سوال مقدر است که ازیں عبارت میتوان یافت م واحب البقاع بودن مکه معظمه بخاطر عاطر ضرت محبوب رب العالمین بوجه نور حجاب الهٰ مقصود معبود است واحب البقاع بو دن مدینه مکرمه بجانب رب العالمین وجه وجود باجود ہس شرف المکان بشرف المکین خود فاروق فی فضل بین است ودرفضل مدینه مکرمه معظمه تاویل فضل جزئی نو شد خلاف فضل مکه معظمه بوصف خیر ارض الله واجب ارض.

الله که جز کلی نتو اندشد ـ

ترجمہ: اور استحالہ ذات مبارک حضور کا انوار حجابی کُلّی آوانی سے ہے، پس یہ استحالہ شریف جُزِئی آنی ہوگا اور فضیلت نور حجابی کعبہ معظّمہ کی کنیۃ آنی کے سبب ہے۔ اور کُلّی کو فضل جُزئی پر جزئی کا احاطہ کرنے کے سبب ہے۔ اور یہ بیان کرنا حقیقت میں جواب ہے سوال مقدر کا، جو اسی عبارت سے نکلتا ہے۔ اور مکہ معظّمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا حضرت محبوب رب العالمین کی خاطر عاطر میں خدائے مقصود و معبود کا محل نور حجاب ہونے کے سبب ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کا جناب رب العالمین میں احب البقاع ہونا بسبب فرودگاہ وجودِ باوجود حضور ہے۔ پس شرف مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق بین فضل و منزلت میں ہے، جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے۔ اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو کہ معظّمہ پر ہے جیسا حدیث سے ظاہر ہے۔ فضل جزئی کی تاویل ہوسکتی ہے بخلاف فضل مکہ معظّمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اس کا وصف ہونے کے سبب سوائے کُلّی کے اور فضل اس کا نہیں ہوسکتا۔

وبقطع نظر ازین فضل مقصود بالانتساب اگر فضلی دیگر باشد غیر مقصود است والبته زمینکه مشرف باشد بحمل جسد طیب اشرف جمله روئے زمین و آسمان است سوائی زمینکه محل نورحجابی است و عرش عظیم که محل نور مسجود له است اگر برسی بمطالب اختلاف دعوی شاں دلیل آں چنانکه اختیار فرمودند وایں دلیل درفقه میرسی به بهتری آں که اختیار کرد ان شاء الله

Marfat.com

تعالیٰ ، والبتہ عنصر قلب شریف حضرت ﷺ افضل است ازماھیتہ عرش عظیم بحکم تبع عنصر بروح درمسلو باتش والبتہ عنصر قلبی افضل است از عنصر غیر قلب برتفاوت حد خودھا درتبع روح بفارق موجودات از مسلوبات مخصوصہ محمدی ۔ وقلب بسیط شریف حضرت ﷺ افضل است فضلاً بعد فضل از عرش عظیم بانکہ تعین عرش عظیم جزئی ش بیائی مجھول مفید معنی تقلیل م است از نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم باحمل انوار قدیم در آوان بلزوم تجدد امکان خود ودران بلزوم قرار تشخص زائد خود۔

ترجمہ:اور قطع نظر اس فضل کے کہ انتساب میں یہی فضل مقصود ہے، اگر کوئی اور فضل ہوگا وہ غیر مقصود ہے، اور البتہ وہ زمین جو حضرت کے جسدِ طیب کے حمل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جس نے جسد مبارک کو اٹھا رکھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے۔ سوائے اس زمین کے محل نور حجابی ہے اور سوائے عرش عظیم کے جو نور مسجودلہ، کا محل ہے۔ اگر تو ہمارے علماء کے اختلافی مطالب اوران کی دلیل جو کچھ انہوں نے اختیار فرمائی ہیں معلوم کرے گا اور اس فقہ کی دلیل کو تو جو بہتر اور مختار کی ہے اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائے گا اور بیشک عنصر قلب شریف حضرت عرش عظیم کی ںیت سے افضل ہے کیونکہ عنصر مسلوبات روح میں تابع روح ہے جیسے روحِ اعلیٰ کو حِ تابع سے افضلیت ہے، مگہ میں روحِ اعلیٰ کے مسلوبات روح میں تابع روح ہ مسلوبات سے فوقیت وفضیلت ہے۔ اسی طرح عنصرِ اعلیٰ فوقیت وفضل ہے اس

لئے کہ عنصرِ تابع روح ہے۔اور البتہ عنصرِ قلبی افضل ہے عنصر غیرِ قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جب کہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپ کے مخصوصہ مسلوبات سے فرق کا لحاظ کریں۔اور قلبِ بسیط آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ عظیم سے افضل ہے،فضیلت کے بعد بڑھ کر فضیلت سے۔اس لئے کہ تعین عرشِ عظیم نورِ محمد کا ایک جزء قلیل ہے،باوجود حمل انوارِ قدیم کے متعدد آنوں میں بسبب لزوم تجدد اپنی امکان کے اور آنِ واحد میں بسبب لزوم قرار اپنی تشخص زائد کے۔کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کے لئے جدت لازمی ہے اور جدت بعد فنا تعداد امکان و زمان کی مستلزم ہے،لہٰذا تعین عرش کو حمل انوارِ قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے۔اور تشخص زائد کو جو ماہیت پر ایک شے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقا میں فنا نہ ہونے کے سبب قرار لازمی ہے کہ آن و زمان واحد کا مستلزم ہے،لہٰذا تشخص عرش کو حمل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہوگا۔

حاشیہ صفحہ ۹ اس کتاب کا تعارف اور مصنف کے القاب میں ''ماہیۃ الحق'' کے دیباچہ میں لکھا کہ

این کتاب مسمٰی به تذکره الحق از تصنیف عارف بالله، واصل الی الله، سالک کامل، مخزن حقائق، منبع دقائق، محقق الملة والدین، مظهر علمائے راسخین، کاشف اسرار غیبی، واقف علمِ لَدُنّی، صوفی صافی، شیخ الوقت، فقیرِ کامل حضرت استادی مولائی مولانا مولوی عبدالوحید

Marfat.com

المخاطب به محمد امیر رحمة الله علیه.

اس کے بعد ایک صفحہ تقریباً کتاب کی توصیف میں لکھا۔ اس کا ترجمہ کرنے والے ان کے شاگرد مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم ہیں۔ اس کا نام ماہیۃ الحق رکھا۔ پرانی اردو ہے، فقیر نے اسے جوں کا توں رہنے دیا۔ چند مقام کی اصلاح کر کے پھر اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا، البتہ صلعم کاٹ کر فقیر نے ﷺ کا اضافہ کیا۔ گزشتہ (۱۴ویں) صدی کے اوائل کی تصنیف ہے۔ اس کا اول و آخر گم ہے۔ کتاب کا اکثر مواد ''فتوحات مکہ'' شریف سے ماخوذ ہے۔ بہر حال حقیقتِ کعبہ پہ جو مختصر لکھا ہے۔ خوب لکھا ہے ہم نے اپنے موضوع کے مطابق پا کر اس باب کو مع ترجمہ لکھ دیا ہے تا کہ واضح ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقتِ کعبہ کے بھی کعبہ یعنی مرکزِ توجہ۔

مزید توضیح

وتعین قلب بسیط شریف کلی ش بیائی مجهول مفید معنی تعظیم م است باحمل انوار قدیم در آوان بلزوم تجدد امکان خود و دران بلزوم قرار تشخص زائد خود و تشریف اتصاف کلی در آوان فضلی دیگر است که بعرش عظیم نصیبی جزئی هم ازاں نیست ودریں تبییں حقیقة جواب خطا هائے فکر یست فکر سلیم در قرار نسبت مخصوصة الوجه فی محله باید تا از انچه باید بر آیدش ای ازانچه باید

برآمد وهمچنین است تعظیم ومحبت دیگر آثارش صلعم مختلف المقایق متحد النسنبة المختصر

بر زمینکه کا نشان کف پائی تو بود
سالها سجده صاحب نظراں خواهد بود

تا آنکه اگر بشنود که اثری ازواست صلی الله علیه وسلم گو محقق نباشد تعظیم و محجت لازم است چه نفی آں ثابت نتواند شد وهمین است عادت سلف ماوالا سوء ادب در تعظیم و محبت ظاهر +ش در حال امام مالک رحمته الله تعالی مذکور است درمدینه منوره هر جا که عمارت قدیم میدیدبا دب تمام می بوسید نظربر آنکه شاید آں رسولِ خدا حبیبِ کبریا ﷺ وقتی دستے بآں رسانیده باشد ازینجا ظاهر است که برائی تعظیم آثار صحت روایت درکار نیست صرف احتمال کافی باشد

ترجمہ: اور تعین قلبِ بسیط شریف ایک عظیم کلّی ہے انوارِ قدیم کا آوان متعدد میں حامل ہونے کے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آنِ واحد میں اپنی تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے۔ اور انصافِ کلّی کا تشرف جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا افضل ہے کہ عرشِ عظیم کو اس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے،

Marfat.com

اوراس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہے فکری خطاؤں کا، پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں، ان کو اپنی اپنے محل میں ٹھہرانے میں فکر سلیم چاہیے تاکہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہئے حاصل ہووے۔ اوراسی طرح تعظیم ومحبت ہے حضور کے اور دوسرے آثار کی جن کی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے۔ مختصر یہ ہے

جس جا نشان پائے مبارک ہو آپ کا
برسوں ہی سجدے اہلِ بصیرت کیا کریں

سن لو کہ حضور کا کوئی اثر ہے، گو محقق نہ ہو، تو تعظیم ومحبت لازم ہے کیونکہ اس کی نفی ثابت نہیں ہوسکتی۔ اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے۔ ورنہ تعظیم ومحبت میں بے ادبی ظاہر ہو۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پُرانی عمارت دیکھتے تھے پُورے ادب کے ساتھ چُومتے تھے، یہ خیال کر کے کہ شاید کبھی رسول خدا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست مبارک لگایا ہو۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیمِ آثار کے لئے صحتِ روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے (تذکرہ الحق ماہیتہ الحق صہ ۳۲۰ تا ۳۲۳)

فائدہ: یہی حقیقت ہے جس کے متعلق حدیث شریف میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْکَعْبَۃَ مُتَحَشَّرٌ کَالْعُرُوْسِ الْمَھْزُ فُوْقَۃِ (اِلٰی بَعْلِھَا) وَکُلُّ مَنْ حَجَّھَا یَتَعَلَّقُ بِاَسْتَارِھَا یَسْعَوْنَ حَوْلَھَا حَتّٰی تَدْخُلَ الْجَنَّۃَ فَیَدْخُلُوْنَ

(احیاء العلوم امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

Marfat.com

ترجمہ: بے شک کعبہ قیامت میں یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دلہن کو دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔

تمام اہلسنتِ جنہوں نے حجِ مبرور کیا ہے۔ اس کے پردوں سے لٹکے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہونگے یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔

اسی کے جلوے ہر جگہ حاظر وناظر ہیں ورنہ کعبہ تو ایک کمرہ ہے وہ کل مخلوق کا قبلہ کیسے، جب کے عالم دنیا کے نمازی مختلف جہات ومختلف مقامات پہ نماز پڑھتے ہیں، تو سب کے آگے ایک کمرہ نہیں بلکہ وہی حقیقتِ کعبہ سب کا قبلہ ہے۔

اسی حقیقتِ کعبہ کے لئے حکم ہے کہ ادھر پیٹھ نہ ہو۔ پائخانہ، پیشاب کے وقت اس طرف پیٹھ ہو نہ منہ۔ یہاں تک کہ ایک صحابی نے مدینہ طیبہ میں اس طرف تھوکا تو حضور علیہ السلام نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا اور اب بھی یہی حکم ہے کہ قبلہ کی جانب تھوکنا مکروہ ہے۔

الحمد للہ: اسی حقیقتِ کعبہ کے انوار ذرہ کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں، اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ ہر وقت قبلہ رُخ بیٹھنے والے کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے۔ یہ انوار اسی حقیقتِ کعبہ کے ہیں، اس کا نقاب یہی ظاہری کعبہ ہے۔

نکتہ: کعبہ ایک مرکز میں رہ کر ہر جگہ حاضر وناظر، اور لباس کے اندر ایسا نور کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر، لیکن افسوس کہ کعبہ کے کعبہ ﷺ سے انکار۔

قبلہ الٰھی: نبی پاک ﷺ کو کعبہ کا قبلہ (کعبہ) تسلیم کرنے سے بدقسمت

Marfat.com

امتی پس و پیش کر رہا ہے۔ حضرت علامہ سید آلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں تو ثابت فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ خود اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بھی مرکز (قبلہ) ہیں۔ چنانچہ فرمایا،

فَقِبْلَةُ الْمُقَرَّبِيْنَ الْعَرْشُ وَالرُّوْحَانِيِّيْنَ الْكُرْسِيُّ وَالْكَرُوْبِيْنَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ وَ الْاَنْبِيَاءُ قَبْلَكَ بَيْتُ الْمُقَدَّسِ وَ قِبْلَتُكَ الْكَعْبَةُ وَهِيَ قِبْلَةُ جَدِّكَ وَاَمَّا قِبْلَةُ رُوْحِكَ فَاَنَا وَ قِبْلَتِي اَنْتَ (روح المعانی صہ پارہ ۲ تحت آیۃ لکل وجہۃ صہ ۱۵)

ترجمہ: مقربین کا قبلہ عرش، روحانیوں کا کرسی، کروبیوں کا بیت المعمور اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کا بیت المقدس اور آپ (ﷺ) کا کعبہ ہے، یہ جسم کا قبلہ ہے، اور یہی تیرے دادا کا قبلہ ہے اور آپ (ﷺ) کی روح کا قبلہ میں ہوں اور میرا قبلہ آپ (ﷺ) ہیں یعنی میری توجہ کا مرکز توجہ آپ (ﷺ) ہیں۔

الحمدللہ! دلائلِ قاہرہ و براہینِ باہرہ سے ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک ﷺ کعبہ کے ظاہر و باطن اور اس کی حقیقت کے کعبہ یعنی قبلہ ان کی توجہ کا مرکز ہیں۔

میں ترے قربان اے احمد رضا خان

فقیر کی مذکورہ بالا طویل بحث کو صرف ایک مصرعہ میں سمیٹ دیا ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلّی کا ایک ظلّ

دریا در کوزہ:

فقیر اویسی غفرلہ نے اس کوزے کو دریا بنا کر پیش کیا ہے۔ فقیر مع امام احمد رضا کی

Marfat.com

تقریر، تحقیق مذکور مزید اجاگر کرے گا۔

یہ مضمون فقیر اپنی ''شرح حدائق'' (جلد۹ صہ ۱۶۹ تا ۱۷۵) سے پیش کر رہا ہے۔

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلّی کا ایک ظلّ

کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا، انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔ حقیقتِ کعبہ وہ جلوہ محمدیہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے۔ وہی روح قبلہ اور اسی کی طرف حقیقتاً سجدہ ہے۔ اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے اور اگلی شریعتوں میں سجدۂ تعظیمی کی مسجود لہا تھی۔ ملائکہ و یعقوب و ابنائے یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اس کو سجدہ کیا۔ حضرت آدم و حضرت یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے۔ (حاشیہ حدائق مطبوعہ کراچی)

فائدہ: حدائقِ بخشش مطبوعہ کے بعض مقامات پر خود امام احمد رضا قدس سرہ نے کچھ حواشی بھی لکھے تھے اسی لئے پرانے مطبوعہ دیوانوں (حدائق بخشش) کے اکثر حواشی کے اختتام پر لفظ دیکھا جاتا ہے۔ (اسی لئے فقیر نے تبرکاً ان حواشی کو بھی موقع بہ موقع نقل کیا ہے۔)

شرح از صاحب کلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

مذکورہ حاشیہ پڑھ کر کسی صاحب نے سوال لکھا کہ مصرعہ

''عشاقِ روضہ سجدہ میں سُوئے حرم جھکے''

کی شرحِ مطلب میں تحریر ہے کہ انہی کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا تو حقیقتِ کعبہ وہ جلوۂ محمدیہ (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) ہے جو اس میں تجلی فرما ہے۔ وہی روح قبلہ

Marfat.com

اور اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے۔ اتنا یاد رہے الخ

یہ عبارت اوپر حاشیہ میں ہے۔

اس پر سائل کا سوال ہے کہ ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوہ محمدیہ ﷺ ہی کو حقیقۃً کعبہ کہا گیا ہے۔ جب حقیقت کعبہ جلوہ محمدیہ ﷺ بنائی گئی اور اس کی طرف حقیقتاً سجدہ کیا گیا اور حقیقتِ محمدیہ ﷺ کو مسجود الیہا کہا تو حقیقتِ کعبہ کا حقیقتِ محمدیہ ﷺ ہونا لازم آتا ہے۔

اس کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے لکھا۔

الجواب:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو فرقِ حقیقت و تجلی کی ایک ناقص مثال پیشِ نظر ہو۔ آفتاب گویا حقیقتِ شمس ہے اور دھوپ اس کا جلوہ۔ حقیقت صفاتِ کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجالی میں متفرق صفات سے تجلی کرتی ہے۔ ان صفات کے لحاظ سے جو آثار ان مجالی کے ہیں۔ وہ حقیقۃً حقیقت کے اور معاملات ان مجالی سے بحیثیت مجالی ہیں وہ حقیقۃً حقیقت سے جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت فرمایا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ جو ان سے محبت کرتا ہے تو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث محبت کرتا ہے اور جو ان سے عداوت کرتا ہے تو مجھ سے عداوت رکھنے کے باعث عداوت رکھتا ہے (ترمذی، مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ دوسری فصل)

Marfat.com

عدحقیقتِ کعبہ مثل حقائقِ جملہ اکوان حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کی ایک تجلی ہے۔کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ عین حقیقتِ محمدیہ ﷺ نہیں، بلکہ اس کے غیر متناہی اظلال سے ایک ظل، جیسا کہ اس قصیدہ میں ہے۔

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظلّ
روشن اُنہیں کے عکس سے پُتلی حجر کی ہے

حقیقتِ کریمہ نے اپنی مسجودیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے، لہٰذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل وتجلی ہے، مسجود الیہا ہوا، اور حقیقت وہ حقیقت علیہ مسجود الیہا ہے کہ اس کی صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجود الیہا کا۔ والسلام (فتاویٰ رضویہ صہ ۱۹۶،۱۹۷ ج۹)

فائدہ: امام احمد رضا قدس سرہ کے قلم پر قربان جاؤں کہ ایک بہت بڑی دقیق تحقیق اور طویل مضمون کو دریا در کوزہ بند کر کے ثابت فرمایا۔ کعبہ تو اس آفتابِ تجلیات کا ایک ظل ہے، پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ آپ ﷺ کعبہ کا کعبہ ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

چونکہ یہ مسئلہ وحدۃ الوجود سے متعلق ہے اس لیے جو حضرات وحدۃ الوجود سے کچھ واسطہ رکھتے ہیں ان کے لئے یہ عقیدہ کہ آپ ﷺ کعبہ کا کعبہ ہیں وہ اس لئے کہ مراتب ستہ میں مرتبہ حقیقۃ جامع الحقائق ہے، وہی مرتبہ جمیع حقائق کا سرچشمہ ہے اور کعبہ بھی اسی کی ایک جھلک ہے۔ اب سمجھئے حقیقت محمدیہ ﷺ کی تحقیق۔

Marfat.com

حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام والتحیہ :

دوسرا مرتبہ یقین اول مرتبہ وحدت اور حقیقتِ محمدیہ ﷺ مرتبہ احدیت اور واحدیت کے درمیان برزخ ہے، اسی لئے اس مرتبہ کو برزخِ کبریٰ کہتے ہیں۔

یہ مرتبہ مراتب تنزیہی سے ہے، اس مرتبہ کو مرتبہ حقی بھی کہتے ہیں۔ یہ تجلی علمی ہے۔ یہ تجلی نور، وجود، علم، شہود چار کمالات کی جامع ہے۔ نور سے ظاہریت اور مظہریت وجود سے واحدیت و موجودیت علم سے عالمیت اور معلومیت شہود سے شاہدیت اور مشہودیت یہ مرتبہ باعتبارِ بطون کے اول اور باطن ہے جو ذات باری تعالیٰ کنت کنزاً مخفیاً ہو کر چھپا ہوا تھا۔ وہ اس مرتبہ میں اجمالی اور کلی طور پر ثابت ہوا اس لئے اس مرتبہ میں تمام تفصیلات و جزئیات کا اندراج ہے۔ گٹھلی تمام درخت کی جزئیات کے لئے ام الکتاب ہے۔ جو کچھ گٹھلی میں چھپا ہوا تھا وہ تمام درخت میں ظاہر ہوا۔ گٹھلی ام الکتاب ہے، اور تمام درخت کتاب المبین۔

نقطہ تمام حروف کی ام الکتاب ہے۔ جب نقطہ کو پھیلایا اور کھینچا تو الف کی صورت میں ظاہر ہوا اور الف پیچ در پیچ تمام حروف میں ظاہر ہے۔ حروف کی ترکیب سے لفظ بنا ہے اور لفظوں کی ترکیب سے جملہ اور جملہ کی ترکیب سے صفحہ اور صفحہ کی ترکیب سے کتاب۔ تمام کتاب کا اجمال صفحہ میں اور صفحہ کا اجمال جملہ میں اور جملہ کا اجمال لفظ میں اور لفظ کا اجمال حروف میں اور حروف کا اجمال الف میں اور الف ایک نقطہ میں تو معلوم ہوا کہ نقطہ تمام کتاب کی ام الام ہے۔

Marfat.com

جیسے سورۂ فاتحہ ام الکتاب اور تمام قرآن کریم کتاب مبین، پھر سورۂ فاتحہ کتاب مبین اور بسم اللہ کی با کا نقطہ ام الام قرار پایا۔

اسی طرح جو کچھ ذات میں چھپا ہوا تھا وہ ام الکتاب وحدت ذاتی میں ظاہر ہوا اور جو ام الکتاب ہونے کے اعتبار سے وحدت اور حقیقتِ محمدیہ ﷺ میں پھیلا ہوا تھا وہ مرتبہ علم میں تفصیلی طور پر ظاہر ہوا، اس لئے علم باری تعالیٰ وحدت اور حقیقت محمدیہ ﷺ میں پھیلا ہوا تھا وہ مرتبہ علم میں تفصیلی طور پر ظاہر ہوا، اس لیے علم باری تعالیٰ وحدت اور حقیقتِ محمدیہ ﷺ کی کتابِ مبین قرار پایا۔ یہ مرتبہ حقائق الالہیہ کی ام الکتاب ہے، اور علم کتابِ مبین قلم حقائقِ کونیہ کی ام الکتاب ہے۔ جو مرتبہ قلم میں باعتبار ام الکتاب چھپا ہوا تھا وہ مرتبہ لوح میں کتابِ مبین ہو کر مفصل اور ظاہر ہوا۔

قلم باعتبار اور اجمالی ہونے کے مرتبہ وحدت در حقیقت محمدیہ ﷺ یعنی وحدت ذاتی کی مشابہ اور آئینہ ہے، اور لوح باعتبار مفصل ہونے کے ذات باری تعالیٰ کے علم کی مشابہ اور اس کا آئینہ ہے۔

اسی طرح عرش مراتب کونیہ مرکبہ کی ام الکتاب باعتبارِ اجمال اور کُل کے ہے۔ اور کرسی باعتبارِ تفصیل کے کتابِ مبین ہے۔ جو کچھ عرش میں اجمالی اور کُلی طور پر چھپا ہوا ہے وہ کرسی پر تفصیل اور جُزئی طور پر مفصل اور ظاہر ہے۔

مرتبہ عرش باعتبارِ اجمال اور کُل علم کا مشابہ اور آئینہ ہے، اور مرتبہ کرسی باعتبارِ تفصیل کے مرتبہ لوح کی مشابہ اور آئینہ ہے، تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرتبہ عرش مرتبہ قلم کا مشابہ اور آئینہ اور مرتبہ قلم ذات کا مشابہ اور آئینہ جو ذات میں چھپا ہوا تھا وہ

Marfat.com

قلم میں ظاہر ہوا اور جو قلم میں چھپا ہوا تھا وہ عرش پر ظاہر ہوا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کرسی مرتبہ لوح کی مشابہ اور آئینہ اور لوح مرتبہ علم کی مشابہ اور آئینہ، جو علم میں چھپا ہوا تھا وہ لوح پر ظاہر ہوا اور جو کچھ لوح میں چھپا ہوا تھا وہ کرسی میں ظاہر ہوا۔ ان تمام حقائق الالھیہ اور حقائقِ کونیہ کا جامع حضرت انسان ہے۔ اور جس پر تمام مراتب بالتفصیل کما حقہ کھل گئے وہ خاتم النبین سرکارِ مدینہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ بابرکت ہے۔

اسی طرح یہ جان لینا چاہئیے کہ جس طرح گٹھلی میں تمام درخت ہے اسی طرح حقیقتِ محمدیہ ﷺ میں کائنات کا ذرہ ذرہ اور فرد فرد حقائق الالھیہ اور کونیہ مندرج ہیں۔ جب درخت ظاہر ہو گیا تو گٹھلی تمام درخت میں جاری وساری ہے۔ اسی طرح حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے اعتبار سے حضور سرکارِ دو عالم جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ تمام کائنات کے ذرہ ذرہ اور فرد فرد میں جاری وساری ہیں۔

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ جیسے نقطہ میں تمام کتاب مندرج ہے اسی طرح حقیقتِ محمدیہ ﷺ میں تمام عالم کی کتاب مندرج ہے۔ اور اگر کتاب کو دیکھا جائے تو وہی نقطہ تمام کتاب میں جاری وساری ہے۔ اسی طرح حقیقت محمدیہ ﷺ کے اعتبار سے حضور سرورِ کائنات جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ تمام کائنات میں جاری وساری ہیں۔

حقائق الالھیہ اور حقائقِ کونیہ کے جب آپ ﷺ جامع ہیں تو پھر عرش ہو یا کرسی، لوح ہو یا قلم، کوئی مرتبہ بھی حضور سے باہر نہیں۔

چونکہ حقائق الالھیہ کی ام الکتاب ذاتِ باری تعالیٰ ہے، اور کتابِ مبین علمِ باری

Marfat.com

تعالیٰ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقائق الالہیہ کے بھی جب جامع ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ذات باہر ہے اور نہ علم، اس وجہ سے عرش و کرسی کا دیکھنا، لوح وقلم کا دیکھنا اور ذاتِ باری تعالیٰ کا دیکھنا ضروری قرار پایا۔ اسی لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انی رایت ربی عزوجل ۔اور ذات باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰی (پ ۲۷ النجم آیت ۱۷) اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے جو کچھ بھی مشاہدہ فرمایا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے اپنے ہی مراتب اور مقامات تھے (تقریر حضرت سید امانت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ)

فائدہ: حضرت سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اسی تقریر سے کعبہ کا کعبہ سمجھنا مشکل نہ رہا بلکہ حاضر و ناظر اور علمِ غیب کُلی اور نُور علیٰ نُور اور استمداد وغیرہ مسائل بھی روشن و مبرہن ہو گئے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم مراتب ستہ بلکہ وحدۃ الوجود کے تمام مسائل کو حق اور سچ مانتے ہیں، اور جو اس راہ کا واقف ہی نہیں وہ کیا جانے کہ کعبہ کیا ہے اور کعبے کا کعبہ کیا۔

فقیر بحث کو دوسرے طریقے سے سمجھاتا ہے، وہ یہ کہ کعبہ جو ہمارے سامنے سیاہ غلاف اوڑھے مکہ مکرمہ میں جلوہ گر ہے یہ اس آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام کا شیدا و والہ ہے، ان کی زیارت کے لئے ترستا ہے، اور بسا اوقات ان کی زیارت کے ساتھ ان کے طواف کرنے کے لئے ان کے آستانوں تک پہنچ جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

حضور نبی پاک ﷺ کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے غلاموں کو یہ شرف بخشا ہے کہ کعبہ معظمہ ان کی تعظیم وتکریم کرے اور ان کی زیارت کے لئے ان کے غلاموں کے ہاں تشریف لے جائے اور ان کا طواف کرے۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا، کئی بار شائع ہوا بنام ''القول الجلی فی ان الکعبۃ تذھب الی زیارۃ الولی''۔ موضوع کی مناسبت سے مختصر دلائل ملاحظہ ہوں۔

اولیاء اللہ کو کعبہ کے طواف کی کہانی مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی

ہمارے دور میں اس مسئلہ میں عموماً اولیاء کرام کے مخالفین ہی شور مچاتے ہیں اور مخالفین کو قرآن وحدیث پر اتنا ایمان نہیں جتنا اپنے صنادید پر ایمان ہے۔ چنانچہ ذیل میں ان کے ایک بڑے گرو کی کتاب بوادر النوادر صہ ۱۳۷ سے مِن وعن بحث کو معرض وجود میں لاتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ کسی منصف مزاج کی قسمت جاگ پڑے وھوھذا۔

کعبہ کا بعض اولیاء کی زیارت کو آنا

سوال: بابت استقبال قبلہ شامی و بحر الرائق وطحطاوی بر مراقی الفلاح وباب ثبوت النسب درمختار وشامی وغیرہ معتبرات فقہیہ سے جو جواز آنے بیت اللہ شریف کا واسطے زیارت اولیاء اللہ کے بلکہ طواف اولیاء کرنے کے ممکن ومنجملہ کرامات ہونا لکھا ہے، اور روض الریاحین امام یافعی میں وقوع اس کا اور دیکھنا ثقافت آئمہ وعلماء کا اس کرامات کا منقول ہے۔ اس کو غیر مقلدین لغو اور غلط امر کہتے ہیں۔ ان کا خیال وقول

Marfat.com

یہ ہے کہ کعبہ ایسا معظم کہ رسول اللہ ﷺ نے جو اشرف المخلوقات تھے اس کی تعظیم طواف سے کی وہ دوسرے اپنے سے کم درجہ کی زیارت وطواف کے لئے جائے یہ قلب وموضوع، ناممکن امر ہے۔ ہاں اگر قرآن وحدیث سے یہ امر مدلل کیا جائے تو قابلِ تسلیم ہوسکتا ہے، لہٰذا علماء احناف کے جناب میں گزارش ہے کہ عقیدے کو نُصوصِ قرآن وحدیث سے باستنباط از آیات واحادیث مدلل وثابت فرما کر کُتُبِ فقہ حنفیہ وروض الریاحین وغیرہ تالیفات آئمہ سلف کو وہبہ غیر معتمد ہونے سے بچائیں اور جہاں تک جلد ممکن ہو جواب سے سرفراز فرمائیں۔ اس امر کی نسبت سخت نزاع درپیش ہے۔

الجواب

حدیث (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ نَظَرَ یَوْ ماً اِلٰی الْکَعْبَۃِ فَقَالَ مَااَعْظَمُکَ وَمَا اَعْظَمُ حُرْ مَتِکَ وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْ مَتِہٖ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْکَ اَخْرَجَہٗ اِلْترْمَذِیُّ وَحَسَّنَہٗ (صفحہ ۲۴ ج ۲)

رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ مَرْفُوْعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَلَفْظُہٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ وَیَقُوْلُ کَالْطِیْبِکَ وَاَطْیَبُ رِیْحِکَ وَاَعْظَمُ حُرْ مَتِکَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ حُرْمَتُہُ الْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰہِ حُرْمَۃَ مِنْکَ الخ (صفحہ ۱۲۹۰ صح المطابع)

حدیث (۲) عَنْ جَابِرٍاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیْتُ الْجَنَّۃَ فَرَاَیْتُ امْرَاۃَ اَبِیْ طَلْحَۃَ وَ سَمِعْتُ خَشْخَشَۃً اَمَامِیْ فَاِذَا بِلَالٌ رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب جامع المناقب پہلی فصل صہ ۵۶۷)

Marfat.com

ا۔حضرت ابن عمر نے کعبہ کو دیکھ کر فرمایا، اے کعبہ! تو بڑی عزت وحُرمت والا ہے لیکن مومن کی عزت وحُرمت تجھ سے زائد ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کعبہ کو فرمایا کہ اے کعبہ تیری بڑی شان ہے لیکن مومن کی شان تجھ سے زیادہ ہے۔

۲۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں ابی طلحہ کی بیوی کو دیکھا اور اپنے سامنے بلال کے جوتوں کی آواز کو سنا۔

حدیث (۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اھْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (متفق علیه) (مشکوٰۃ باب جامع المناقب پہلی فصل صفحہ ۵۶۷)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد کی موت پر خدا کا عرش کانپ اٹھا۔

۴۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصیتوں کا بہشت کو اشتیاق رہتا ہے۔علی، عمار، سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (مشکوٰۃ باب جامع المناقب دوسری فصل)

۳۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چلیئے ام ایمن کی زیارت کر آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لئے تشریف مبارک لے جاتے تھے۔

۴۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجر اسود کی طرف آیا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔اور لمعات میں ہے کہ بیت المقدس کو اٹھا کر مسجد حرام میں دار عقیل کے قریب رکھ دیا گیا اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔

Marfat.com

حدیث (۴) عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِىْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِى الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِىْ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ

(الحدیث متفقِ علیه) مشکوۃ باب المعراج تیسری فصل صہ ۵۲۲)

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا، جب قریش نے میری تکذیب کی تو میں حجرِ اسود کی طرف اٹھا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس سامنے کردیا۔ایک روایت میں ہے کہ اسے مسجد حرام میں لایا گیا۔

فائدہ: بعد نقل ان احادیث کے جواباً عرض کرتا ہوں کہ سوال میں معترض نے دو قول نقل کئے ہیں۔ایک یہ کہ یہ قلب موضوع ہے، دوسرا یہ کہ یہ ناممکن ہے۔قول اول کی یہ دلیل بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعظیم طواف سے کی اور قول ثانی کی دلیل بیان نہیں کی۔سو قلب کا موضوع کا جواب حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کعبہ سے ہر مومن کو افضل بتارہے ہیں۔اور اول تو یہ امر مدرک بالرائے نہیں اس لئے حکماً مرفوع ہوگا۔اور اس سے قطع نظر بھی کیا جاوے تاہم کسی صحابی سے اس پر تنکیر منقول نہیں، پھر اس کی صحت میں کیا شک رہا۔پھر ابن ماجہ میں تو اس کی رفع کی تصریح ہے اور سند بھی اچھی ہے۔اب کلام مذکور کی بھی حاجت نہیں رہی۔رہ گیا طواف فرمانا رسول اللہ ﷺ کا اس کا اور اس کی تعظیم کرنا۔سو یہ ایک امر تعبدی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ مساجد کا احترام فرماتے تھے تو کیا مسجد کا آپ ﷺ سے افضل واعظم ہونا لازم آگیا؟ اسی طرح بیت معظم بھی آپ ﷺ سے افضل نہ ہوگا۔پھر جب آپ ﷺ اس سے افضل ہوئے اور پھر آپ ﷺ نے اس کا طواف کیا تو اس سے ثابت ہوگیا کہ افضل

مفضول کا طواف کرسکتا ہے۔ سو اگر مومن بیت معظم سے مفضول بھی ہوتا تب بھی افضل کا طواف کرنا مفضول کے لئے جائز ہوتا۔ جب مومن کا افضل ہونا ثابت ہو گیا پھر تو کچھ بھی استبعاد نہ رہا۔ باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزوی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسا ان کو جہتِ سجدہ بھی بنایا جاوے یا انسان کا کوئی طواف کرنے لگے۔ یہ سب اس وقت ہے کہ طواف بطور تعظیم ہو۔ اگر یہ طواف لغوی ہو بمعنے آمد ورفت جو مقارب ہے زیارت کا تو وہ اپنے مفضول کے لئے بے تکلف ہوسکتا ہے۔

جیسا حدیث ۵ اور ۶ میں مصرح ہے۔ اور محض ایسے اُمور سے افضلیت کا ثبوت کیسے ضروری ہوگا جب کہ حدیث ۲ میں تقدم جلال کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منقول ہے۔ اس تقدم کا شراحِ حدیث نے تقدم الخادم علی المخدوم سے مفسر کیا ہے۔ پس ایسا ہی یہاں ممکن ہے۔ نیز عرش جو کہ تجلی گاہِ حق ہے اور اس کی صفت میں کسی بشر کو دخل نہیں، ظاہراً بیتِ معظم سے افضل ہے، باوجودیکہ اس کی حرکت ایک امتی کے لئے حدیث (۳) میں مذکور ہے، سو اسی طرح اگر بیت معظم کسی مقبول امتی کے لئے حرکت کرے تو کیا استبعاد ہے۔ نیز روح اس کی حرکت کی اشتیاق ہے۔ سو جنت جو کہ حق تعالیٰ کے تجلی ءخاص کا دار ہے حدیث (۴) میں اس کا مشتاق ہو۔ بعض اولیاء مقبولین کی طرف وارد ہے تو کعبہ کا اشتیاق بھی کسی مقبول امتی کی طرف کیا مستبعد ہے۔ پس ان حدیثوں سے خود زیارت وطواف کا استبعاد تو رفع ہو گیا جو کہ بحث نقلی تھی اب صرف بحث عقلی باقی رہی کہ خانہ کعبہ اتنا بھاری جسم ہے یہ کیسے منتقل ہوسکتا ہے۔ سو اوّل تو اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر (پ ا البقرہ آیت ۲۰) میں اس کا جوابِ عام

Marfat.com

موجود ہے۔ دوسری حدیث (۷) کے ضمیمہ میں جوابِ خاص بھی ہے جو خصائص کبریٰ جلد اول صہ ۱۶۰ میں نقل کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ، والنسائی وبزار والطبرانی وابونعیم بسند صحیح اور یہ سب گفتگو قولِ اول کے متعلق تھی۔ رہا قولِ ثانی کہ یہ ناممکن ہے، سو استفتاء یہ ہے کہ آیا عقلاً ناممکن ہے یا شرعاً یا عادتاً اوّل کا انتفاء ظاہر ہے۔ اگر شق ثانی ہے تو معترض کے ذمہ اس کا ثبوت ہے (وانی له ذلك)۔ اور اگر شق ثابت ہے تو مسلم ہے بلکہ مفید ہے کیونکہ کرامت ایسے ہی واقعہ میں ہے جو عادۃً ممتنع ہو ورنہ کرامت نہ ہوگی۔ اب ایک شبہ باقی ہے، وہ یہ کہ جبیں اس کی مکذب ہے کیونکہ تاریخ میں کہیں منقول نہیں کہ کعبہ اپنی جگہ سے غائب ہوا ہو۔ ایسا ہی شبہ حدیثِ سابع کے ضمیمہ میں ہوتا ہے۔ سو اس کا جواب ہے وہی اُس کا جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت اتفاق سے کعبہ کا دیکھنے والا نہ ہو (اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی شَیْئًا هَیَّاَ اَسْبَابَهٗ)

اور یہ اس وقت ہے جب یہی جسم منتقل ہوا ہو، ورنہ قُرب یہی ہے کہ کعبہ کی حقیقتِ مثالیہ اس حکم کا محکوم علیہ ہے جس طرح حدیث (۲) میں آپ نے بلال کی مثال کو دیکھا تھا ورنہ بلال یقیناً اس وقت زمین پر تھے۔ اب صرف ایک عامیانہ شبہ رہا، اس کی سند جب تک حسب شرائط محدثین صحیح نہ ہو اس کا قائل ہونا دُرست نہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ خود محدثین نے غور احکام کی احادیث میں سند کے متعلق ایسی تنقید نہیں کی، یہ تو اس سے بھی کم ہے۔ یہاں صرف اتنا کافی ہے کہ کعبہ کا استقبال کو جانا قدرت ربانی سے تھا اس لئے کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔ حضرت عطار فرماتے ہیں کہ جو شخص کمال پیروئ نبی کرے گا اس کو آنحضرت رسول کریم ﷺ کے معجزے

Marfat.com

سے کچھ حصہ ضرور نصیب ہوگا۔ یہاں فرق الفاظ کا بے شک ہے کہ پیغمبر کے کام کو جو خلافِ عادت ہو معجزہ کہتے ہیں، اور ولی کے ایسے کام کو کرامت، اور وہ کرامت دراصل ببرکت پیروئ منصبِ نبوت کے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ وارد ہے سچا خواب نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک ہے، اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا (ان شاء اللہ) ہمارے قریبی دور کے ایک کامل ولی کا واقعہ ملاحظہ ہو۔

کعبہ کی زیارت:

ایک بار شیرِ ربانی قُطبِ رحمانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ لاہور کی شاہی مسجد میں تشریف لائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کعبہ معظمہ میرے قریب آگیا۔ آپ بزبان حال یہ پڑھنے لگے۔ (حیات جاوید صہ ۹۳)

نماز عشق ہر دم مے گزارم
بہ پیش قبلہ روئے محمد
سجودے عشاقان ست ہردم
بحراب دو ابروئے محمد ﷺ

ترجمہ: میں ہر وقت نمازِ عشق ادا کرتا ہوں رُوئے محمد ﷺ کو قبلہ بنا کر۔ دو ابروئے محمد ﷺ کے محراب میں عشاق ہر وقت سر بسجود ہیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ نمازوں میں اور اپنے وظیفہ واذکار میں حضور علیہ السلام کا بھی مشاہدہ فرماتے ہیں ورنہ آپ صرف کعبہ کے دیکھنے کا ذکر کر کے ان شعروں میں

Marfat.com

صاحبِ کعبہ کے مشاہدہ کا بھی ذکر فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ کعبہ اور صاحب کعبہ دونوں کا ہی مشاہدہ فرماتے ہیں، ورنہ اس قطعہ کو بے محل پڑھنا کیوں!

اولیاءِ کرام کو طوافِ کعبہ:

یہ مسئلہ نہ صرف واقعات یا بزرگوں کے ملفوظات سے ثابت ہے بلکہ ہمارے فقہاء و محدثین اور مفسرین رحمھم اللہ نے اس پر مستقل بحثیں لکھی ہیں، اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت فرمایا کہ اولیاء کرام کو کعبہ کا طواف حق ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کعبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء امت کے طواف کے لئے آتا ہے اور ان سے برکات حاصل کرتا ہے۔ اگر کعبہ ان بزرگواروں سے برکات حاصل کرے تو کیا تعجب ہے۔

(مکتوبات ۱۲ صفحہ ۲۰۹ صفحہ ۳۴۸)

تعارف حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

سیدنا امام ربانی کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ عرب و عجم آپ کو اپنا امام، ہزارویں سال کا مجدد تسلیم کرتا ہے۔ غیر مقلدین وہابی اور دیوبندی سب کے سب آپکی امامت وپیشوائی کے قائل ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ فرقے ان کے نام کو مانتے ہیں کام کو نہیں مانتے۔ سیدنا امام ربانی کا یہ ارشاد ایمان کی جان ہے۔ ملاحظہ ہو۔

محبت میں بحضرہ حق سبحانہ ازاں جہت
است کہ رب تعالیٰ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم است

(مکتوب شریف صفحہ ۲۲۴)

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ سے مجھے اسی لئے محبت ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔

مندرجہ ذیل اشعار آپ کے تعارف کی نذر ہیں۔

خود آشنا بھی رہا اور خدا گواہ بھی تھا
وہ ایک مردِ قلندر جو بادشاہ بھی تھا
وُہ مردِ حرّ وُہ مجاہد وہ علم کا دریا تھا
ایک صاحبِ دل صاحبِ نگاہ بھی تھا
جھکا سکا نہ کبھی اس کا سر کوئی فرعون
وہ اپنی ذات میں تفسیر لا الٰہ بھی تھا
تلاش کرتی ہے چشمِ فلک اسے اب تک
وہ ایک ذرہ خاکی جو مہرو ماہ بھی تھا

(۲) ایک مرتبہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت بیت اللہ کا شوق از حد غالب ہوا ایک روز اس بیقراری میں آپ نے دیکھا کہ تمام عالم جن وانس نماز پڑھتے ہیں اور حضرت صاحب کی جانب سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت صاحب اس معاملہ سے نہایت متحیر ہوئے اور متوجہ کشفِ اسرار ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہوا ہے اور آپ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس سبب سے جو کوئی شخص کعبہ کو سجدہ کرتا ہے وہ آپ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ اس اثنا میں الہام ہوا کہ تُو ہمیشہ زیارتِ کعبہ کا مشتاق رہتا ہے اس واسطے ہم نے کعبہ کو تیری زیارت کے واسطے بھیجا ہے۔

(حالات مشائخ نقشبندیہ از مولوی محمد حسین بجنوری ۱۵۱۹ء اور مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ)

Marfat.com

فائدہ: کہتے ہیں دربارِ عالیہ سرہند میں ایک چاردیواری ہے، جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے، تمام زائرین وہاں جاکر دوگانہ نفل ادا کرتے ہیں، ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس جگہ خانہ کعبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آکر ٹھہرا تھا اور اب یہاں اس کے انوار و برکات موجود ہیں جو کہ اصحابِ کشف پر منکشف ہوتے ہیں۔ اس وقت تک تین سو سال سے زائد گزر گئے اور ہزار ہا بزرگوں نے وہاں زیارت کی مگر کسی نے اس کا انکار نہ کیا اور نہ کسی کا اعتراض منقول ہے۔

(۳) شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۳۴۱ میں فرماتے ہیں کہ شیخ برہان الدین اتباسی رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص الکوکب المنیر فی مناقب الشیخ ابی العباس البصیر رحمۃ اللہ علیہ میں فرمایا کہ میرے شیخ ابو العباس البصیر کی کرامات سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ ایک دن شیخ ابو الحجاج القصری رحمۃ اللہ علیہ اور میرے شیخ مکہ میں جمع ہوئے اور کراماتِ اولیاء کے واقعات میں مختلف پہلو سے گفتگو کر رہے تھے، اندریں اثناء میں ابو الحجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے شیخ سے پوچھا

هَلْ لَكَ فِي طَوَافِ اُسْبُوْعٍ

(کیا آپ کو ہفتہ کے طواف سے بھی شرف حاصل ہے)

یعنی ہفتہ میں ایک بار کرامت کے طور طوافِ کعبہ کو جاتے ہیں۔

میرے شیخ نے فرمایا۔

اِنَّ رِجَالَ اللّٰهِ يَطُوْفُ بِهِمْ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے بھی ہیں جن کا کعبہ طواف کراتا ہے۔ ابو العباس نے دیکھا کہ ان دونوں کا کعبہ طواف کر رہا ہے۔ اس کے بعد شیخ ابو الحجاج اتباسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وَلَا یُنکَرُ ذَالِکَ فَقَدْ تَظَاهَرَتْ اَخْبَارُ الصَّالِحِیْنَ عَلٰی نظیر هٰذِهِ الحکَایَةِ

(الحاوی للفتاوی صہ ۳۴۲)

یعنی اس حکایت کا انکار کون کرسکتا ہے جب کہ اس جیسی بے شمار حکایات اولیاء کرام کی ہماری تقریر کی مؤید ہیں۔

(فائدہ)

''ایک ولی کا قول''

اِنَّ رِجَالَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے بہت بندے)

کتنا واضح ہے کہ بیت اللہ نہ صرف ایک دو ولیوں کے زیارت اور طواف کو جاتا ہے بلکہ بے شمار اولیاء کی خدمت میں اس نے حاضری دی اور پھر بھی اہل فہم کے لئے لطیف جملہ ہے لیکن

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

''اخبار الصالحین''

(۴) یہی علامہ سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ آگے اسی کتاب کے صہ ۳۴۰/۱۲ میں فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

" وَقَدْ حَکٰی جَمَاعَتُہٗ اَنَّ الْکَعْبَۃَ رُوِیَتْ تَطُوْفُ بِبَعْضِ الْاَوْلِیَاءِ وَکَلَامُ الشَّیْخِ خَلِیْلَ وَنَاھِیْکَ بھا اِمَامَتُہٗ وجلالتہ

یعنی بہت بڑی جماعت سے منقول ہے کہ کعبہ شریف بعض ولیوں کے گرد طواف کرتے دیکھا گیا۔ یہ شیخ خلیل کا کلام ہے اوران کی امامت وبزرگی مُسلَّم ہے۔

فوائد

(۱) لفظِ کثیر قابلِ غور ہے کہ اس مسئلہ کو نہ صرف دو چار فقہا نے مانا ہے بلکہ بے شمار فقہا کی تصریحات امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی نظروں میں ہے۔ گویا لفظ کثیر نے ہمیں اس مسئلہ کے متعلق کنائی اجماع کا پتہ دیا۔

(۲) علامہ رحمتہ اللہ علیہ کا لفظ وغیرہم بھی بڑی تسلی بخشتا ہے کہ یہ مسئلہ نہ صرف فقہا نے مانا ہے بلکہ فقہا کے علاوہ مفسرین، محدثین، متکلمین، صوفیاء کرام کے علاوہ جتنا اسلامی محققین صاحبان فنون ہیں سب نے مانا ہے۔ ان کی تصریحات اگر چہ ہم کو دیکھنا نصیب نہ ہوئیں لیکن علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ جیسے صاحبِ تصانیف کثیرہ ومناقب وغیرہ کا اشارہ طالبِ حق کو نہ صرف تسلی بخش ہے بلکہ اسے ظلمات کی وادیوں سے نکال کر عالمِ مشاہدات تک پہنچاتا ہے

(۳) حوالہ ثانیہ میں لفظ جماعتہ کیسا پیارا کلمہ ہے کہ کعبہ شریف نہ صرف ایک دو ولیوں کی زیارت کے لئے جاتا ہے بلکہ جب بھی اسے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں ولی فلاں مقام پر رونق افروز ہے تو فوراً بارگاہ حق

Marfat.com

سے اجازت طلب کرتا ہے۔ اگر اجازت مل جاتی ہے تو کامل ولی کی زیارت بھی کرتا ہے اور طواف بھی۔ اور یہ ہر زمانہ میں رہا اور تا قیامت رہے گا لیکن کعبہ شریف کا ولی کامل کو طواف کرنے کا مشاہدہ بھی ولی کرتے ہیں۔ یہ بھی منجملہ ایک کرامت کے ہے ہم تم کسی قطار میں نہیں۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ جس کی زیارت اور طواف کے لئے کعبہ شریف آیا ہے۔

ا۔ جیسا کہ مسلم شریف میں ہے

وہ مقام ارفع رکھتا ہے اور دیکھنے والے بھی مراتب و درجات میں کم نہیں ہوتے۔

(۴) جامع کرامات الاولیاء صہ ۲۹ میں علامہ یوسف النبہانی الشافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

وَالْاَنْصَافُ مَاقَالَهُ النَّسْفِيُّ وَقَدْ سُئِلَ عَمَّا قِيْلَ اِنَّ الْكَعْبَةَ كَانَتْ تَزُوْرُ اَحَدَ الْاَوْلِيَاءِ هَلْ يَجُوْزُ الْقَوْلُ بِهٖ فَقَالَ نَقْضُ الْعَادَةِ عَلٰى سَبِيْلِ الْكَرَامَةِ لِاَهْلِ الْوِلَايَةِ جَائِزٌ عِنْدَ اَهْلِ السنة مِن قَطْعِ الْمَسَافَةِ الْبَعِيْدَةِ الْقَلِيْلَةِ مِنَ الزَّمَانِ وَقَدْ رَتَّبَ عَلٰى ذَالِكَ الْفُقَهَاءُ الْحَنْفِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ كَثِيْرًا مِنَ الْمَسَائِلِ الشَّرْعِيَّةِ

ترجمہ: انصاف وہی ہے جو امام نسفی نے فرمایا، جب کہ آپ سے سوال ہوا کہ کعبہ شریف کسی ولی کی زیارت کے لئے جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا! ہاں، بطریق کرامت علی خرق العادۃ اہلِ سنت کے نزدیک جائز ہے کہ تھوڑی سی مدت میں اتنا لمبا سفر طے ہو جائے اس پر تو فقہا احناف و شوافع نے بے شمار شرعی مسائل مرتب فرمائے ہیں۔

Marfat.com

صوفیاء کرام کی تصریحات:

(۱) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر وہ اپنے حجرہ عبادت میں ہوں تو خانہ کعبہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ ان کے گرد طواف کرے۔

فوائد السالکین مرتبہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

(۲) سیدنا امام عفیف الدین ابو السعادات عبداللہ بن اسعد الیافعی الیمنی ثم المکی المتوفی ۸۶۸ھ (رحمتہ اللہ علیہ)

اپنی مشہور اور مستند کتاب '' نزهته العيون النواظر وتحفة القلوب''

الحواضری فی حکایات الصالحین واولیاء والاکابر

المعروف ''روض الریا حین فی حکایات الصا لحین''

مطبوعہ مصر ۱۳۷۴ھ ص ۳۳ میں فرماتے ہیں۔

رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا رَای غَیْرَۃَ الْکَعْبَۃَ مِنْ بَلَادِ بَعِیْدَۃٍ وَ آخرُ رَای بَعْضَ الْمُنْکِرِیْنَ الْکَعْبَۃُ یَطُوْفُ بِھَا وَقَدْ سَمِعْنَا سِمَاعًا مُحَقَّقًا اَنَّ جَمَاعَۃً مِنْھُمْ شُوْھِدَتِ الْکَعْبَۃُ تَطُوْفُ بِھِمْ طَوَافًا مُحَقَّقًا رَأَیْتُ بَعْضًا مِمَّنْ شَاھَدَ ذَالِکَ مِنَ الثِّقَاتِ

ترجمہ: ایک بزرگ نے کسی کو کعبہ کی زیارت کرائی۔ دوسرے بزرگ نے منکرِ

Marfat.com

ولایت کو اپنے گرد کعبہ کا طواف کرتے دکھایا۔ اور ہم نے پوری تحقیق سے سنا ہے کہ بہت بڑی جماعت اولیاء کے گرد کعبہ شریف کو طواف کرتے دیکھا گیا اور طواف بھی حقیقی نہ یہ کہ صرف خیالی یا تصوری۔ خود میں نے بھی بہت سے بزرگوں سے سنا ہے جنہوں نے اولیاء کے گرد کعبہ کو گھومتے ہوئے دیکھا اور وہ بزرگ بڑے معتبر اور ولی کامل اور متقی پرہیز گار تھے، بلکہ اکابر علماء سے میں نے سنا ہے اگر بات طول نہ ہوتی جاتی تو میں سب بیان وتحریر کرتا۔

فائدہ: امام موصوف کے زمانے میں بھی کعبہ کے گرد طواف کے منکر تھے۔ سب سے بڑے مزے کی بات یہ ہے صرف ایک دو ولیوں کا قصہ نہیں۔

"ان جماعته منهم"

یعنی اولیاء کی بڑی جماعت کا قصہ ہے کہ ان کی زیارت اور ان کے طواف کو کعبہ معظمہ تشریف لے گیا۔ مشائخ اولیاء علماء کی تصریحات کے مطابق جب کعبہ اولیاء امتِ محمدی کا طواف کرتا اور ان سے برکات حاصل کرتا ہے تو پھر ایسے اولیاء کرام کعبہ کے کعبہ ہوئے یا نہیں۔ اور جب غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی یہ شان ہے تو پھر ان غلاموں کے آقا کے کعبے کے کعبہ ہونے میں کیا شک ہے؟

یہ حال ہے خدمت گاروں کا
سردار کا عالم کیا ہوگا

اس فقیر نے اس موضوع پر رسالہ لکھا ہے جو کئی بار شائع ہو بنام" **القول الجلی فی ان الکعبة تذهب الی زیارة الولی**"

Marfat.com

موضوع کی مناسبت سے مختصر دلائل ملاحظہ ہوں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل:

یہ مُسَلَّم کہ ہر شے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ اس معنی پر کعبہ نہ ہوتا اور نہ ہی قبلہ بنتا۔ یہ بہار ساری صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے۔ امام رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

ہوتے کہاں خلیل و بِنا کعبہ و مِنیٰ
لولاک والے صاحبی سب ترے گھر کی ہے

کعبہ کو قبلہ بنایا کس نے:

وہ عرصہ سے بت پرستی کا مرکز تھا۔ مشرکین کی بت پرستی کے علاوہ قبائح کے ارتکاب سے کعبہ معظّمہ کی کسرِ شان میں کوئی کسر نہ چھوڑ رکھی تھی۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے کعبہ کو عزت ملی جس کے شکریہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت کعبہ سجدۂ شکر میں جھک گیا، جس کی تفصیل ابتداء میں گزری۔

بیت المقدس سے کعبہ کی طرف:

کعبہ قبلہ نہ بنتا اگر نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ نوازا ہوتا جیسا کہ اہلِ علم کو معلوم ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لاتے ہی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے لگے تا کہ اہلِ کتاب مانوس ہوں۔ لیکن وہ تو بجائے مانوس ہونے کے طعن دینے لگے کہ ہم غلط ہوتے تو ہمارے قبلہ کو کیوں قبلہ بنایا گیا، بلکہ کہتے کہ ہمارا احسان

Marfat.com

ہے کہ مسلمانوں کو نماز کا طریقہ وسلیقہ نصیب ہے ورنہ وہ ہمارے قبلہ کی جانب نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ انہیں تو قبلہ کا بھی علم نہیں۔ ہم ہیں تو انہیں نماز نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ مبارک تو پہلے سے ہی یہی تھا کہ قبلہ کعبہ ہو اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو تبدیلی قبلہ کا فرمایا تو انہوں نے عرض کی آپ حبیب خدا ہیں خود ہی دعا فرمائیں تو کام بن جائے گا۔ یہ کہہ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان کو چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھنے لگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت "فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا" (پ۲، البقرہ آیت ۱۴۴)

ترجمہ: تو ضرور ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

فائدہ: اس مضمون سے فائدہ اہلِ فہم پر روشن ہو گیا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کعبہ کو قبلہ بنا دیا ورنہ جونہی حضور علیہ السلام بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھ رہے تھے اسی طرح سلسلہ جاری رکھتے تو قبلہ کعبہ نہ ہوتا بلکہ قبلہ بیت المقدس ہوتا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم ہوئی تو کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔

آیتِ قرآنی سے استدلالِ عجیب:

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی حق تعالیٰ کی مطمع نظر ہے۔ یہاں تو کعبہ کو قبلہ بنا کر سمجھایا گیا کہ قبلہ نہ بیت المقدس ہے نہ کعبہ معظمہ بلکہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قبلہ ہے جس سے وہ چاہے۔ اس دلیل کو دوسری طرح یوں سمجھے کہ کعبہ میں لاکھ نیکی کا ثواب عطا ہوتا ہے، اس طرح ایک نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کا

Marfat.com

ثواب ملے گا لیکن حج میں پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنے کا ثواب کعبہ میں نماز پڑھنے سے بڑھ کر ہے۔ اگرچہ یہاں تنہا بھی پڑھے اور کعبہ میں با جماعت جا کر پڑھے تب بھی حاجی کو جو ثواب منیٰ میں ملے گا وہ کعبہ میں نہیں۔ اس سے واضح ہو کہ کعبہ مطلوب نہیں بلکہ کعبہ کے کعبہ کی ادا مطلوب ہے۔

یونہی نویں ذوالحج کا دن گزار کر مغرب و عشاء کو اکٹھا مزدلفہ میں جا کر ادا کرنے کو سمجھئے کہ یہاں مغرب کی نماز چھوڑ دینا فرض ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز مطلوب نہیں بلکہ ادائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب ہے۔

نکتہ: وہ آیت جو تبدیلی قبلہ پر نازل ہوئی اس میں تبدیلی قبلہ کی علتِ غائیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا کو بتایا گیا ہے، چنانچہ آیت کا مضمون ملاحظہ ہو۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ (پ۲ البقرہ آیت ۱۴۴)

ترجمہ: اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف تمہارے بار بار منہ اٹھانے کو ہم نے دیکھ لیا۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (پ۲ البقرہ آیت ۱۴۴)

ترجمہ: ہم عنقریب (کعبہ ابراہیمی) قبلہ بنادیں گے تاکہ تم راضی ہو جاؤ۔

فائدہ: قبلہ موصوف **تَرْضٰهَا** صفت ہے۔ حکم جب صفت کے ساتھ مذکور ہو تو اسی صفت سے مقید ہوتا ہے۔ (نور الانوار وغیرہ)

مزید برآں یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار دیکھنے پر تبدیلئ قبلہ کا وعدہ مستقبل میں تھا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا تھی کہ تبدیلی جلد تر ہو اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فوراً حکم دیا کہ

Marfat.com

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (پ۲ البقرہ آیت ۱۴۴)

ترجمہ: اگر جلدی ہے تو ابھی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر لیجئے۔

فائدہ: قرآن پاک اس میں صراحۃً فرما رہا ہے کہ قبلہ کی تبدیلی سے صرف اور صرف رضائے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب ہے اور بس، انہوں نے چاہا تو ہم نے فوراً تبدیلی کا حکم دیا، انہوں نے چاہا کہ دیر نہ ہو، میں نے فرمایا بس ہو گیا۔

مسئلہ: محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو قبلہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ابدی طور پر فرض کر دیا کہ جب تک کعبۂ ابراہیمی کی طرف سجدہ نہ ہو کسی کا سجدہ قبول نہ ہوگا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ کعبہ کو جو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم کا صدقہ ہے ورنہ یہ کعبہ ہمارا قبلہ نہ ہوتا۔

استدلالِ نبوی علیٰ صاحبہ السلام:

ایک دفعہ حضرت سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آواز دی، وہ نماز پوری کر کے حاضرِ دربار ہوئے۔ فرمایا: اتنی دیر؟ عرض کی، سرکار! میں نماز میں مشغول تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

اَسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ (بخاری کتاب التفسیر، سورۃ الانفال، بخاری کتاب التفسیر سورہ الحجر)

ترجمہ: اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائے فوراً جواب دو۔

Marfat.com

فائدہ: علماء فرماتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ اگر نمازی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آواز مبارک دیں تو اس پر فرض ہے کہ وہ نماز کو چھوڑ کر حاضرِ دربار ہو کیونکہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے کعبہ ہیں۔

نماز کو چھوڑ کر حاضر دربار ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلنے سے نماز میں کوئی نقص نہ آئے گا کیونکہ نمازی اپنے چہرہ کو کعبہ سے پھیر کر کعبہ کے کعبہ کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔

نماز میں خلل بھی نہ آیا بلکہ اضافہ ہوا

جسے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں وہ نماز میں ہو تو اسے نماز چھوڑ کر جانا فرض ہے۔ اندریں دوران نماز کے ارکان ٹوٹ گئے کہ رُخ قبلہ نہ رہا۔ قراۃ چھوٹ گئی بلکہ فسادِ نماز لازم آیا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو ہوئی۔ باوجود ایں ہمہ وہ نماز وہاں آ کر شروع کرے جہاں چھوڑ کر گیا اور یہ درمیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلامی کا ثواب سوا۔ یہ قاعدہ بتاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

مسئلہ تشہد سے استدلال

تشہد ہو یا قیام قرأت نماز کے کسی حصہ میں یا ویسے ہی دُنیوی کلام یا کسی کو سلام کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن تشہد میں جب تک اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ نہ پڑھا جائیگا نماز نہ ہوگی۔ اس یہ سمجھایا گیا کہ تمہاری نماز کا قبلہ کعبہ ہے لیکن تمہاری روح وایمان کا قبلہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

Marfat.com

عین نماز میں تعظیم صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَجَاءَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّىْ لِلنَّاسِ فَاُقِيْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِى الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِى الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَّا يَلْتَفِتُ فِىْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ اِلْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى اسْتَوٰى فِى الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَّا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَّا كَانَ لِابْنِ اَبِىْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّىْ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ (بخاری شریف کتاب الصلح باب جاء فی الاصلاح بین الناس۔ بخاری شریف کتاب الاذان باب من دخل لیوم الناس فجاء الامام الاول)

حضرت سھل ابن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا

Marfat.com

وقت ہوا تو مؤذن نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر اقامت کی اور انہوں نے امامت کی۔ اس اثناء میں آنحضور ﷺ تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا۔ جب نمازیوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو تالی لگانے لگے (تاکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ متنبہ ہو جائیں) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں کسی بھی طرف دیکھتے نہ تھے۔ جب تالی کی آواز سنی اور گوشۂ چشم سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے کا قصد کیا۔ حضرت نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ کا شکر ادا کیا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جائے امامت پر کھڑا رہنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت ابوبکر پیچھے ہٹے اور صف میں آ ملے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم کو اپنی جگہ کھڑے رہنے سے کونسی چیز مانع ہوئی؟ تو انہوں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ آپ ﷺ کے آگے نماز پڑھائے۔

لطیفہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تو یہ حال ہے کہ عین نماز میں آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم فرض کی طرح سمجھ رہے ہیں، ادھر اسماعیل دہلوی کا یہ حال ہے کہ ''صراط مستقیم'' میں لکھتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا نماز میں خیال آجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور آپ ﷺ کا خیال گدھے وغیرہ اور بی بی

Marfat.com

کے جماع کے تصور سے بدتر ہے۔ (معاذ اللہ)

مخالفین کا اپنا حال

بھوپالی۔ غیر مقلدین کے نامور مُحدِّث و مُفَسِّر وحید الزماں ''اہلحدیث (وہابی)'' نے لکھا ہے کہ سید (صدیق حسن) نے اپنی بعض توالیف میں بدیں الفاظ ندا کی ہے۔

قبلہء دین مددے کعبہء ایماں مددے

ابنِ قیم مددے قاضیء شوکاں مددے

(ہدیۃ المہدی ص ۲۳) وہابیو! اگر تمہارے مولوی قبلہ و کعبہ ہو سکتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کعبے کا کعبہ ہونے میں نجدی توحید کیوں لرزہ براندام ہے۔

لطیفہ: فرقہء دیوبندیہ کے اکابر مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے بندگانِ خدا پر قبلہ کا اطلاق حرام لکھا، پھر ان کے حواریوں نے انہیں نہ صرف قبلہ و کعبہ لکھا بلکہ کچھ آگے لکھ دیا۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرنے کے بعد (اگرچہ مولوی گنگوہی نے مرثیہ کو بھی حرام لکھا ''فتاویٰ رشیدیہ'') گنگوہی کے لئے مرثیہ لکھا جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

پھرے تھے کعبہ میں پوچھتے تھے گنگوہ کا راستہ

سوالات (1)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے بھی کعبہ ہیں تو پھر تم نے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کا دامن کیوں تھاما۔ سجدہ طواف وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا چاہیے؟

Marfat.com

جواب:۔ یہ سوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو پیش کیا لیکن انہوں نے عشق کے پیشِ نظر اور دورِ حاضرہ کا معترض محض بر بنائے انکار جب انہوں نے جانوروں کو حضور سید عالم ﷺ کو سجدہ کرتے دیکھا تو عرض کی کہ ہمیں بھی اجازت ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور تعظیم کا سجدہ بھی کسی کو روا نہیں، اگر روا ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ شوہر کو سجدۂ کرے۔ اسی لئے ہمارے نزدیک سجدہ تعظیم حرام ہے، پیر ہے یا استاد۔ تحقیق و تفصیل امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''الزبدۃ الزکیہ'' میں ہے ہاں دل کا سجدہ جتنا ہو کم ہے وہ قلب میں تعظیم و تکریم اور عشق اور محبت ہے، کیا خوب فرمایا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے۔

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجیے کہ سر کو خبر نہ ہو

اور حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

سر سوئے کعبہ جھکا اور دل سوئے کوئے مصطفیٰ (ﷺ)
دل کا خدا بھلا کرے یہ نہیں اختیار میں

امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ نے ایک اور مقام پر فرمایا۔

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا
بیخودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

Marfat.com

طواف: مکلّف وغیر مکلّف کے احکام جدا جدا ہیں۔ جانوروں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حجر وشجر وغیرہ کا سلام وسجدہ ہمارے لئے درسِ عبرت ہوتا ہے کہ وہ غیر مکلّف اور بے شعور ہو کر غلامِ بے دام ہیں تو تم باشعور اور امتی ہو کر ان کی نیاز مندی سے محروم ہو۔ یہی حالت طواف کی ہے کہ ہمیں طواف سے روکا گیا۔ لیکن ملائکہ نے کیا۔ امام اجل ابن المبارک وابن ابی الدنیا نے فرمایا کہ فرشتے تا قیامت طواف کر رہے ہیں۔ چنانچہ ابو الشیخ اور ابن النجار کتاب الدر الثمینہ فی تاریخ المدینہ میں کعب احبار سے راوی کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابو عبداللہ محمد قرطی کے الفاظ یہ ہیں کہ

رَوَیٰ اِبْنُ الْمُبَارَكَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اِنَّهَا قَالَتْ ذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَعْبُ الْاَحْبَارُ حَاضِرٌ فَقَالَ كَعْبُ الْاَحْبَارُ

ترجمہ: یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اُس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب نے کہا کہ ہر صبح ستر ہزار فرشتے اُتر کر مزارِ اقدس حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ یونہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔

حَتّٰی اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ یَزُفُّوْنَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (دارمی مشکوٰۃ باب الکرامات تیسری فصل)

Marfat.com

ترجمہ: جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مزار مبارک سے روزِ قیامت اٹھیں گے تو ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے، جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہِ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دلہن کو کمال اعزاز وفرحت وسرور وراحت وآرام وتزک واحتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔ مجمع بحار الانوار میں بعلامت ط علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے۔

وَمِنْه فِي الْوَجْهَيْنِ فِي سَبْعِيْنَ اَلْفًامِنَ الْمَلَائِكَتِهٖ يَزْ فُوْنَه صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔

میگر د داز قبر شریف بیرون می آید میان این فرشتگان زفاف می کنند اور اوز فاف دراصل بمعنی بردن عروس بخانہ زوج ومراد در ینجا لازم معنی ست کہ بردن محبوب ست پیش محب یعنی بردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدرگاہ عزت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوں گے، مزار پاک سے باہر تشریف لائیں گے تو ان ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ خوشی سے چلیں گے۔ زفاف دراصل دلہن کو دولہا کے گھر پہنچانے کو کہتے ہیں لیکن یہاں لازمی معنی ہے کہ یعنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ حق تعالیٰ میں پہچانا۔)

سوال:۔ کعبہ کا جھکنا یا کہیں جانا عقل کے خلاف ہے؟

جواب:۔ ہاں عقل کے خلاف ہوگا لیکن عشق کے عین مطابق ہے، اور عقل معتزلہ کا مذہب ہے جو اشیاء کے شعور کے خلاف تھے۔ اہلسنت کے مذہب میں ہے کہ تمام اشیاء میں ان کے لائق شعور بھی حیات وموت بھی موثر دلائل ملاحظہ ہوں۔

قرآن شریف میں ہے کہ۔

Marfat.com

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ (پ۱۵ بنی اسرائیل آیت ۴۴)

عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری (۶۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ علماء نظر کے زعم کے مطابق اگر اس سے تسبیح حال مراد ہو تو ارشادِ الٰہی۔

(وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ)

کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

(فَلَوْ کَانَ تَسْبِیْحُ حالٍ کَمَا یَزْعَمُ بَعْضُ عُلَمَاءِ الْمَنْظَرِ لَمْ تکُنْ فَائِدَۃٌ فی قولہ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ)

فتوحاتِ مکیہ (ج) (ذکر بعض مراتب الحروف) اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ تسبیح صرف زندہ ہی کرتا ہے۔

(وَلَا یُسَبِّحُ اِلَّا حَیٌ) ایضاً باب ۹

خدا کی پاکی وہی بیان کرتا ہے جو زندہ، عاقل اور اپنے معبود و مسبح کو جانتا ہے۔

(وَلَا یُسَبِّحُ اِلَّا حَیٌّ عَاقِلٌ عَالِمٌ لِلْمُتَبَحِہٖ) یہ جان لو کہ روٹی، پانی، تمام مطاعم و مشارب اور تمام ملابس و مجالس میں لطیف اور غریب ارواح موجود ہیں جو ان کی حیات علم اور تسبیح رب کا راز ہیں۔

فَاعْلَمْ اَنَّ فِیْ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ وَجَمِیْعِ الْمَطَاعِمِ وَالْمَشَارِبِ وَالْمَلَابِسِ وَالْمَجَالِسِ اَرْوَاحًا لَطِیفۃً غریبۃً ھی سِرُّ حَیَاتِہٖ وَعِلْمُہٗ تَسْبِیْحُ رَبِّہٖ ایضاً جُزْوٌ سَابِعٌ

Marfat.com

بلکہ تمام عالم میں سر حیات ہے۔

(بَلْ سِرُّ الْحَيَاتِ فِیْ جَمِیْعِ العَالَمِ) اَیْضًا باب

جن کو جمادات و نباتات کہا جاتا ہے ہم اہل توحید کے نزدیک ان میں ارواح ہیں جو غیر اہل کشف سے مخفی ہیں۔

اَلْمُسَمّٰی بِالْجَمَادِ و النباتِ عِنْدَنَا لَهُمْ اَرْوَاحٌ بُطِنَتْ عَنْ اِدْرَاكِ غَيْرِ اَهْلِ الْكَشْفِ اَيْضًا (باب۱۲)

ارباب کشف کے نزدیک سب سے حیوان ناطق بلکہ حی ناطق

فَكُلٌّ عِنْدَ اَهْلِ الْكَشْفِ حَيَوَانٌ نَاطِقٌ بَلْ حَيٌّ نَاطِقٌ

اللہ تعالیٰ نے جمادات و نباتات کی گویائی کو ہماری آنکھوں اور کانوں سے اخذ کرلیا ہے۔

(الْمُسَمّٰی جَمَاداً و نَبَاتاً اَخَذَ اللّٰهُ بِاَبْصَارِنَا وَاَسْمَاعِنَا عماهم عليه مِنَ النُّطْقِ ايضا) باب۱۲

رسول مکرم سید عرب و عجم، دانائے راز لوح و قلم ﷺ کو کشف اتم اور مشاہدہ اکمل حاصل تھا اس آپ وہ سب کچھ دیکھتے تھے جو دوسرے نہیں دیکھ پاتے۔

فَكَانَ لَهٗ صلى الله عليه وسلم الْكَشْفُ الاَتم فَيَرٰى مَا لَا نَرٰى ايضاً (باب۱۲)

بہر حال یہ سوال معتزلہ کو بجتا ہے اگر کوئی اس قسم کا خیال رکھتا ہے تو وہ معتزلی ہے اور معتزلہ و خوارج کلاب النار ہیں۔ اگر کسی کو جہنم کا کتا بننے کا شوق ہے تو بڑے شوق

Marfat.com

سے پورا کرے۔ ہم ایسے شوقین لوگوں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔

سوال :۔ حضور سید عالم ﷺ نے کعبہ کی طرف سجدے کئے اور اس کے طواف کئے اور تم اس کے برعکس کہتے ہو۔

جواب :۔ تحقیقی جوابات گزر چکے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ کی تعظیم تکریم کرے تو وہ اس کے پیار کی دلیل ہے نہ کہ فضیلت کی۔ حضور سید عالم ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے قیام فرماتے، ان کے ہاتھ چومتے اس سے کیا سمجھا جائے گا؟ سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ عنہم نے سیدنا اویس قرنی کی ملاقات کے لئے حرمین سے قرن کا سفر کیا تو اس ایک تابعی بزرگ کی خلفاء راشدین پر فضیلت ثابت ہوگی وغیرہ؟

سوال :۔ حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیھم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے لئے کعبہ کا طواف و استقبال ثابت نہیں، تم نے اولیاء کرام کے لئے کیسے مان لیا؟

جواب :۔ یہ قاعدہ ہی غلط ہے کہ جو اعلیٰ کیلئے ثابت نہ ہو وہ ادنیٰ کو بھی حاصل نہیں ہو سکتی، بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو شے ادنیٰ کیلئے ثابت ہوگی وہ اعلیٰ کے لئے بطریقِ اولیٰ ہوگی۔ مثلاً شہداء کی حیات قرآن مجید میں منصوص ہے، لیکن انبیاء علیھم السلام کے لئے صریح نہیں، تو کہا جائے گا کہ شہداء ادنیٰ ہیں ان کے لئے شہادت ثابت ہے تو انبیاء علیھم وسلم اعلیٰ ہیں ان کے لئے بطریقِ اولیٰ ثابت ہے۔ اور حضرت سلیمان

Marfat.com

بلقیس کا تخت خود نہ لائے بلکہ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے لا کر سامنے رکھ دیا، تو اس کا کیا معنی ہے کہ وہ طاقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو حاصل نہ تھی۔ حاصل تھی اور ضرور حاصل تھی لیکن غبی کو سمجھانا مطلوب تھا۔

یہ حال ہے خدمتگاروں کا سردار کا عالم کیا ہوگا

ھذا آخر نارقم قلم الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۴۱۲ھ بروز منگل ۱۷ دسمبر ۱۹۹۱ء

بہاولپور، پاکستان

Marfat.com

نعت شریف

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی ﷺ ...... سب سے بالا وَ والا ہمارا نبی ﷺ
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی ﷺ ...... دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ
بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا ...... نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں ...... شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ
حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم ...... وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی ﷺ
ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو ...... نمکیں حسن والا ہمارا نبی ﷺ
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی ...... چاند بدلی سے نکلا ہمارا نبی ﷺ
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے ...... پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ
جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے ...... نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ
سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کئے ...... اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ﷺ
لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے ...... ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ
غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے ...... بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ...... وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُّوْرِی

میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے

میلاد شریف

قرآن وحدیث کی روشنی میں

﴿مؤلف﴾

علامہ غلام حیدر رزّاقی

جامع مسجد نقشبندیہ شمسیہ' غلہ منڈی' ساہیوال

﴿ترتیب جدید وتخریج﴾

علامہ ریاست علی مجددی

خطیب جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ

قاضی کوٹ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

﴿ناشر﴾

اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

Marfat.com

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کو مرتبہء کمال تک پہنچانے والا ہے۔اس کے بعد بے حد و حساب درود و سلام خلاصہء موجودات ...شاہِ لولاک ...رسولِ پاک ...سید الابرار ... محبوبِ پروردگار ...شاہسوارِ براق ...مقصودِ کائنات ...سرورِ کائنات ...احمد مجتبیٰ ...حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ قدسیہ میں عرض کرنے کے بعد بندۂ کمترین راقم الحروف عرض گزار ہے کہ پچھلے سال راقم الحروف کو اپنے مخلص ساتھی محمد نعیم اللہ خاں قادری آف کامونکی نے محترم علامہ غلام حیدر رزّاقی صاحب کی تصنیف شدہ کتاب ''میلاد شریف قرآن و حدیث کی روشنی میں'' لا کردی اور فرمایا کہ یہ کتاب بہت اچھی ہے' اس کے اندر مواد بڑا جامع اور دلنشین ہے مگر ایک عنوان والے مضمون مختلف جگہوں پر بکھرے ہوئے ہیں' ضرورت ہے کہ اس کتاب کو از سرِ نو ترتیب دیا جائے' ایک عنوان والے مضمون اکٹھے کیے جائیں اور ساتھ ہی تخریج بھی کردی جائے۔ بندۂ ناچیز نے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا' اُسی وقت اس کتاب پر کام شروع کر دیا۔ جو کام کیا گیا وہ کچھ اس طرح ہے کہ قرآنی آیات کو اعراب اور ترجمہ سمیت لکھ کر ساتھ ہی پارہ نمبر' سورۃ کا نام اور آیت نمبر لکھ دیا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ کی تخریج کر دی گئی ہے' یہ ذمہ داری خود بھائی محمد نعیم اللہ خاں صاحب نے بڑے احسن طریقے سے نبھائی ہے۔ سیرت کے حوالے سے اصل ماخوذ کی طرف رجوع کیا گیا ہے' ساتھ اُس کتاب کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ نئے عنوان بنائے گئے ہیں' ایک جیسے مضامین کو ایک عنوان کے تحت اکٹھا کیا گیا ہے اور اس کے پروف پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ قارئین کرام اس کتاب کو پہلے سے کئی لحاظ سے بہتر پائیں گے۔

اس کتاب کے شروع میں ایک عنوان ہے ''اسے ضرور پڑھ لیں'' اس عنوان کے ضمن میں راقم کا واقعہ بھی پڑھ لیں۔

راقم نے مذکورہ کتاب 2005-05-02 کو لاہور سے خریدی اور اس کا کچھ مطالعہ کیا تو

Marfat.com

اِس عاجز کو خواب میں حضرت مولانا پیر سیّد ملیک الرحمٰن شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ اُس کے بعد راقم نے اَپنے مخلص ساتھی محمد علیم خاں صاحب آف مغل چک کے ساتھ' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف (واقع روڑاں والا گاؤں بیدیاں روڈ لاہور) پر حاضری دی۔

اس کو شائع کرنے کی حامی اویسی بک سٹال کے مالک شیخ محمد سرور صاحب نے بھرلی۔ اس کتاب پر کام تو مکمل ہو گیا لیکن ماہِ ربیع الاوّل شریف جلوہ افروز ہو گیا' اس لئے اشاعت کا کام رُک گیا۔ اب یہ کتاب اس سال طبع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔

اس کام میں آسانی اور تکمیل کے لئے والدین کی دُعائیں' پیر و مرشد...شیخ طریقت...امام السالکین...سراج العارفین...شہبازِ طریقت...سعید الاولیاء...شارح مکتوباتِ امامِ ربّانی حضرت علّامہ ابو البیان پیر محمد سعید احمد مجدّدی قدس سرہ گوجرانوالہ کی نظرِ کرم شامل حال رہی۔

حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری، بی ایس سی...بی ایڈ...ایم اے...اُردو...پنجابی...تاریخ (آف کامونکی) نے اپنا قیمتی وقت نکال کر تخریج فرمائی اور محمد علیم خاں صاحب آف مغل چک حوالہ جاتی کتابیں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اہم مشوروں سے بھی نوازتے رہے۔

اس کاوش کی تکمیل کے لیے جس کسی نے بھی میرے ساتھ تعاون اور ہمدردی فرمائی' بندۂ ناچیز سب کا تہہ دل سے مشکور ہے۔ دلی دُعا ہے کہ اللہ ربُّ العزت تمام احباب کو دُنیا و آخرت میں کامیابی نصیب فرمائے......آمین۔

قارئین سے گزارش ہے جہاں کہیں بھی کوئی کمی یا غلطی محسوس کریں' نہایت شفقت سے بطورِ اصلاح آگاہ کر دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں اُسے دُرست کر لیا جائے گا۔

شیخ محمد سرور اویسی' مالک اویسی بک سٹال کا دل کی اِتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے اس کی طباعت کا ذمہ لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس ادارے میں برکت اور ترقی عطا فرمائے۔.....آمین۔ یارب العالمین، بجاہِ سیدُ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ریاست علی مجدّدی

خطیب جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قاضی کوٹ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

۱۸ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ/۲۲ر دسمبر ۲۰۱۳ء

Marfat.com

کتاب پڑھنے سے پہلے

اسے ضرور پڑھ لیں

اگر کوئی چاہے کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو تو اس کتاب کو وضو کر کے پڑھیں۔ پڑھتے وقت کسی سے بات چیت نہیں کرنی۔ جس کمرے میں آپ سوتے ہوں اُس کمرے میں کوئی تصویر، کتا یا کوئی شخص وغیرہ نہ ہو۔ اگر مکان کی کئی منزلیں ہیں تو اوپر والے کمرے میں سونا چاہئے۔ اللہ تبارک و تعالی جل شانہ کے حکم سے زیارت نصیب ہو گی۔ اگر زیارت نہ ہو تو حضور ﷺ کے دربار شریف کی زیارت ضرور بر ضرور ہو گی۔ خیال رہے کہ اگر کسی بزرگ کی زیارت ہو تو اُس کے پاس ضرور جائیں۔ کتاب کا مطالعہ روزانہ تھوڑا بہت ضرور ہونا چاہئے۔ مکان کے علاوہ جنگل وغیرہ میں مطالعہ ہو تو بہت بہتر ہے۔

Marfat.com

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ط

مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

حمد اسی پروردگارِ عالم کو لائق ہے جس نے امرِ کُن سے تمام جہان پیدا فرمایا' ایک مُشتِ خاک سے انسان بنایا اور اس کو لَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡ اٰدَمَ کا تاج پہنایا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کیسا رحیم وکریم اور کارساز ہے کہ اُس نے اپنے فضل سے ہم پر نعمتوں کے دریا بہا دیئے۔ اگر ہمارے بال زبان بن کر اُس کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو ہرگز نہ کرسکیں۔

پھر اس خاک کو عزت دینے کے لئے ان میں انبیاء کرام کو بھیجا کہ یہ تمام نعمتوں سے بالاتر نعمت ہے۔

پھر درودِ لامحدود اس محبوب ربِّ ودود پر جس کا وجودِ باوجود اس جہان کی پیدائش کا سبب ہے۔ سارا باغِ عالم اسی ایک سچے پھول کے لئے لگایا گیا۔ آدم' آدمیانِ عالم اور عالمیان اسی دولہا کے باراتی اور اس نوشہ کے طفیلی ہیں۔ سبحان اللہ کیسا بادشاہ' نبیوں کا سردار' گنہگاروں کا غم خوار' شافع روزِ شمار' رحمت پروردگار' بے کسوں کے کس' بے بسوں کے بس' کمزوروں کا زور' بے سہاروں کا سہارا' جن کا ذکرِ پاک بے چین دلوں کا چین' بے قرار دلوں کا قرار' کیسے رؤف ورحیم کہ ولادتِ پاک کے وقت گنہگاروں کو فراموش نہ فرمایا' معراج میں سیہ کاروں کو یاد رکھا' بعد وصال قبرِ انور میں خطا کاروں

Marfat.com

کے لئے لب پاک کو جنبش دی۔ ﴿مدارج النبوت﴾

قیامت میں سب کو جان کی فکر مگر محبوبِ خدا ﷺ کو جہان کی فکر۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیے کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد اپنے رب تعالیٰ کو پہچاننا اور اُس کی عبادت کرنا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿پ ۲۷، سورۃ الذاریت: ۵۶﴾

ہم نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ ہماری عبادت کریں۔

رب کریم کو وہی پہچان سکتا ہے جو اُس کے محبوب ﷺ کی شانِ عالی کو جانتا ہو۔ عیسائی، یہودی، مشرکین سالہا سال عبادت کریں مگر نہ عارف ہو سکتے ہیں نہ صحیح معنوں میں عابد۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ مدنی تاجدار ﷺ کو بغیر پہچانے ہوئے عبادت کرتے ہیں۔

رب تعالیٰ نے اپنی پہچان بھی قرآنِ کریم میں جگہ جگہ اپنے محبوب علیہ السلام کے ذریعہ سے کرائی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ ﴿پ ۲۶، سورۃ الفتح: ۲۸﴾

رب العٰلمین وہ شان والا ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

کہیں فرمایا:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ﴿پ ۲۸، سورۃ جمعہ: ۲﴾

پروردگار وہ شان والا ہے جس نے بے پڑھوں میں ایک شان والا رسول بھیجا انہی میں سے ہے۔

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو "خالق السمٰوٰت والارض" ہونے سے پہچانے تو عرفان میں ناقص اور جو اُسے "خالق محمد رسول اللہ ﷺ" ہونے سے جانے وہ کامل

Marfat.com

مومن ہے۔ غرضیکہ دستِ قدرت کو بھی اپنے شان والے محبوب پر ناز ہے' بار بار فرماتا ہے کہ اگر ہماری شان' ہماری صناعی دیکھنی ہے تو ہمارے شان والے دُرِ یکتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔

صناع کی کاریگری مصنوع سے پہچانی جاتی ہے اور عالم کا زورِ علمی اُس کے اعلیٰ شاگرد سے معلوم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدائے قدوس کا کمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال میں نظر آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مظہرِ ذاتِ ذوالجلال ہے۔ رب العلمین بے مثل خالق ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل مخلوق۔ کسی دین والا ایسی کوئی ہستی پیش نہیں کرسکتا جیسی کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

موجودہ زمانے میں مسلمان قوم میں ایسے مسلم نما لوگ پیدا ہو گئے ہیں کہ جنہوں نے شانِ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گھٹانا اپنا دین قرار دے لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو اپنی مثل بشر اور بڑا بھائی بتانا شروع کیا ہوا ہے سیدھے سادھے مسلمان ان کے جُبّہ و دستار کو دیکھ کر اُن کے جال میں گرفتار ہوتے جا رہے ہیں۔ جس سے مسلمانوں کے ایمان کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس رفتارِ زمانہ کو دیکھ کر سمجھدار اور دیندار مسلمان خون کے آنسو رو رہے ہیں۔

یہ کتاب میلاد شریف کے ثبوت میں اس لئے تحریر کی گئی ہے کہ سیدھے سادھے مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جاسکے۔ اس کتاب کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے جا بجا سجایا گیا ہے۔ اس کتاب کی تکمیل کے لئے جس کسی نے بھی تعاون فرمایا ہے راقم تہہ دل سے اُن کا شکر گزار ہے۔ ناشر' قارئین اور جملہ معاونین کے حق میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور راقم کے لئے اس کتاب کو ذریعۂ نجات بنائے۔ اٰمین' بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

غلام حیدر رزاقی

Marfat.com

میلاد شریف

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

معلوم ہونا چاہئے کہ میلاد شریف کی حقیقت کیا ہے؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟ پھر یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کے دلائل کیا ہیں؟

میلاد شریف کی حقیقت

میلاد شریف کی حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادتِ پاک کا واقعہ بیان کرنا۔ نورِ محمدی ﷺ کے کمالات' آپ ﷺ کا نسب نامہ' شیر خوارگی اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پرورش حاصل کرنے کے واقعات بیان کرنا۔ حضور ﷺ کی نعت پاک' نظم یا نثر میں پڑھنا' سب اس کے تابع ہیں۔ واقعہ ولادت خواہ تنہائی میں پڑھو یا مجلس جمع کر کے... نظم میں پڑھو یا نثر میں... کھڑے ہو کر پڑھو یا بیٹھ کر جس طرح بھی ہو اس کو میلاد شریف ہی کہا جائے گا۔

میلاد شریف کیا ہے؟

غور فرمایئے کہ میلاد کیا ہے؟ حضورِ اکرم ﷺ کی سیرت وصورت' فضائل و مناقب' منصب و مقام کے بیان ہی کا دوسرا نام میلاد ہے۔ اس لحاظ سے اگر آپ دیکھیں گے تو ماننا پڑے گا کہ دنیا میں کوئی ساعت ایسی نہیں رہی ہے اور نہ رہ سکتی ہے جس میں حضورِ اکرم ﷺ کا ذکر یا دوسرے لفظوں میں آپ ﷺ کا میلاد نہ پڑھا جاتا ہو۔ حضور سید عالم ﷺ کی ولادت سے قبل عالم ارواح میں' ملائکہ میں' انبیاء میں

Marfat.com

آپ ﷺ کی آمد کا ذکر ہوتا رہا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام حضور ﷺ کی تشریف آوری کا مژدہ سناتے رہے۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو دُنیا میں آپ ﷺ کی آمد کا ڈنکا بج گیا اور چونکہ آگے قیامت تک کا زمانہ آپ ہی کا ہے اس لئے قیامت تک آپ ﷺ کا ذکر جاری ہے اور جاری رہے گا۔ ﴿روح ایمان﴾

خطبات میں، کلموں میں، اقامت میں، اذان میں
ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد ﷺ

محفل میلاد کا طریقہ

محفل میلاد شریف منعقد کرنا اور ولادت پاک کی خوشی منانا، آپ ﷺ کے ذکر کے موقعہ پر خوشبو لگانا، گلاب چھڑکنا، شیرینی تقسیم کرنا غرضیکہ خوشی کا اظہار جس جائز طریقہ سے ہو وہ مستحب اور بہت ہی باعثِ برکت اور رحمتِ الٰہی کے نزول کا سبب ہے۔

میلاد شریف کا ثبوت

قرآنِ کریم سے ثبوت

میلاد شریف قرآن واحادیث، اقوالِ علماء، ملائکہ اور پیغمبروں کے فعل سے ثابت ہے قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ﴿پ۴، سورۂ آل عمران: ۱۰۳﴾

اور اپنے اوپر اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کی۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ میلاد پاک میں اسی کا ذکر ہے، لہٰذا محفل میلاد کرنا اس آیت پر عمل ہے۔

Marfat.com

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿پ۳۰'سورۃ والضحیٰ:۱۱﴾

اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُنیا میں تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے۔ لہٰذا اس کا چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے۔

آج کسی کے فرزند پیدا ہو تو ہر سال تاریخ پیدائش پر سالگرہ کا جشن کرتا ہے۔ کسی کو سلطنت ملے تو ہر سال اس تاریخ پر جشن جلوس مناتا ہے۔ تو جس تاریخ کو دُنیا میں سب سے بڑی نعمت آئی اُس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا۔

خود قرآنِ کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد بیشتر مقامات پر موجود ہے' چنانچہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ (اے مسلمانوں تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لے آئے) آیت مقدسہ کے اس حصہ میں تو ولادت پاک کا ذکر ہوا' پھر فرمایا: مِنْ اَنْفُسِكُمْ (تمہیں میں سے) اس حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ بیان ہوا کہ وہ تم میں سے یا تمہاری بہترین جماعت میں سے ہیں۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (وہ تمہارے لئے بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں' مومنوں کے لئے نہایت شفیق' بے حد رحم فرمانے والے ہیں) اس حصہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان ہوئی۔ آج میلاد شریف میں یہ ہی تین باتیں بیان ہوتی ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

﴿پ۴'سورۃ آل عمران:۱۶۴﴾

اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا کہ ان میں اپنے رسول کو بھیج دیا۔

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ۔

Marfat.com

﴿پ ۲۶، سورۃ فتح آیت نمبر ۲۸﴾

رب العلمین وہ قدرت والا ہے جس نے اپنے پیغمبر (علیہ السلام) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔

غرضیکہ بہت سی آیات ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک کا ذکر فرمایا گیا۔ معلوم ہوا کہ میلاد کا ذکر سنتِ الٰہیہ ہے۔

قرآنِ پاک میں انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کا تذکرہ

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے جابجا انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کا تذکرہ فرمایا ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا تذکرہ یوں فرمایا:

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ج فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ج اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ ﴿پ ۲۰، سورۃ القصص: ۷﴾

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا، پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر۔ بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

قرآنِ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، ان کی شیر خوارگی، ان کی پرورش، ان کا بکریاں چرانا، ان کا نکاح، ان کو نبوت ملنا سب کچھ بیان فرمایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھتے ہوئے یہی باتیں میلاد خواں پڑھتا ہے۔ یہی باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک میں ہوتی ہیں۔ ﴿تفسیر نور العرفان﴾

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر

"پارہ ۱۶' سورۂ مریم" میں حضرت مریم علیہا السلام کا حاملہ ہونا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادتِ پاک کا ذکر' حتیٰ کہ حضرت مریم علیہا السلام کا دردِ زِہ' اس تکلیف میں جو کلمات ادا فرمائے کہ پھر ان کا ملائکہ کی طرف سے تسلی پانا' پھر یہ کہ حضرت مریم علیہا السلام نے اس وقت کیا غذا کھائی' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قوم سے کلام فرمانا' غرضیکہ یہ سب ہی بیان فرمایا۔ ﴿پارہ ۱۶' سورۂ مریم' آیات ۱۵ تا ۳۶ پڑھ کر دیکھیں﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھتے ہوئے یہی میلاد خواں پڑھتا ہے کہ حضرت آمنہ خاتون علیہا السلام نے ولادتِ پاک کے وقت فلاں فلاں معجزات دیکھے۔ اسی حورانِ بہشتی کا آپ کی امداد کے لیے آنا کعبہ معظّمہ کا حضرت آمنہ خاتون کے گھر کی طرف سجدہ کرنا۔ سورۂ مریم کا پہلا رکوع پڑھ کر دیکھیں کہ یہ ہی قرآنی سنت ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر

قرآنِ مجید فرقانِ حمید نے تو پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا بھی میلاد بیان فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہ تمام صفات تین سال کی عمر میں حاصل ہوئیں۔ اپنی ولادت' زندگی' وفات' قبر' حشر' غرضیکہ ہر جگہ اللہ کی امان میں رہتے ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بوقت ولادت شیطان نے نہ چھوا' جیسا کہ عام بچوں کو چھوتا ہے۔

(تفسیر روح البیان)

﴿پارہ ۱۶' سورۂ مریم' آیات ۱ تا ۱۵ پڑھ کر دیکھیں﴾

انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بیان کیا

"مدارج النبوۃ" اور دیگر کتب سیرت میں ہے کہ سارے پیغمبروں نے اپنی اپنی اُمتوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبریں دیں بطورِ نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا: میرے بعد تم میرے خلیفہ ہو لہٰذا خلافت کو تقویٰ اور یقین محکم کے ساتھ پکڑے رہو۔ وَكُلَّمَا ذَكَرْتَ اللّٰهَ فَاذْكُرْ اِلٰى جَنْبِهٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اُس کے ساتھ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کرنا۔ کیونکہ جب میں روح اور مٹی کے درمیان تھا تو میں نے اُن کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے آسمانوں پر نظر کی تو کوئی جگہ ایسی نظر نہ آئی جہاں نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا نہ ہو۔ جب میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے جنت کے ہر محل پر، ہر بالا خانے پر، ہر برآمدے پر، حوروں کے سینہ پر، جنت کے تمام درختوں اور اُن کے پتوں پر، شجرِ طوبیٰ پر، سدرۃ المنتہیٰ کے ہر گوشہ اور ملائکہ کی آنکھوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا ہے لہٰذا "فَاَكْثِرْ ذِكْرَهٗ" تم اُن کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

﴿زرقانی علی المواهب ☆ روح الایمان﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتایا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان قرآنِ پاک میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ"۔

﴿پ ۲۸، سورۃ الصف: ۶﴾

میں ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نامِ پاک احمد ہے۔

سبحان اللہ بچوں کے نام پیدائش کے ساتویں روز ماں باپ رکھتے ہیں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک سے پانچ سو ستر سال پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ ان کا نام احمد ہے۔ ہوگا نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ان کا نام پاک رب تعالیٰ نے رکھا۔ کب رکھا؟ یہ تو رکھنے والا جانے۔

یہ بھی میلاد شریف ہے۔ صرف فرق اتنا ہوا کہ ان حضرات نے اپنی قوم کے اجتماعات میں فرمایا کہ وہ تشریف لائیں گے، ہم اپنے اجتماعات میں کہتے ہیں کہ وہ تشریف لے آئے۔ فرق ماضی و مستقبل کا ہے، بات ایک ہی ہے۔ ثابت ہوا کہ میلاد سُنّتِ انبیاء بھی ہے۔

ذکر میلاد ملائکہ کی سنت

''مواہب اللدنیہ'' اور ''مدارج النبوۃ'' میں ہے کہ شب ولادت ملائکہ نے حضرت آمنہ خاتون علیہا السلام کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا۔ ہاں ازلی راندہ ہوا شیطان رنج و غم میں بھاگا بھاگا پھرا۔

اس سے معلوم ہوا کہ میلاد سُنّتِ ملائکہ بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بوقت پیدائش کھڑا ہونا ملائکہ کا کام ہے اور عداوت میں بھاگا بھاگا پھرنا شیطان کا فعل۔ اب لوگوں کو اختیار ہے کہ چاہے تو میلاد پاک کے ذکر کے وقت ملائکہ کے کام پر عمل کریں یا شیطان کے کام پر۔

میلاد پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع صحابہ کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر اپنی ولادتِ پاک اور اپنے اوصاف بیان فرمائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ میلاد پڑھنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔

چنانچہ ''ترمذی شریف جلد دوئم ابواب المناقب'' میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، شاید

Marfat.com

حضور ﷺ تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں۔

اگلی بات حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

جَآءَ الْعَبَّاسُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَکَاَنَّہٗ سَمِعَ شَیْئًا فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ للّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ بَیْتًا وَّخَیْرِ ھِمْ نَفْسًا۔ ﴿جامع ترمذی جلد سوم کتاب المناقب﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گویا وہ کوئی بات سن کر آئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ آپ ﷺ پر سلامتی نازل ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں، جو عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا، تو مجھے ان میں سے بہترین رکھا، پھر اس نے انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا، تو مجھے ان میں بہتر حصے میں رکھا، پھر انہیں قبائل میں تقسیم کیا، تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر اس نے ان کے بہترین گھرانے بنائے تو مجھے ان میں سب سے بہترین گھرانے میں رکھا اور سب سے بہترین شخصیت پیدا کیا۔

﴿مشکوۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین ﷺ دوسری فصل﴾

Marfat.com

''مشکوٰۃ شریف باب الفضائل سید المرسلین ﷺ فصل ثانی'' میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہم خاتم النبیین ہیں اور ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا دیدار ہیں جو کہ انہوں نے ہماری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور چمکا جس سے شام کی عمارتیں ان کو نظر آئیں۔

ان احادیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا نسب نامہ' اپنی نعت شریف' اپنی ولادتِ پاک کا واقعہ خود بیان فرمایا' یہ ہی میلاد شریف میں ہوتا ہے۔ ایسی صدہا احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔

میلاد شریف سننا سنانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے پاس جا کر فرمائش کرتے تھے کہ ہم کو حضور نبی کریم ﷺ کی نعت شریف سناؤ' معلوم ہوا میلاد شریف سنت صحابہ بھی ہے۔

چنانچہ ''مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین ﷺ فصل اول'' میں ہے کہ حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور ﷺ کی وہ نعت یعنی (رسول اللہ ﷺ کے اوصاف) سناؤ جو کہ توریت شریف میں ہیں۔ اُنہوں نے نعت شریف پڑھ کر سنائی۔

اسی طرح حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی نعت پاک توریت میں یوں پاتے ہیں:

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہوں گے' میرے پسندیدہ بندے ہیں' نہ کج

Marfat.com

خلق، نہ سخت طبیعت، ان کی ولادت مکہ مکرمہ میں، ان کی ہجرت مدینہ طیبہ میں، ان کا ملک شام میں ہوگا، اُن کی اُمت اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرے گی بلکہ رنج وخوشی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی۔

حالت نماز میں میلاد شریف

اب اگر جماعت کی نماز میں امام یہ ہی آیاتِ ولادت پڑھے تو عین نماز میں میرے آقا کا میلاد ہوتا ہے۔ دیکھو امام صاحب کے پیچھے مجمع بھی ہے اور قیام بھی ہو رہا ہے۔ پھر ولادتِ پاک کا ذکر بھی ہے۔

کلمہ طیبہ میں میلاد شریف

بلکہ خود کلمہ طیبہ میں میلاد شریف ہے کیونکہ اس میں ہے ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' محمد اللہ کے رسول ہیں۔ رسول کے معنی ہیں بھیجے ہوئے اور بھیجنے کے لئے آنا ضروری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا ذکر ہو گیا، اصل میلاد پایا گیا۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا ثبوت

قرآن کریم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی تھی:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

﴿پ ۷، سورۃ المائدۃ: ۱۱۴﴾

اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوانِ (نعمت) نازل فرمادے کہ (اُس کے اُترنے کا دن) ہمارے لئے عید ہو جائے، ہمارے اگلوں کے لئے (بھی) اور ہمارے پچھلوں کے

Marfat.com

لئے (بھی) اور تیری طرف سے نشانی (بھی) اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

خیال رہے کہ اس آیت کریمہ میں دسترخوان سے تبرکاً کھانا اُترتا تھا جس سے ان کے دلوں میں نور و سرور پیدا ہوا۔ اطمینان سے مراد دل کا دائمی چین و سکون ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا سنت پیغمبر سے ثابت ہے' کیونکہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مائدہ سے بڑی نعمت ہے۔ نیز اس سے نعمتوں کی تاریخیں منانا' انہیں بڑا متبرک دن کہنا جائز بلکہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تقرر اور تعین بھی سنت ہے۔ عیسائیوں کا بڑا دن اسی کی یادگار ہے یعنی مائدہ آنے کے دن کو حضرت مسیح علیہ السلام نے عید کا دن بنایا۔ آج بھی اتوار کو عیسائی اسی لئے عید مناتے ہیں کہ اس دن دسترخوان اُترا تھا۔ ﴿تفسیر نور العرفان﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر نعمت ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن بھی یوم العید ہے۔

خوشی منانے کا ثبوت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا"

﴿پ ۱۱ سورۃ یونس: ۵۸﴾

اللہ کے فضل اور رحمت پر خوب خوشیاں مناؤ۔

معلوم ہوا کہ فضل الٰہی پر خوشی منانا حکمِ الٰہی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رب کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔ لہٰذا آپ کی ولادت پر خوشی منانا اسی آیت پر عمل ہے۔ چونکہ یہاں خوشی مطلق ہے اس لئے ہر جائز خوشی اس میں داخل ہے۔ لہٰذا محفل میلاد

Marfat.com

کرنا، وہاں کی زیب وزینت، سج دھج وغیرہ سب باعث ثواب ہیں۔

محفل میلاد میں جدید سہولیات کا ثبوت

ذکرِ رسول ﷺ کی مجالس کے اہتمام وانتظام کے جواز پر نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو صدیوں کے تعامل اور علماء کرام ومشائخ عظام بلکہ خود رسالت مآب ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور صحابہ کرام کا عمل ایک واضح دلیل ہے۔

حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِی الْمَسْجِدِ یَقُوْمُ عَلَیْہِ قَائِمًا یُفَاخِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَوْ یُنَافِحُ وَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

﴿مشکوۃ شریف، کتاب الآداب، باب البیان والشعر، تیسری فصل﴾

رسول اللہ ﷺ حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر قائم فرماتے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی طرف سے مدافعت اور مفاخرت کرتے۔ حضور ﷺ فرماتے بے شک اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ رسولِ خدا ﷺ کی جانب سے مدافعت اور مفاخرت کرتے ہیں۔

اس حدیث سے حسب ذیل اُمور ثابت ہوئے، مثلاً:

ا...... حضور ﷺ کے ذکرِ پاک کے لئے جو آپ کی تعریف وتوصیف بیان کرے

Marfat.com

گا اللہ عزوجل اس کی مدد فرمائے گا۔

۲......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی مجلس کے لئے منبر رکھنا۔

۳......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی تعظیم وتوقیر کے لئے اہتمام کرنا۔

۴......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی مجلس میں فرش بچھانا۔

۵......اس مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف منبر پر چڑھ کر بیان کرنا۔

۶......اس مجلس میں جب تک بیان کرنے والا ذکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کرتا رہے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی یہ مجلس اسے اللہ ورسول کے ہاں مقبول کرے گی۔

۷......حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی یہ مجلس اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبول ومحبوب ہے۔

اس حدیث سے وہ تمام اُمور ثابت ہوگئے جو اپنی ذات میں جائز ہیں اور مروجہ محفلِ میلاد میں باعثِ زینت اور سببِ شوکت ہوتے ہیں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذکرِ مفاخرت ومدافعت کے لئے (جس میں آپ کے فضائل ومناقب اور آپ کی صداقت وحقانیت کا بیان ہوتا تھا جو بلاشبہ میلاد شریف کے ہم معنی ہے) حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے واسطے مسجد میں منبر قائم فرمایا تھا' پھر یہ چیز بھی قابلِ غور ہے کہ مسجد خود پاک اور صاف ہوتی ہے' جس میں فرش اور منبر کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہوتی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر قائم فرمایا اور یہ کہ جنابِ رسول اللہ شافع یومِ جزا صلی اللہ علیہ وسلم خود تو چٹائی یا فرش پر تشریف رکھیں اور حضرت حسان آپ کے خادم اور مرتبہ کے لحاظ سے غلام ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منبر پر جگہ عنایت فرمائیں۔

کیا اس سبق آموز حقیقت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتماماً اور انتظاماً منبر کو قائم فرمایا تھا۔ روایتِ مذکورہ جہاں صراحتاً منبر کے جواز بلکہ استحباب پر دلالت کرتی ہے وہاں فرش وغیرہ اور مجالس کی جائز زیبائش کو بھی دلالت

Marfat.com

النص اور اشارۃ النص سے ثابت کر رہی ہے۔ پھر یہ بات بالکل واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت تھی۔ اُن کی زبانیں ہمیشہ ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول رہتی تھیں۔ وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حرکت اور سکون کو ذہن میں رکھتے تھے اور اُس کی تبلیغ کرتے تھے۔ چنانچہ سیرتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ذخیرہ آج ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی بدولت ہمیں ملا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی نے ہمیں بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل دُنیا کیا تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد کیا ہوگئی۔ انہیں سے ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واعمال کی کیفیت ونوعیت کا حال معلوم ہوا، جو آج ہمارا دین اور شریعت ہے۔

Marfat.com

ذکر میلاد شریف شرک توڑ ہے

''فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ''

مفہوم: یعنی وہ اپنے پیدا فرمانے میں کسی مادہ وغیرہ کا حاجت مند نہیں بلکہ صرف کُن فرمانا اور ارادہ کا تعلق کافی ہوتا ہے۔ جبکہ بیٹے میں یہ بات نہیں لہٰذا وہ اولاد وغیرہ سے پاک ہے۔

اے مسلمانو! یہ مسجدوں سے تم کو اس لئے نہیں روکتے کہ خود وہاں رب کی عبادت کریں گے۔ یہ بدنصیب اس کی عبادت تو کیا کرتے بلکہ اس کو گالیاں دیتے ہیں۔ اس کے لئے نہ ہونی بات مانتے ہیں۔ خیال تو کرو کیسی گندی بات اس کے لئے مان بیٹھے کہ کہتے ہیں کہ رب نے بھی ہماری طرح اپنے لئے اولاد اختیار فرمائی یا جس نے بعض مخلوق کو اپنا منہ بولا بچہ بنایا۔ سبحان اللہ! یہ کیونکر ممکن ہے۔ رب تو پاک ہے۔ آسمانی اور زمینی چیزوں کا واحد مالک ہے۔ آسمان اور زمین جیسی زبردست مخلوقات کو بغیر نمونہ، بغیر مادہ، بغیر آلات واسباب ایجاد فرمانے والا ہے۔ اس کی شان تو یہ ہے کہ جس کسی بات کا فیصلہ فرمائے تو اس سے کُن فرما دیتا ہے اور اس کا ارادہ اس چیز کے متعلق ہو جاتا ہے جس سے وہ چیز فوراً پیدا ہو جاتی ہے، جس کی ایسی اعلیٰ صفتیں ہوں وہ اولاد ہونے سے بلند و بالا ہے۔

خیال رہے کہ یہود و نصاریٰ نے حضرت عزیر و حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک ایک معجزہ دیکھ کر انہیں اللہ کا بیٹا کہہ دیا کیونکہ ان قوموں میں اپنے انبیاء علیہم السلام کا میلاد شریف

پڑھنے کا رواج نہیں تھا ورنہ انہیں معلوم ہوتا رہتا کہ وہ حضرات ماں سے پیدا ہوئے' ماں کا دودھ پیتے رہے' فلاں کی پرورش میں رہے اور جو پیدا ہو کر دودھ پئے' پرورش کیا جائے وہ اللہ یا اللہ کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے رب تعالیٰ نے حضرت مسیح و موسیٰ وغیرہم انبیائے کرام علیہم السلام کا میلاد شریف قرآنِ کریم میں بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

مسلمان دن رات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھتے رہتے ہیں' ہمیشہ ان میں یہ دستور ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزارہا معجزات دیکھ کر اور سن کر بھی کسی مسلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ خدا کہا نہ خدا کا بیٹا۔ یہ میلاد شریف کا ذکر شرک توڑ ہے۔ محفل میلاد کی برکت سے ہی لوگ شرک سے بچے۔ ایک ہی پھول کا رس بھڑ کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بن جاتا ہے' ایسے ہی رب تعالیٰ کا کلام اور اس کے احکام مومنین کے دماغ میں پہنچ کر باعثِ شفا بنتا ہے اور کفار کی بیماری بڑھا دیتا ہے۔ ﴿سورۃ ۷/۱۱۷ (۲) تفسیر نعیمی﴾

تنبیہ

اس مجلس پاک میں حرام کام کرنا سخت جرم اور گناہ ہے۔ عورتوں کا اس قدر بلند آواز سے نعت شریف پڑھنا کہ اجنبی مرد سُنیں سخت منع ہے' عورت کی آواز اجنبی مرد کو سننا جائز نہیں۔ اگر کوئی مرد نماز کی حالت میں کسی کو سامنے نکلنے سے روکے تو آواز سے سبحان اللہ کہہ دے لیکن اگر عورت کسی کو روکے تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنا ہاتھ مارے۔ جس سے معلوم ہوا کہ عورت نماز میں ضرورت کے وقت بھی کسی کو اپنی آواز نہ سنائے۔

میلاد شریف میں باجے کے ساتھ نعت خوانی کرنا بہت ہی سخت گناہ ہے کہ یہ باجہ

Marfat.com

کھیل کود اور لغویات میں سے ہے۔ ویسے بھی باجے سے کھیلنا حرام ہے اور خاص نعت خوانی جو کہ عبادت ہے اس میں باجے کو استعمال کرنا اور بھی جرم ہے۔ اگر کسی جگہ میلاد شریف میں یہ خرابیاں پیدا کر دی گئی ہوں تو ان خرابیوں کو دُور کیا جائے لیکن اصل میلاد شریف کو بند نہ کیا جائے۔ اگر عورت بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرے یا لوگ قرآن باجے سے پڑھنے لگیں تو ان بیہودگیوں کو مٹاؤ قرآن پڑھنا نہ روکو کیونکہ یہ عبادت ہے۔

Marfat.com

میلاد شریف کا فائدہ

یہ تو مقبول بندوں کا ذکر تھا' کفار نے بھی ولادتِ پاک کی خوشی منائی تو کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کر ہی لیا' چنانچہ "بخاری شریف جلد سوم کتاب النکاح" میں ہے:

قَالَ عُرْوَةُ وَ ثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِیْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ اَنِّیْ سُقِيْتُ فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَيْبَةَ

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ثویبہ پہلے ابولہب کی لونڈی تھی۔ جب ابولہب نے اُسے آزاد کر دیا تو اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ جب ابولہب مر گیا تو اُس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے بُرے حال میں دیکھا۔ اُس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری؟ ابولہب نے جواب دیا کہ تم سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں' سوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث ابہام اور سبابہ کے درمیان چھوٹے سے گڑھے میں سے پانی پلایا جاتا ہوں۔

بات یہ تھی کہ ابولہب' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ اُس کی لونڈی ثویبہ نے آ کر اُسے خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر فرزند (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے۔ ابولہب نے خوشی میں اُس لونڈی کو اُنگلی کے اشارے سے کہا کہ جا تو

Marfat.com

آزاد ہے۔ یہ سخت کافر تھا جس کی بُرائی قرآن میں آرہی ہے۔ مگر اس خوشی کی برکت سے اللہ نے اس پر یہ کرم کیا کہ جب دوزخ میں وہ پیاسا ہوتا ہے تو اپنی اُس اُنگلی کو چوستا ہے تو پیاس بجھ جاتی ہے۔ حالانکہ وہ کافر تھا ہم مومن' وہ دشمن تھا ہم اس کے بندے بے دام' اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی' ہم رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ تو وہ کریم ہیں ہم ان کے بھکاری۔ وہ کیا کچھ نہ دیں گے۔

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ میلاد شریف بہت مفید محفل ہے' اس میں چند فائدے ہیں۔

پہلے یہ کہ مسلمانوں کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل سُن کر حضور سید عالم ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین ﷺ کی محبت بڑھانے کے لئے زیادتی درود شریف اور حضور سرورِ کونین ﷺ کے احوالِ زندگی کا مطالعہ ضروری ہے۔ پڑھے لکھے لوگ تو کتابوں میں حالات دیکھ سکتے ہیں' مگر ناخواندہ لوگ نہیں پڑھ سکتے' اُن کو اس طرح سننے کا موقع مل جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ مجلس پاک غیر مسلموں میں تبلیغ احکام کا ذریعہ ہے کہ وہ بھی اس میں شریک ہوں۔ حضور سید عالم ﷺ کے حالاتِ طیبہ سنیں' اسلام کی خوبیاں دیکھیں' خدا توفیق دے تو اسلام لے آویں۔

تیسرے یہ کہ اس مجلس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو مسائل دینیہ بتانے کا موقعہ ملتا ہے۔ بعض لوگ جمعہ میں آتے نہیں۔ ہاں محفل میلاد شریف کا نام لو تو فوراً بڑے شوق سے جمع ہو جاتے ہیں۔ خود میں نے بھی اس کا بہت تجربہ کیا ہے۔ اب اسی مجلس میں ان کو مسائلِ دینیہ بتاؤ' ان کو ہدایت کرو' اچھا موقعہ ملتا ہے۔

Marfat.com

چوتھے یہ کہ میلاد شریف میں ایسی نظمیں پڑھی جائیں جن میں مسائل دینیہ ہوں اور مسلمانوں کو ہدایت کی جاوے کیونکہ بمقابلہ نثر کے نظم دل میں زیادہ اثر کرتی ہے اور جلد یاد ہوتی ہے۔

پانچویں یہ کہ اس مجلس میں سنتے سنتے مسلمانوں کو حضور نبی کریم علیہ السلام کا نسب شریف' اولادِ پاک' ازواجِ مطہرات اور ولادتِ پاک و پرورش کے حالات یاد ہو جائیں گے۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان کرنے پر پابندی تو نہیں لگ گئی' حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی و نورانی طور پر تا قیامت ہر مومن کے پاس اُس کے ساتھ ہیں۔ ﴿جَآءَ الْحَق ○ تفسیر روح البیان ☆ تفسیر نعیمی﴾

Marfat.com

مجالس میثاق

اللہ تعالیٰ نے انسان سے چار عہد لئے، جن کا قرآنِ پاک میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)....عہدِ ربوبیت

پہلا عہد اپنی ربوبیت کا، جو سب سے لیا گیا، جس کا ذکر اس آیت میں ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی ۔ ﴿پ ۹، سورۃ الاعراف: ۱۷۲﴾

(اور فرمایا:) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ (سب) بول اُٹھے: کیوں نہیں؟ (تو ہی ہمارا رب ہے)

(۲)....عہد اظہارِ دین

دوسرا عہد اظہارِ دین کا، جو خاص علماءِ اہل کتاب سے لیا گیا، جس کا ذکر اس آیت میں ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۔ ﴿پ ۴، سورۃ آلِ عمران: ۱۸۷﴾

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا اُن سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے صاف صاف بیان کرو گے اور (جو کچھ

Marfat.com

اس میں بیان ہوا ہے) اسے نہ چھپاؤ گے۔

(۳)....عام عہد

تیسرا عہد تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا گیا' جس میں ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں' وہ تھا تبلیغِ دین اور ہدایت خلق کا' جس کا ذکر اس آیت میں ہے' اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا

﴿پ ۲۱' سورۃ الاحزاب: ۷﴾

اور (اے حبیب! یاد کیجئے) جب ہم نے انبیاء سے اُن (کی تبلیغ رسالت) کا عہد لیا اور (خصوصاً) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) سے اور ہم نے اُن سے نہایت پختہ عہد لیا۔

یہ عہد بھی عہدِ ربوبیت کی طرح عام تھا مگر انبیاء کرام علیہم السلام سے بلاواسطہ اور ان کی اُمتوں سے بالواسطہ کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا پھر انہیں جنت میں رکھا۔ وہاں ہی حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش ہوئی۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے ہندوستان کولمبو کے پہاڑ سراندیپ پر اُتارا گیا اور حضرت حوا علیہا السلام کو جدہ میں۔ تین سو سال تک اِن میں جدائی رہی اور حضرت آدم علیہ السلام معافی کے لئے گریہ وزاری فرماتے رہے' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی برکت سے توبہ قبول فرمائی اور عرفات میں حضرت حوا علیہا السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر نعمان پہاڑ پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے تمام روحوں کو نکالا گیا جو باریک چیونٹیوں کی شکل میں

Marfat.com

تھیں۔ کفار کی روحیں سیاہ، مسلمانوں کی سفید اور انبیاء کرام کی ارواح روشن تھیں۔ اُن سے یہ عہد لئے گئے۔

(۴)....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نبیوں سے عہد

چوتھا عہد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی خدمت و اطاعت کرنے کا، جو بلاواسطہ سارے نبیوں سے اور بالواسطہ اُن کی اُمتوں سے لیا گیا، جس کا ذکر اس آیت میں ہے: اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۞ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

﴿پارہ نمبر ۳ رسورۂ آلِ عمران، آیت نمبر ۸۱﴾

اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! وہ وقت یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت سے سرفراز کروں، پھر تمہارے پاس وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو تم ضرور بالضرور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور لازماً اس کی مدد کرنا۔ (مزید تاکید کے طور پر فرمایا) کیا تم سب (انبیاء علیہم السلام) نے اقرار کیا اور کیا میرا (یہ عہد قبول کر کے) یہ بھاری ذمہ تم نے اُٹھالیا؟ سب انبیاء علیہم السلام نے عرض کی کہ ہم نے اِس عہد پر ثابت قدم رہنے کا اقرار کیا۔ (اللہ تعالیٰ نے)

Marfat.com

فرمایا تو پھر ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔ تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی فاسق ہیں۔

اس آیت میں ہے کہ اے نبی ﷺ! ان اہل کتاب کو نبیوں کا وہ عہدِ میثاق یاد دلا دو جس کا ذکر توریت وانجیل میں ہے تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو اور ان کے دلوں میں آپ کی عظمت پیدا ہو۔

وہ یہ کہ حق تعالیٰ نے سارے پیغمبروں سے خواہ وہ محض نبی ہوں یا رسول یا مرسل بھی سب کے سامنے یہ عہد لیا کہ اے گروہِ انبیاء! جب میں تمہیں دُنیا میں بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنی کتاب یا صحیفہ اور اپنا علم وحکمت عطا فرماؤں، تمہیں تمغۂ نبوت سے سرفرازی بخشوں، پھر اسی حال میں جب کہ تمہاری نبوت کا آفتاب خوب چمک رہا ہو اور تمہارا کلمہ پڑھا جا رہا ہو، تمہارے نام کے ڈنکے بج رہے ہوں وہ آخری پیغمبر، دُعائے خلیل اور بشارتِ مسیح، ساری خلقت کا ہادی، عرش وفرش کا بادشاہ، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تمہارے پاس تشریف لے آوے تو تم ان کا کلمہ پڑھ کر آپ پر ایمان لانا اور ہر طرح آپ کی امداد کرنا اور اعانت کرنا، بولو کیا اقرار کرتے ہو اور اس بھاری ذمہ داری کو اُٹھاتے ہو۔ تمہیں یہ بات منظور ہوگی۔ سب نے عرض کیا: اے مولیٰ! ہم سب کو اس کا اقرار ہے۔ تجھ سے عہد کرتے ہیں اور اس کی پابندی کریں گے۔ فرمایا: اچھا تم سب ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ۔ صرف تمہاری گواہی پر ہی بس نہیں، بلکہ ہماری شاہی گواہی بھی اس میں شامل ہے۔ ہم بھی تمہارے ساتھ گواہ ہیں۔ خیال رہے کہ جو کوئی اس عہد وپیان کے بعد اس نبی پر ایمان لانے سے منہ موڑے گا وہ کافر ہوگا۔ ﴿تفسیر نعیمی﴾

Marfat.com

محمد ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے محمد (ﷺ) اگر میں تیرے نور کو پیدا نہ کرتا تو کسی کو پیدا نہ کرتا' ملاحظہ فرمائیں:

"لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ"

"اے محمد! اگر میں تجھ کو نہ پیدا کرتا تو ہرگز نہ پیدا کرتا میں آسمان وزمین اور ساری مخلوق کو"۔

اور موافق اس حدیث کے آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُّوْرِيْ

میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور میرے نور سے ساری مخلوق ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کی پیدائش کا مقصد

حضرت جبرائیل علیہ السلام کیوں پیدا کئے گئے؟ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ "الابریز شریف" میں فرماتے ہیں۔

وَسَيِّدِنَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّمَا خُلِقَ لِخِدْمَةِ النَّبِيِّ ﷺ

﴿جواہر البحار﴾

جبرائیل علیہ السلام کو حضور ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت دباغ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

لَوْعَاشَ سَيِّدِنَا جِبْرِيْلُ مِائَةَ اَلْفِ عَامٍ اِلٰى مِائَةَ اَلْفِ عَامٍ اِلٰى

Marfat.com

مَالَا نِھَایَۃَ لَہٗ مَا اَدْرَکَ رُبْعًا مِنْ مَعْرِفَۃِ النَّبِیِّ ﷺ وَلَا مِنْ عِلْمِہٖ بِرَبِّہٖ تَعَالٰی

جبرائیل علیہ السلام اگر لاکھوں سال اور بے نہایت عرصہ تک بھی زندہ رہیں پھر بھی حضور ﷺ کے علم و عرفان کا وہ چوتھائی حصہ بھی نہیں حاصل کر سکتے۔

پھر فرمایا:

جبریل علیہ السلام کو جو شان و مرتبہ ملا وہ سب حضور ﷺ کی صحبت کی بدولت ملا ہے۔ ﴿جواہر البحار﴾

مخفی خزانہ

حدیثِ قدسی: — جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں کُنْ فَیَکُوْنُ کو بیان کروں تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا:

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا' جب میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے خلقت کو پیدا کیا۔

﴿کلید التوحید کلاں یعنی کلید جنت الفردوس: ۴۰۷ از حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ﴾

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حالتیں

اولیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کب سے نبی ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے (میں اُس وقت بھی نبی تھا)۔

﴿ترمذی شریف جلد دوم باب المناقب ☆ مشکوٰۃ شریف' باب فضائل سید المرسلین' دوسری فصل﴾

۲...... سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کون سی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر رضی اللہ عنہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے موافق جہاں اُس نے چاہا سیر کرتا رہا۔

۳...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

جبرائیل رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا:

آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا' حضور اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجابِ عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا جسے میں نے اپنی عمر میں ستر ہزار مرتبہ دیکھا۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام! میرے رب کی عزت وجلال کی قسم' وہ ستارہ میں ہوں۔ (روح البیان)

۴...... ایک بار حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ عرض کیا:

یہ تو مجھے علم نہیں' اتنا جانتا ہوں کہ ایک نوری تارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا اور غائب ہو جاتا' وہ میں نے بہتر ہزار بار طلوع ہوتے دیکھا ہے' زمین و آسمان سے پہلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تارہ ہم ہی تھے۔ (روح البیان)

بعض علماء نے فرمایا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ شریف سرکا کر سر مبارک دکھایا تو وہ تارہ سرِ پاک پر موجود تھا۔ (تفسیر نعیمی)

۵...... روایت ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد مکرم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں پیدائشِ آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

Marfat.com

وضاحت

اس روایت میں خلق حضرت آدم علیہ السلام سے صرف چودہ ہزار برس پہلے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کا ذکر ہے' حالانکہ بعض روایتوں میں اس سے بہت زیادہ سالوں کا ذکر بھی وارد ہے۔ یہ تعارض کیسے رفع ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں چودہ ہزار کا ذکر ہے اس سے زیادہ کی نفی نہیں۔ لہٰذا کسی دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔ ان احادیث میں نورہ کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶)

حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذاتِ مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذاتِ مقدسہ سے پیدا فرمایا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا مادہ ہے۔ نعوذ باللہ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذَالِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔ اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اُسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حُسنِ اُلوہیت کا ظہورِ اوّل تھی' بغیر اس کے کہ ذاتِ خداوندی نورِ محمدی کا مادہ حصہ اور جزو قرار پائے۔ یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا' البتہ نکتے اور لطیفے کے طور پر اتنا کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات یا اُس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور آفتاب کے نور سے ہے' اسی طرح حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینۂ محمدی نورِ ذات

Marfat.com

اَحدی سے اس طرح منور ہوا کہ نورِ محمدی کو نورِ خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان یا کمی واقع نہیں ہوئی۔ شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے۔ نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا اور نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضانِ وُجُود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حُضُور کو پہنچا اور حضورِ اکرم ﷺ کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔

﴿خصائص الکبریٰ (میلاد النبی ﷺ)﴾

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے

پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

﴿پ ۲۷ سورۃ الحدید: ۳﴾

وہ ہی اوّل ہے، وہ ہی آخر ہے، وہ ہی ظاہر ہے، وہ ہی باطن ہے اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مدارج النبوۃ'' کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ یہ آیت کریمہ حمدِ الٰہی بھی ہے اور نعت مصطفےٰ بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضور ﷺ سب سے اوّل ہیں اور سب سے آخر اور سب پر ظاہر اور سب سے چھپے ہوئے اور حضور ﷺ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

اوّل تو اس طرح کہ دُنیا و آخرت میں ہر جگہ سب سے اوّل ہی ہیں۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کا نور پیدا ہوا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ جسماً تو حضرت آدم علیہ السلام، حضور ﷺ کے والد ہیں مگر حقیقتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والد آدم ہیں۔ بظاہر درخت سے پھول

Marfat.com

ہے مگر حقیقت میں پھول سے درخت ہے۔

ظاہر میں میرے نخل حقیقت میں میری اصل

اس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

اس باغِ عالم کے پھول حضور سید عالم ﷺ ہیں‘

سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی‘ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں:

كُنْتُ نَبِيًّا وَ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ ﴿الخصائص الکبریٰ﴾

ہم اُس وقت نبی تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی آب و گل میں جلوہ گر تھے۔

میثاق کے دن اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ﴿پ ۹‘ سورۃ الاعراف: ۱۷۲﴾ کے جواب میں سب سے پہلے بلٰی فرمانے والے حضور ﷺ ہی ہیں۔

بروزِ قیامت سب سے پہلے آپ کی قبرِ انور کھولی جاوے گی۔

بروزِ قیامت اوّل حضور ﷺ کو سجدہ کرنے کا حکم ملے گا۔

سب سے پہلے حضور شفیع المذنبین ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا دروازہ حضور ﷺ ہی کے دستِ اقدس پر کھلے گا۔

اوّل حضور مالک کونین ﷺ ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے۔

اوّل حضور نبی کریم ﷺ ہی جنت میں تشریف فرما ہوں گے بعد میں تمام انبیاء علیہم السلام۔

اوّل حضور سید المرسلین ﷺ ہی کی اُمت جنت میں جاوے گی بعد میں باقی اُمتیں۔

غرضیکہ ہر جگہ اوّلیت کا سہرہ آپ ﷺ ہی کے سرانور پر ہے۔

اوّل دن یعنی جمعہ حضور سید الاولین والآخرین ﷺ ہی کو دیا گیا۔

Marfat.com

آخریت مصطفیٰ ﷺ

اس قدر اوّلیت کے باوجود پھر سرکار ﷺ آخر بھی ہیں۔

سب سے آخر حضور ﷺ کا ظہور ہوا۔ خاتم النبین آپ کا ہی لقب ہوا۔

سب سے آخر حضور ﷺ ہی کو کتاب ملی۔ سب سے آخر حضور سید المرسلین ﷺ ہی کا دین آیا۔

سب سے آخر دن یعنی قیامت تک حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ ہی کا دین باقی رکھا گیا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا' ہمارا نبی ﷺ
نمازِ اسریٰ میں تھا یہ ہی سر' عیاں ہو معنی اوّل و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

ظاہریت مصطفیٰ ﷺ

اب رہا کہ ظاہر و باطن تو سب حضور ﷺ پر ظاہر ہیں اور ہمیشہ ظاہر۔ سب پر تو اس طرح ظاہر کہ ان کو مسلمان جانیں' کافر پہچانیں۔

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔ ﴿پ۲' سورۃ البقرہ:۱۴۶﴾

وہ اس رسول (آخر الزمان حضرت محمد ﷺ اور ان کی شان و عظمت) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسا کہ بلاشبہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

حضور ﷺ کی معرفت کو بیٹے سے مثال دی نہ کہ باپ سے۔ اس کی تین وجوہات ہیں:

Marfat.com

بیٹا اپنے باپ کو صرف لوگوں سے سن کر جانتا ہے بلا دلیل، مگر باپ اپنے بیٹے کو اپنے نکاح، قرارِ حمل، ولادت وغیرہ دلائل سے جانتا ہے، کفار بھی حضور ﷺ کو دلائل سے پہچانتے تھے نہ فقط سُن کر۔ نیز بیٹا دُنیا میں آ کر باپ کو پہچانتا ہے مگر باپ ولادت سے پہلے ہی۔ کفار بھی حضور سید عالم ﷺ کو ولادتِ پاک سے پہلے ہی جانتے تھے اور آپ ﷺ کی آمد کی دُعائیں مانگتے تھے۔ نیز بچہ دُنیا میں آ کر فوراً نہیں پہچانتا بلکہ سمجھ دار ہو کر، مگر باپ بیٹے کو اوّل ہی سے جانتا ہے۔ حضور ﷺ کو بچپن ہی سے سارا عالم جانتا تھا کہ پہاڑ سلام کرتے تھے... حجر خوشخبری دیتے تھے... درخت سایہ کے لئے جھکتے تھے... چاند باتیں کرتا تھا... کفار آپ کی نبوت کی گواہیاں دیتے تھے... جانور جانیں، اونٹ سجدہ کریں... جنگل کے ہرن امن مانگیں... چاند و سورج ایسا جانیں کہ چاند تو اشارہ پا کر دو ٹکڑے ہو جائے اور سورج ڈوب کر لوٹ آئے، جانتے ہیں کہ اشارہ محبوب ﷺ ہے۔

فرش والے جانیں... عرش والے پہچانیں... حضرت آدم علیہ السلام آنکھ کھولتے ہی عرشِ اعظم پر رب کے نام کے ساتھ محبوب کا نام لکھا ہوا پائیں... جنت والے جانیں ... دوزخ والے پہچانیں... جنت کے پتہ پتہ پر... حوروں کی آنکھوں پر ... غلمانوں کے سینہ پر غرضیکہ ہر جگہ لکھا ہوا ہے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

دوزخی بھی اقرار کریں:

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿پ ۲۹، سورۃ المدثر: ۴۳﴾

وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں نہ تھے۔

وہ بھی جانیں گے کہ مخالفت سید الابرار ﷺ ہمیں یہاں لائی۔ غرضیکہ جہاں اللہ تعالیٰ کا چرچا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کا ذکر۔ تمام عالم میں آپ ﷺ کا نور اور ہر جگہ

Marfat.com

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور۔

پھر قیامت تک محبوب کی ہر ہر ادا سب کو معلوم' زندگی پاک کی ایک ایک حالت کریمہ' ولادتِ پاک' دودھ پینا' پرورش پانا' قبل اعلانِ نبوت کے واقعات' بعد اعلانِ نبوت کے واقعات' اندرونی اور بیرونی زندگی پاک' چلنا' پھرنا' کھانا' پینا' سونا' جاگنا' تبسم فرمانا' گریہ وزاری کرنا غرضیکہ زندگی پاک کا ہر شعبہ' ہر وقت' ہر جگہ ظاہر' عرب میں ظاہر' عجم میں ظاہر' پنجاب میں ظاہر' کابل میں ظاہر' کون سی جگہ ہے جہاں کتب احادیث نہ پہنچی ہوں۔

باطنیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ظاہر تو ایسے مگر ایسے کہ لطف یہ ہے کہ جیسے وہ ہیں ایسا کسی نے نہ جانا بجز پروردگار۔ وہ شانِ ظہور تھی اور یہ شانِ بطون۔

سُنا ہے' رہتے ہیں دولہا فقط مدینہ میں
غلط ہے' رہتے ہیں وہ عاشقوں کے سینے میں

غرضیکہ دیدۂ انسان میں بشریت ظاہر ہوئی مگر حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بجز پروردگار عالمین کوئی بھی نہ جان سکا۔ جس طرح کہ سورج کو اس کے نور نے چھپا لیا کہ کوئی بھی اس کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا' اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پردہ بن گئی۔ رب تعالیٰ نے اسی لئے نور فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿پ ۶' سورۃ المائدۃ: ۱۵﴾

اے مسلمانو! تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نور اور کھلی ہوئی کتاب آئی۔

پھر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿پ ۱ سورۃ البقرہ:۲۹﴾

اور وہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

یعنی علوم ظاہر و باطن اور مخلوق کے اولین و آخرین کے سارے علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جمع ہیں۔

فَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿پ سورۃ:۱۲/۷۲﴾

ہر علم والے کے اوپر ایک بڑا عالم ہے

حضور صاحب التاج والمعراج صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کہ جس آنکھ نے خالق عالم کو معراج میں دیکھا ہو مخلوق کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپ سکتی ہے:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

Marfat.com

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ قرآن

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ○ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ○ یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ ﴿پ ۶ سورۃ المائدۃ: ۱۵ تا ۱۶﴾

اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب' اللہ اُسے ہدایت دیتا ہے جو اللہ کی مرضی پر چلا' سلامتی کے راستے اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ اپنے حکم سے انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

فائدے:

اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کتب آسمانی کی آیات واحکام پر مطلع ہیں اور یہود

Marfat.com

ونصاریٰ کی خیانتوں سے بھی پورے پورے واقف ہیں کہ کون سی آیات اصل میں کیا تھیں پھر تبدیل کر کے کیا بنائی گئیں یا کس طرح چھپادی گئیں۔ یہ فائدہ "یُبَیِّنُ لَکُمْ" سے حاصل ہوا۔ کسی چیز کو وہی بیان کر سکتا ہے جو اس چیز سے واقف ہو۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام زبانوں کو جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فریادی جانوروں، لکڑیوں اور پتھروں کی زبان بھی جانتے ہیں تو انسانوں کی زبان کیوں نہ جانیں۔ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پر ہر زبان، ہر ملک کے لوگ صلوٰۃ وسلام عرض ومعروض کرتے ہیں۔ کوئی فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجمہ کر کے نہیں بتاتا، نیز لوگوں کی خفیہ حرکتوں سے خبردار ہیں۔ یہود توریت کی آیتوں میں چھپ کر تبدیلیاں کرتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ تھا جبکہ توریت عبرانی زبان میں تھی۔

دوسرا فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کی بہت سی خیانتوں کو ظاہر فرمادیا جن کے اظہار کی ضرورت تھی اور بہت سی خیانتوں سے درگزر فرمائی جن کے اظہار کی ضرورت نہ تھی مگر جانتے سب تھے یہ فائدہ "یَعْفُوْا" سے حاصل ہوا۔

تیسرا فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں، رب تعالیٰ نے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بہت صفات بخشے، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ، نبی اللہ، حبیب اللہ ہیں یوں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور اللہ ہیں۔ یہ فائدہ "مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ" سے حاصل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت صرف عقلی نہیں بلکہ حسّی بھی ہے۔ چنانچہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے نور دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ میں ایک نام نور بھی ہے۔ روح سب کی نور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر بھی نور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ مطہرات بھی نور ہے اسی لئے حضرت عثمان کا لقب ذُوالنورین ہے یعنی دو نور والے۔ اس لئے کہ آپ کے نکاح میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آئیں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح منہ

Marfat.com

یعنی روح اللہ ہیں' یوں ہی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم "مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" یعنی نور اللہ ہیں۔ کسی شہر کو منورہ نہیں کہا جاتا سوائے مدینہ منورہ کے۔ یہ شہر نورانی کیوں کہلایا اس لئے کہ یہاں اللہ کے نور کا ظہور ہے' ان کی تجلی گاہ ہے۔

چوتھا فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت میں کمی نہیں ہو سکتی' کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے نور ہیں۔ یہ فائدہ "مِنَ اللّٰهِ" سے حاصل ہوا۔ دیکھ لو اس نور کو بجھانے کی کوشش کرنے والے بجھ گئے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم چمکتے ہی رہے۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ ﴿پ ۲۸' سورۃ الصف: ۸﴾

یہ (منکرینِ حق) چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا دیں' جبکہ اللہ اپنے نور کو پورا فرمانے والا ہے اگرچہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں۔

اور کیوں نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی حفاظت میں ہیں جیسے لیمپ کی بتی چمنی کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ پھر فرمایا ہے:

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۔ ﴿پ ۱۸' سورۃ النور: ۳۵﴾

اس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں دنیا میں روشن ہے) اس طاق (نما سینۂ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغ (نبوت روشن) ہے:

ان دونوں آیتوں میں بھی نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں۔

پانچواں فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم' قرآن (کتاب اللہ) سے افضل ہیں۔

قرآنِ مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے' نبی کا درجہ معجزہ سے بڑا ہوتا ہے نیز قرآنِ مجید کو دیکھنے والا' پڑھنے والا قاری ہے' کعبہ کو دیکھنے والا حاجی ہے' جہاد کرنیوالا غازی اور فیصلہ کرنے والا قاضی' مگر محبت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھنے والا صحابی ہے' صحابی کا درجہ تمام اولیاء اللہ سے افضل ہے۔ جس ذاتِ کریم کا چہرہ صحابی بنا دے وہ خود کیسے ہوں

Marfat.com

گے۔

نیز جب تک حضور ﷺ مکی رہے تب تک آیات وسورتیں مکی ہوئیں اور جب حضور ﷺ مدنی ہو گئے تو آیات بھی مدنی ہو گئیں کیونکہ نہ قرآن بھیجنے والا رب تعالیٰ مکی مدنی ہے' وہ تو جگہ سے پاک ہے' نہ قرآن لانے والا حضرت جبرائیل علیہ السلام مکی مدنی ہیں وہ تو سدرۃ المنتہیٰ پر رہتے ہیں' نہ لوحِ محفوظ مکی مدنی ہے جہاں سے قرآنِ کریم آرہا ہے۔ ہاں قرآنی آیات وسورتیں مکی مدنی ہوئیں بلکہ قرآنِ کریم کا عربی میں آنا بھی اسی وجہ سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عربی ہیں۔

چھٹا فائدہ:۔ کوئی شخص بغیر حضور ﷺ کی مدد کے قرآنِ مجید سمجھ نہیں سکتا کیونکہ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نور فرمایا۔ قرآنِ مجید کو کتاب اور کتاب بغیر روشنی نہ پڑھی جاتی ہے اور نہ سمجھی جاتی ہے' اس لئے نماز روزہ وغیرہ سارے احکامِ قرآنی حضور ﷺ نے سمجھائے تو سمجھ میں آئے۔ قرآنی نقوش دیکھنے کے لئے ظاہر روشنی کی ضرورت ہے اور قرآنی احکام کے رموز واسرار دیکھنے کے لیے اس نورِ مجسم ﷺ کی ضرورت ہے۔ جیسے قرآنی نقوش چھونے کے لیے ان پانیوں سے طہارت کرنا ضروری ہے یوں ہی قرآنی مضامین' احکام واسرار' چھونے کے لیے ضروری ہے کہ مدینہ طیبہ کے پانی سے غسل ووضو کیا جائے' دل ودماغ کے خیالات اس پانی سے پاک کئے جائیں۔

ساتواں فائدہ:۔ کوئی شخص حضور ﷺ کی نورانیت بلکہ کسی وصف کی پیمائش نہیں کرسکتا کیونکہ حضور ﷺ اللہ کا نور ہیں' جیسے چاند سورج کی نورانیت' سمندر کا پانی' ہوا' پیمائش میں نہیں آسکتی' ان کی پیمائش کے لئے کوئی آلہ یا میٹر نہیں بنا۔

آٹھواں فائدہ:۔ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دیتا ہے حضور ﷺ کے ذریعے دیتا ہے۔ کوئی شخص حضور ﷺ سے مستغنی وبے نیاز نہیں جیسا کہ یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ میں بِهٖ کو مقدم فرمانے سے معلوم ہوا۔ اب ہدایت حضور ﷺ میں منحصر ومحدود ہے۔

Marfat.com

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کا میلاد شریف ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری اور آپ ﷺ کے فضائل معلوم ہوئے کہ حضور ﷺ کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے۔ گزشتہ نبیوں نے بھی آپ ﷺ کا میلاد پڑھا' لہٰذا میلاد شریف سنت انبیاء بھی ہے۔ ﴿تفسیر نعیمی﴾

☆ ......لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ ﴿پ ۱۱ سورۃ التوبہ: ۱۲۸﴾

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے' تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے' مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ بعض سخی بلا کر دیتے ہیں جیسے کنواں' بعض آ کر دیتے ہیں جیسے بادل' حضور ﷺ آ کر دینے والے داتا ہیں' جیسا کہ جآء سے معلوم ہوا۔

دوسرے یہ کہ حضور ﷺ ہر مومن کے دل و جان میں جلوہ گر ہیں' جیسا کہ کُمْ جمع سے معلوم ہوا۔

تیسرے یہ کہ حضور ﷺ سارے انسانوں کے نبی ہیں جیسے کہ رسول کے اطلاق سے معلوم ہوا۔

چوتھے یہ کہ حضور ﷺ نہایت شاندار نبی ہیں جیسے کہ رسول کی تنوین سے معلوم ہوا۔

پانچویں یہ کہ حضور ﷺ کو اپنی اُمت سے وہ تعلق ہے جو روح کو جسم سے ہوتا ہے کہ اس کے ہر عضو کی تکلیف سے خبردار ہوتی ہے جیسا کہ اَنْفُسِكُمْ سے معلوم ہوا۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری اللہ کی بڑی نعمت ہے' لہٰذا محفل میلاد کرنا اس آیت

Marfat.com

پر عمل ہے۔

☆ ......لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ ﴿پ ۴، سورۂ آل عمران: ۱۶۴﴾

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان پر ان کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

﴿کنزالایمان۔ تفسیر نورالعرفان﴾

پہلا فائدہ:۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کسی نعمت پر لفظ مَنَّ نہیں فرمایا، صرف اس نعمت پر ہی فرمایا، وجہ ظاہر ہے کہ ساری دُینا دی نعمتیں فانی ہیں اور ایمان وعرفان وغیرہ باقی اور یہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ملیں، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری نعمتوں کو نعمت بنانے والے ہیں کہ اگر اعضاء، اولاد، مال وغیرہ کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق استعمال کیا جائے تو یہ سب رحمتیں ہیں ورنہ زحمتیں، نیز ہمارے اعضاء قیامت میں ہماری شکائیتیں کر کے پردہ دری کریں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری سفارش اور پردہ پوشی فرمائیں گے۔

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

دوسرا فائدہ:۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے۔ کسی قوم، کسی ملک، کسی وقت سے خاص نہیں کیونکہ یہاں رَسُوْلًا بغیر قید کے ذکر ہوا۔

تیسرا فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان

Marfat.com

تمام نسبوں، ملکوں اور زبانوں سے اعلیٰ ہے، جیسا کہ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کی ایک قرأت سے معلوم ہوا، جس میں انفس ہے بمعنی نفیس ترین۔

چوتھا فائدہ:- قرآنِ کریم کی تلاوت بلکہ کتابت بھی حضور ﷺ کی تعلیم کے مطابق چاہیے جیسا کہ یَتْلُوْا...... (الخ) سے معلوم ہوا۔

پانچواں فائدہ:- ہم لوگوں کو پاکی صرف نیک اعمال سے نہیں مل سکتی۔ یہ نیکیاں تو پاکی کے سبب بعید ہیں۔ پاکی تو حضور ﷺ کی نگاہِ کرم سے ملتی ہے جیسا کہ وَیُزَکِّیْھِمْ سے معلوم ہوا۔ تخم بغیر آبِ رحمت بے کار، نیکیاں بغیر نگاہِ کرم بے کار جیسے شیطان کی عبادتیں، لہٰذا کوئی متقی اور ولی حضور ﷺ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

چھٹا فائدہ:- قرآنِ مجید اتنا آسان نہیں کہ صرف ترجمہ پڑھ لینے سے آ جائے بلکہ اس کے مسائل، فوائد، اسرار، مشکل ترین علم ہے۔ اسی لیے رب تعالیٰ نے اس کی تعلیم کے لیے سید الانبیاء ﷺ کو بھیجا، جیسا کہ ویُعَلِّمُھُمْ سے معلوم ہوا۔ بڑے معلم بڑی ہی کتاب پڑھانے کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔

ساتواں فائدہ:- اسلام میں قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے اور حدیث دانی بھی حضورِ انور ﷺ ہی کی مہربانی سے میسر ہوتی ہے، اسی لئے یہاں کتاب کے ساتھ حکمت کا ذکر بھی ہوا۔

آٹھواں فائدہ:- قرآن و حدیث کا علم تزکیۂ نفس یعنی دلی صفائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ دیکھو رب تعالیٰ نے یُزَکِّیْھِمْ پہلے فرمایا اور یُعَلِّمُھُمْ بعد میں۔

نواں فائدہ:- حضور نبی کریم ﷺ دنیا میں سیکھنے کے لئے نہیں آئے بلکہ سکھانے کے لئے آئے، جیسا کہ یُعَلِّمُھُمْ سے معلوم ہوا۔ رب تعالیٰ ہی سے سب کچھ سیکھ کر آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن۔

دسواں فائدہ:- نبی کریم ﷺ قولی تعلیم بھی دیتے ہیں اور عملی بھی جیسا کہ

Marfat.com

یُعَلِّمُهُمْ کے اطلاق سے معلوم ہوا۔ دیکھو جب آیت اَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ نازل ہوئی تو فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھو' نیز زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے سارے احکام تفصیل وار بیان فرمائے' حالانکہ قرآن شریف نے ان چیزوں کا صرف نام ہی لیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ لہٰذا محفل میلاد کرنا اس آیت پر عمل کرنا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

☆...... وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا ط وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ ﴿پ ۴' سورۃ ال عمران:۱۴۴﴾

اور نہیں ہیں محمد مگر پیغمبر' بے شک گزر گئے ان سے پہلے بہت رسول' تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم لوٹ جاؤ گے اپنی ایڑیوں پر' اور جو لوٹ جائیں اپنی ایڑیوں پر تو وہ ہرگز نہ نقصان دے گا اللہ کو کچھ بھی اور عنقریب جزا دے گا اللہ شکر گزاروں کو۔

تشریح:- وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ما نافیہ ہے۔ "محمد" حضور انور ﷺ کا اسم ذات ہے۔ حضور انور ﷺ کے ذاتی نام دو ہیں "محمد" اور "احمد" باقی صفاتی نام دو سو ایک ہیں۔ ﴿دلائل الخیرات﴾ اور بروایت "مدارج النبوۃ" ایک ہزار ہیں۔

قرآن شریف میں نام "محمد" چار جگہ آیا ہے۔ ایک تو اس آیت میں' دوسرے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ" (۴۸/۲۹) میں' تیسرے "بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ" (سورۃ ۴۷/۲) میں' چوتھے "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ" ﴿پ ۲۲' سورۃ الاحزاب:۴۰﴾ میں اور "نام احمد" ایک جگہ سورۃ صف "یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ" ﴿پ ۲۸' سورۃ الصف:۶﴾ میں "محمد" حمد بمعنی تعریف سے بنا' باب تفعیل میں آ کر مبالغہ اور استمرار کا مفید ہے' اس کے معنیٰ ہوئے ہمیشہ تعریف کئے ہوئے کہ جب

Marfat.com

سے عالم بنا تب سے ان کی حمد وثناء ہوئی اور ہمیشہ ہمیشہ دُنیا میں' قیامت میں' جنت میں مقامِ محمود پر ان کی حمد وثناء ہوتی رہے گی اور ہر طرح حمد کئے ہوئے کہ آپ کی ذات وصفات احوال کی تعریفیں ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔

حضورِ انور ﷺ کی ولادتِ پاک کے ساتویں دن حضرت عبدالمطلب نے یہ نام رکھا۔ لوگوں نے اس انوکھے نام کی وجہ پوچھی تو بولے کہ میں نے خواب میں حکم پایا ہے کہ یہ نام رکھوں اور مجھے اُمید ہے کہ میرے اس فرزند کی ہمیشہ اور ہر طرح کی تعریفیں ہوا کریں گی۔ ''احمد'' کے معنی ہیں بہت حمد کرنے والے' کس کی' اپنے رب تعالیٰ کی۔ حضورِ انور ﷺ کی محمدیت کا ظہور تو دُنیا میں بھی ہو رہا ہے کہ ہر جگہ' ہر زبان میں آپ کی تعریفیں ہو رہی ہیں اور احمدیت کا ظہور قیامت میں ہوگا کہ حضورِ انور ﷺ اپنے رب تعالیٰ کی ایسی حمد کریں گے کہ کسی نے نہ کی ہوگی۔ رب تعالیٰ نے اپنے ناموں میں سے یہ نام اپنے محبوب کے لئے نکالے' رب تعالیٰ حامد ہے حضورِ انور ﷺ محمود۔ رب تعالیٰ محمود ہے اور حضورِ انور ﷺ احمد۔

اِلَّا رَسُوْلٌ 'اِلَّا قصر وحصر کے لئے ہے اور حصر اضافی ہے نہ کہ حقیقی' لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضورِ انور ﷺ صرف رسول ہیں اور کچھ نہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ آپ خدا نہیں' خدا تعالیٰ کے فرزند نہیں' بلکہ رسول ہیں۔ اگرچہ رب تعالیٰ نے حضورِ انور ﷺ کو کروڑوں صفات بخشیں مگر صفتِ رسالت بہت جامع ہے کہ رسول کی نسبت رب تعالیٰ سے بھی ہے اور ساری خلقت سے بھی۔ رسول خالق ومخلوق کے درمیان برزخ کبریٰ ہیں کہ رب تعالیٰ جسے جو دے وہ حضورِ انور ﷺ کے وسیلہ سے دیں اور خلقت جو لے وہ حضورِ انور ﷺ کے توسل سے لے۔ حضورِ انور ﷺ کے دم سے ہی خالق ومخلوق کا تعلق قائم ہے۔ اگر یہ واسطہ درمیان میں نہ ہو تو مخلوق خالق سے علیحدہ ہو جائے۔ دیکھو مختلف ممالک کے درمیان ڈاک' ریل اور تار وغیرہ ہی ایسے وسائل

Marfat.com

ہیں جن سے ممالک ملتے رہتے ہیں کہ خبر مال انسان ان ہی کے ذریعے ایک دوسرے ملک میں آتے جاتے ہیں۔ اس لئے رب تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں رَسُوْلٌ فرمایا اور کلمہ طیبہ میں بھی آپ کا وصف رسالت ہی بیان ہوا ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کے تمام اوصاف اس میں آجاتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں وکیل نہیں۔ وکیل وہ جو اپنی ذمہ داری پر کام کرے رسول وہ جو بھیجنے والے کی ذمہ داری پر کام کرے۔ وکیل وہ جس کے الفاظ وکلام بھی اپنا ہو اور زبان بھی اپنی مگر رسول وہ جس کی زبان تو اپنی ہو کلام بھیجنے والے کا۔ وکیل وہ جس سے خود اسی کے معاملہ کا مطالبہ ہو اور رسول وہ جس کے معاملہ کا مطالبہ بھیجنے والے سے ہو۔ رسولٌ کی تنوین عظمت کے لئے ہے یعنی بہت بڑے اور شاندار رسول اور رسالت کا اطلاق عموم کے لئے یعنی ساری خلقت کے رسول حتیٰ کہ رسولوں کے بھی رسول۔

☆ ...... ''قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ'' ﴿پ ۴ سورۃ ال عمران: ۱۴۴﴾

قَدْ خَلَتْ کی تحقیق ابھی کچھ پہلے ہو چکی ہے۔ مِنْ قَبْلِهٖ میں لا ضمیر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ رُسُلُ سے مراد سارے نبی ہیں خواہ رسول بھی ہوں یا مرسل بھی ہوں یا صرف نبی ہوں یعنی حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سارے رسول گزر چکے کہ نہ تو کوئی رسول آپ کے زمانہ میں تشریف فرما ہیں کہ ان کے احکام جاری ہوں اور نہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نبوت پا کر آنے والا ہے۔ رسولوں کا گزر جانا یا تو اس طرح ہے کہ وہ حضرات وفات پا چکے جیسے حضرت موسیٰ و حضرت ابراہیم علیہم السلام وغیرہم یا زمین سے آسمان پر اٹھائے جا چکے جیسے حضرت عیسیٰ و حضرت ادریس علیہما السلام یا اس طرح کہ زمین پر وہ حضرات ہوں مگر ان کی نبوت منسوخ ہو چکی اور وہ لوگوں کی نگاہوں سے روپوش ہو گئے جیسے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام غرضیکہ قَدْ خَلَتْ بہت جامع کلمہ ہے اس لئے رب تعالیٰ نے یہاں موت کا صیغہ استعمال نہ فرمایا کہ ابھی بعض

Marfat.com

رسول زندہ ہیں مگر چونکہ ان کی نبوت منسوخ ہو چکی اور ان کے احکام نافذ نہ رہے' ان کی اطاعت لوگوں پر واجب نہ رہی' لہٰذ فرمایا گیا ''قَدْ خَلَتْ'' وہ حضرات گزر گئے۔

☆...... اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ ﴿پ۱۱' سورۂ اٰعمران:۱۴۴﴾

یہاں لفظ اِنْ جو شک وتردو کے لئے آتا ہے۔ ہم بندوں کے لحاظ سے ہے کہ رب تعالیٰ شک وتردو سے پاک ہے۔ وہ تو جانتا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شہادت کے ذریعے نہ ہوگی' طبعی ہوگی' وہ تو خبر دے چکا ہے:

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط۔ ﴿پ۶' سورۂ المائدۃ:۶۷﴾

رب تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا

اور فرما چکا ہے:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ۔ ﴿پ۲۳' سورۂ الزمر:۳۰﴾

(اے حبیبِ مکرّم!) بے شک آپ کو (تو) موت (صرف ذائقہ چکھنے کے لئے) آنی ہے اور وہ یقیناً (دائمی ہلاکت کے لئے) مردہ ہو جائیں گے (پھر دونوں موتوں کا فرق دیکھنے والا ہوگا)۔

اور فرما چکا ہے:

لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ ﴿پ۲۸' سورۂ الصف:۹﴾

تاکہ اسے سب ادیان پر غالب وسر بلند کر دے۔

یعنی اگر ہمارے محبوب اپنی طبعی موت سے وفات پائیں یا جامِ شہادت نوش کریں تو اَنْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ انقلاب قلب سے بنا بمعنی لوٹ جانا اور اعقاب عقب کی جمع ہے بمعنی ایڑی' انسان جہاں سے آیا ہو بالکل اُدھر ہی لوٹ جانے کو ایڑیوں پر لوٹ جانا کہا جاتا ہے کہ اگر ایڑی اپنی جگہ رہے باقی جسم پھرے تو اسے مڑنا' اُردو میں پھر جانا اور عربی میں انقلاب کہا جاتا ہے۔ یہاں انقلاب سے مراد یا تو دین

Marfat.com

اسلام سے پھر کر مرتد ہو جانا ہے یا بزدل ہو کر جہاد نہ کرنا ہے یا جہاد سے بھاگ جانا ہے۔

صاحب ''روح المعانی'' نے فرمایا کہ اُلٹے پاؤں چلے جانے کو ایڑی پر لوٹ جانا کہتے ہیں' اگر چہ یہ حضرات اُحد شریف میں صرف گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر رب تعالیٰ نے سختی سے روک دینے کے لئے یہ صیغہ استعمال فرمایا کہ تم لوگ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی جھوٹی خبر سن کر جب ایسا گھبرا گئے تو کیا جب سچی خبر شہادت کی سنو گے تو اسلام ہی چھوڑ دو گے یا جہاد ہی بند کر دو گے۔ خبردار ایسا ہرگز نہ کرنا۔ یا رُوئے سخن ان ضعفاء کی طرف ہے جو گھبرا کر کہہ اُٹھے تھے کہ ہم کو ابوسفیان سے امان دلوادو۔ یا ان لوگوں سے کلام ہے جن سے منافقین نے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شہادت ہو چکی اب تم لوگ اپنے پرانے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ مقصد یہ ہے کہ نبی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے ہیں نہ کہ اُمت کے پاس ہمیشہ رہنے کے لئے' جیسے پچھلے رسول تشریف لائے اور تبلیغ فرما کر چلے گئے۔ ہمارے یہ محبوب بھی آخر وفات پائیں گے۔ نبی کی وفات سے دین ختم نہیں ہو جاتا۔

وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۔اس مَنْ میں سارے مسلمان داخل ہیں۔ صحابہ کرام ہوں یا بعد کے لوگ۔ انقلاب سے مراد اسلام چھوڑ دینا ہے یا جہاد چھوڑ بیٹھنا یا جہاد سے بھاگ جانا یعنی جو بھی اسلام سے یا جہاد سے یا جہاد میں بہادری دکھانے سے لوٹ جائے تو فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وہ اللہ تعالیٰ کو ذرہ بھر نقصان نہ پہنچا سکے گا یا اللہ تعالیٰ کے حبیب کا یا دین اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا کہ اللہ کا دین' حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا علو تو ہمیشہ پھیلتا ہی رہے گا اور قومیں پیدا ہو کر دین کی خدمت کریں گی۔

ضُرٌّ ضرٌ سے بنا بمعنی نقصان یا کمی' خواہ بدنی نقصان ہو یا جانی یا مالی یا عزت و آبرو کا' بھاری ہو یا معمولی شَيْئًا فرما کر عموم کی طرف اشارہ کیا یعنی معمولی سا نقصان بھی نہ کر

سکے گا' خود اپنا ہی نقصان کرے گا کہ دارین کی سعادت سے محروم ہو جائے گا۔
وَسَيَجْزِ اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ سَ قرب استقبال کے لئے ہے جزاء مطلقاً بدلہ کو کہتے ہیں' ثواب ہو یا سزا' مگر یہاں اچھا بدلہ مراد ہے۔ شٰكِرِيْنَ سے مراد دین پر قائم رہنے والے یا جہاد کرنے والے یا جہاد میں ثابت قدم رہنے والے مسلمان ہیں کیونکہ ہر نیک عمل رب تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ہے۔ شکر قولی بھی ہوتا ہے' عملی بھی' اعتقادی بھی
﴿تفسیر نعیمی﴾

خلاصہ:- اے مسلمانو! حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں ہیں کہ انہیں وفات نہ ہو' وہ تو خالص بندے اور تمام جہانوں کے شاندار رسول ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے پیغمبر گزرے جو دُنیا میں تشرف لائے اور اپنا فرضِ تبلیغ ادا کر کے تشریف لے گئے اور ان کے بعد اُن کی اُمتوں نے دین پر استقامت کی۔ دینی خدمات انجام دیں۔ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ وفات پا جائیں یا فرض کرو شہادت کا جام نوش فرمالیں تو کیا تم اسلام سے یا جہاد سے یا جہاد میں استقامت سے پھر جاؤ گے۔ ہرگز نہ پھرو گے۔ پھر تم غزوۂ اُحد میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر گھبرا کیوں گئے تھے اور تم میں بعض نے ابوسفیان سے امان کی درخواست کرنے کا خیال بھی کیوں کیا اور تم سے منافقین نے یہ کیوں کہا کہ اسلام چھوڑ کر پرانے دین کی طرف لوٹ آؤ۔ ان بدنصیبوں کو تم سے یہ کہنے کی ہمت و جرأت ہی کیوں ہوئی۔ خیال رکھو کہ اسلام تو قائم رہے گا اور پھولتا پھلتا رہے گا۔ اگر کوئی اسلام یا جہاد سے پھر بھی جائے تو نہ اللہ کا کچھ بگاڑ سکتا ہے نہ اس کے حبیب کا اور نہ اسلام کا بلکہ اپنا ہی بگاڑے گا۔ دیکھو مکہ معظمہ کے سردارانِ قریش نے اسلام کی خدمت نہ کی بلکہ اسے بگاڑنا اور فنا کرنا چاہا تو وہ خود ہی ختم ہو گئے۔ اسلام کی خدمت کرنے کے لئے مدینہ منورہ کے غریب انصار مقرر فرما دیئے گئے' اس سے عبرت پکڑو اور اسلام و جہاد پر استقامت اختیار کرو تاکہ تمہارا نام شاکر بندوں کی

Marfat.com

فہرست میں آئے۔ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو دُنیا میں بھی بدلہ دیتا ہے اور آخرت میں بھی ثواب' لہٰذا شاکر رہو' ناشکرے نہ بنو۔

خیال رہے حضورِ انور ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کے ہوش اُڑ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک کا بھی یہ حال ہو گیا کہ حضورِ انور ﷺ کی وفات ہو سکتی ہی نہیں۔ آپ سو گئے ہیں یا رب تعالیٰ سے ملنے گئے ہیں پھر آتے ہی ہوں گے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جو کوئی کہے گا کہ حضورِ انور ﷺ وفات پا گئے ہیں میں اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت لوگوں کو یہ ہی آیت سنائی۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت آج نازل ہوئی ہے۔ ہم لوگ یہ آیت بھول ہی گئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب حضورِ انور ﷺ کی وفات کا یقین ہوا تو آپ غش کھا کر گر پڑے۔ فرماتے ہیں کہ میرے قدم مجھے اُٹھا نہ سکے۔ اُس وقت ایک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دم تھا جن کے ہوش وحواس قائم رہے' آپ رضی اللہ عنہ ہی نے تمام بوجھ اُٹھائے۔

فائدے

اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ:۔ مومن کو ہر نیک کام میں استقامت چاہیے۔ کسی خوشی و غمی میں اپنے راستے سے نہ ہٹے۔ دیکھو مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی مصیبت حضور ﷺ کی وفات تھی۔ فرمایا گیا کہ اس وفات سے اپنی راہ سے نہ ہٹنا۔ اس کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی شریف اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے کہ حضورِ انور ﷺ کے غم میں زیادہ جی نہ سکے مگر جس قدر جئے دین کے کام جہاد وغیرہ کرتے رہے' پھر اور غموں کا کیا پوچھنا۔

Marfat.com

دوسرا فائدہ:- تمام نبی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی گزر چکے۔ ان کی نبوتیں منسوخ ہو چکیں۔ نہ تو آپ کے زمانہ میں کوئی نبی شانِ نبوت سے موجود تھے نہ آپ کے بعد کوئی نبی بنے گا' نہ نبی بن کر آئے گا۔ آپ کا دین تمام دینوں کا ناسخ ہے اگر کوئی دین آپ کے بعد ہوتا تو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اسے ناسخ نہ ہوتا جیسا کہ قَدْ خَلَتْ الخ سے معلوم ہوا۔ اسی لئے دوسرے انبیاء کرام مبشر تھے مگر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے مصدق تو ہوئے کسی کے بشارت رساں نہ ہوئے' تصدیق کی جاتی ہے پچھلوں کی' بشارت دی جاتی ہے اگلوں کی۔

تیسرا فائدہ:- اللہ تعالیٰ اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام ہم سے بے نیاز ہیں' انہیں ہماری ضرورت نہیں' ہم کو ان کی ضرورت ہے۔ دین رہے گا ہم دین پر رہیں یا نہ رہیں' جیسا کہ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ...... الخ سے معلوم ہوا۔

چوتھا فائدہ:- اُمت کے فساد کے وقت دین پر قائم رہنا' سنت پر عمل کرنا بڑے ثواب کا کام ہے' جیسا کہ سَيَجْزِ اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ سے معلوم ہوا۔ حدیث شریف میں ہے کہ فسادِ اُمت کے وقت سنت پر عمل کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ شہید تو ایک بار تلوار کا گھاؤ کھا کر دُنیا سے چلا گیا مگر یہ بہادر عمر بھر لوگوں کے طعن و تشنیع کے گھاؤ کھاتا رہتا ہے' مگر صبر کے ساتھ دین پر قائم رہتا ہے۔

پانچواں فائدہ:- گزشتہ انبیاء کرام کی اُمتوں کے حالات سنا کر مسلمانوں میں دلیری پیدا کرنا سنت الٰہیہ ہے۔ دیکھو رب تعالیٰ نے غزوۂ اُحد کے غازیوں کو گزشتہ اُمتوں کی استقامت سنائی کہ وہ لوگ اپنے رسولوں کے گزر جانے پر دین سے نہ ہٹے تم اپنے محبوب کی وفات کی خبر سن کر کیوں گھبرا گئے۔ اس لئے قرآنِ کریم میں جگہ جگہ گزشتہ اُمتوں کے تاریخی حالات بیان ہوئے۔ اس نیت سے صحیح تاریخ کا مطالعہ بھی عبادت ہے۔ ﴿تفسیر نعیمی﴾

Marfat.com

شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ ﴿مکتوبات شریف﴾

میرے محبوب! اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ فرماتا۔

حضور نورِ مجسم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یَا جَابِرُ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ۔ ﴿مواہب الدنیہ﴾

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

جبرائیل امین میرے پاس آئے اور کہا: آپ کا رب فرماتا ہے، اے حبیب ﷺ! تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ ہی خوب جانتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔ ﴿زرقانی علی المواہب﴾

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِیْمَانِ بِذِکْرِکَ مَعِیْ، جَعَلْتُ ذِکْرًا مِنْ

Marfat.com

ذِکْرِیْ فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِیْ۔

﴿روح الایمان ☆ شفاء شریف جلد اوّل﴾

میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ اے میرے رسول! میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے' تو جس نے تمہارا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا۔

صحابیِ رسول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رَفَعَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ ﴿خصائص الکبریٰ' جلد دوم﴾

اللہ تعالیٰ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر دُنیا و آخرت میں بلند فرمایا ہے۔

کوئی خطیب' کوئی کلمہ پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہیں ہے جو شہادت اُلوہیت کے ساتھ شہادتِ رسالت نہ ادا کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خطبات میں' کلموں میں' اقامت میں' اذان میں' ہر مومن کے سینے اور زبان میں' ہر ساعت اور ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔

﴿خصائص الکبریٰ ☆ کتاب روح الایمان﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! فداک اُمی و ابی مجھے خبر دیں کہ اوّل اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا تھا۔ ہزار برس تک کہ ایک روز اس جہان کا ہزار برس کے برابر ہے اُس جہان کے۔

Marfat.com

قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ

ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اِس دُنیا کے برسوں کے جو تم گنتے ہو۔

وہ نور میرا قدرتِ الٰہی سے عظمت اور بزرگی الٰہی کا مشاہدہ کرتا اور تسبیح وطواف اور سجدۂ الٰہی میں مصروف رہتا۔ (اس عالم کو عالم تجردہی کہتے ہیں) ﴿قصص الانبیاء﴾

لَوۡلَاكَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاكَ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو ہم آسمانوں کو پیدا نہ کرتے یعنی زمین اور ساری مخلوق کو۔ (حدیث قدسی)۔

﴿قصص الانبیاء☆ موضوعاتِ کبیر☆ خصائص الکبریٰ جلد اوّل﴾

حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنَا مِنۡ نُّوۡرِ اللّٰهِ وَالۡخَلۡقُ كُلُّهُمۡ مِنۡ نُّوۡرِیۡ

میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور میرے نور سے ساری مخلوق ہے۔ (حدیث قدسی) ﴿الخصائص الکبریٰ﴾

حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنَا اَوَّلُ النَّبِیِّیۡنَ فِی الۡخَلۡقِ وَاٰخِرُهُمۡ فِی الۡبَعۡثِ

میں پیدائش میں تمام نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں ان سب سے آخر ہوں۔ ﴿خصائص الکبریٰ جلد اوّل﴾

حضور ﷺ نے فرمایا:

كُنۡتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیۡنَ الۡمَاءِ وَالطِّیۡنِ۔ ﴿الخصائص الکبریٰ جلد اوّل﴾

ہم اس وقت نبی تھے جب آدم علیہ السلام پانی ومٹی کے درمیان تھے (حدیث قدسی)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

یارسول اللہ ﷺ آپ کو نبوت کب ملی؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

﴿ترمذی شریف جلد دوم باب المناقب ☆ مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین، دوسری فصل﴾

Marfat.com

فضیلت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں۔اس کے بے شمار دلائل ہیں جن میں سے بطورِ اختصار کچھ عرض کیے جاتے ہیں۔

قرآنِ پاک کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

(۱):- وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ؕ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ ❖ پارہ نمبر۳ سورہ آل عمران آیت نمبر۸۱ ❖

اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! وہ وقت یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت سے سرفراز کروں، پھر تمہارے پاس وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو تم ضرور بالضرور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور لازماً اس کی مدد کرنا۔ (مزید تاکید کے طور پر فرمایا)

Marfat.com

کیا تم سب (انبیاء علیہم السلام) نے اقرار کیا اور کیا میرا (یہ عہد قبول کر کے) یہ بھاری ذمہ تم نے اُٹھالیا؟ سب انبیاء علیہم السلام نے عرض کی کہ ہم نے اِس عہد پر ثابت قدم رہنے کا اقرار کیا۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو پھر ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔ تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی فاسق ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے بھی نبی ہیں اور سارے نبی آپ کے اُمتی۔ سب سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا اور عہد بھی نہایت پختگی سے کہ عہدِ ربوبیت میں صرف اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى ﴿پ ۹ سورۃ الاعراف: ۱۷۲﴾ پر کفایت ہوئی مگر یہاں بجائے بلٰی کے اَقْرَرْنَا کہلوایا، سب کو اس پر گواہ بنایا۔ رب تعالیٰ نے اپنی شاہی گواہی کو بھی شامل فرمایا، پھر اس عہد کی مخالفت پر سزا مقرر فرمائی۔

(۲):- كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ......الخ

﴿پ ۴ سورۃ آل عمران: ۱۱۰﴾

تم بہترین اُمت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُمتوں سے افضل ہے اور ظاہر ہے کہ اُمت کی افضلیت اُس کے پیغمبر کی افضلیت سے ہوگی۔

(۳):- يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

﴿پ ۲۲ سورۃ الاحزاب: ۳۲﴾

اے ازواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں

ہو۔

جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات جہان بھر کی عورتوں سے افضل ہیں۔

(۴):- وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

﴿پ۲۲ سورۃ الاحزاب:۴۰﴾

لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ آخری نبی اور آپ کا دین غیر منسوخ ہے، اور ظاہر ہے کہ باقی فانی سے افضل ہے، لہٰذا اسلام دیگر ادیان سے بہتر اور یہ بہتری حضور ﷺ کی برکت سے ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ تمام دین والے پیغمبروں سے افضل۔

(۵):- مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ۔ ﴿پ۳ سورۃ آل عمران:۸۱﴾

جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے تمام کتابیں سچی ہوئیں۔ لہٰذا ساری کتابیں اور کتاب والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاجت مند ہوئے اور حاجت والے سے وہ افضل ہے جس کی طرف حاجت ہو۔

(۶):- رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ...... الخ (حوالہ)

اے ہمارے رب ان میں رسول مبعوث فرما۔

(۷):- مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ

﴿پ۲۸ سورۃ الصف:۶﴾

اُس رسول (معظم ﷺ کی آمد آمد) کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لا رہے ہیں جن کا نام (آسمانوں میں اس

Marfat.com

وقت) احمد (ﷺ) ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ دُعائے خلیل اور بشارتِ مسیح ہیں۔

گویا وہ نبی داعی ہیں اور آپ ﷺ مدعیٰ۔

وہ نبی اسناد ہیں اور حضور ﷺ متن۔

وہ نبی مبشر ہیں اور حضور ﷺ اصل بشارت۔

وہ نبی چمن ہیں اور حضور ﷺ پھول۔

وہ نبی طفیلی ہیں اور حضور ﷺ مقصود۔

وہ سب باراتی ہیں اور حضور ﷺ دولہا۔

ظاہر ہے کہ پھول درخت سے افضل، دولہا باراتیوں سے اولیٰ اور متن اسناد سے بڑھ کر کہ اسناد مبداء ہے اور متن اس کی انتہا۔

(۸):- سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا ......الخ

﴿پ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل: ۱﴾

وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں۔

(۹):- مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ﴿پ ۲۷، سورۂ النجم: ۱۷﴾

اور اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا اسی پر جمی رہی)۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو رب تعالیٰ نے معراج دی اور اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا، اور ظاہر ہے کہ یہ درجہ اور کسی پیغمبر کو نہ ملا۔ مزید یہ کہ حضور سید المرسلین ﷺ سب سے بڑھ کر قرب والے ہیں۔

(۱۰):- فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی ﴿پ ۲۷، سورۂ النجم: ۱۰﴾

Marfat.com

پس (اُس خاص مقامِ قُرب ووصال پر) اُس (اللہ) نے اپنے

عبدِ (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی۔

رب تعالیٰ نے ان تمام باتوں کا اعلان فرما دیا جو طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں۔

(۱۱):- وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ......الخ ﴿پ ۱۶' سورۂ طٰہٰ: ۱۷﴾

اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ!

مگر اس کلام کو صیغۂ راز میں رکھا جو معراج میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا۔

(۱۲):- فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿پ ۲۷' سورۂ النجم: ۱۰﴾

پس (اُس خاص مقامِ قُرب ووصال پر) اُس (اللہ) نے اپنے

عبدِ (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی۔

ہم نے اپنے اس بندۂ خاص کو اس وقت جو وحی کی وہ کی' تمہیں کیوں بتائیں۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب اسرار ہیں اور ظاہر ہے کہ اندرونی دوست بیرونی دوستوں سے افضل ہے۔

(۱۳):- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ ......الخ ﴿پ ۱۰' سورۂ الانفال: ۶۴﴾

اے نبی (معظم!)

(۱۴):- يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ ......الخ ﴿پ ۱۸' سورۂ المؤمنون: ۵۱﴾

اے رُسلِ (عظام!)

(۱۵):- يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ......الخ ﴿پ ۲۹' سورۂ المدثر: ۱﴾

اے چادر اوڑھنے والے (حبیب!)۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نامِ پاک سے

Marfat.com

کہیں نہ پکارا بلکہ آپ کے پیارے اوصاف سے۔ دیگر پیغمبروں کو اُن کے نام سے پکارا گیا' جیسا کہ

(۱۶):- وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ...... الخ ﴿پ۱۶' سورۂ طٰہٰ:۱۷﴾

اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ!

(۱۷):- يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ ...... الخ ﴿پ۳' سورۂ آل عمران:۵۵﴾

اے عیسیٰ! بیشک میں تمہیں پوری عمر تک پہنچانے والا ہوں۔

(۱۸):- وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ اسْكُنْ ...... الخ ﴿پ۱' سورۂ البقرہ:۳۵﴾

اور ہم نے حکم دیا اے آدم!

وغیرہ اور بجائے نام شریف کے خطابات سے پکارنا کہ اے غیب کی خبریں دینے والے' اے ہمارے خاص پیغمبر' اے چادر اوڑھنے والے' اے کپڑے پہننے والے وغیرہ دلیل محبوبیت ہے۔

(۱۹):- لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۔﴿پ۱۸' سورۂ الفرقان:۱﴾

تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنانے والا ہو جائے۔

(۲۰):- قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔

﴿پ۹' سورۂ الاعراف:۱۵۸﴾

آپ فرما دیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں۔

(۲۱):- وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا

﴿پ۲۲' سورۂ سبا:۲۸﴾

اور (اے حبیب مکرم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لئے خوشخبری سنانے والے اور ڈر

Marfat.com

سنانے والے ہیں۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سارے عالم کے پیغمبر ہیں اور سب پر آپ کی اطاعت واجب۔ یوں سمجھو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ابوت سے حضور ﷺ کی نبوت زیادہ عام ہے کہ وہ صرف انسان کے لئے ہے اور یہ ہر ماسویٰ اللہ کے لئے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا رقبہ، سلطنت وسیع ہے' اور ظاہر ہے کہ بڑی سلطنت کا مالک بڑا بادشاہ ہے۔ لہٰذا حضور سید المرسلین ﷺ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ خیال رہے کہ عالمین اور ناس میں انبیاء کرام بھی داخل ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام 'حضرت خضر علیہ السلام' حضرت ادریس علیہ السلام' حضرت الیاس علیہ السلام جو اب تک زندہ ہیں سب حضور سید الاولین والآخرین ﷺ پر ایمان لائے' بلکہ مفسرین فرماتے ہیں کہ بیعت رضوان میں حضرت خضر علیہ السلام نے بھی حضور ﷺ سے بیعت کی۔ (روح البیان)

بلکہ اگر وفات یافتہ پیغمبر بھی اس میں داخل ہوں تو کوئی بعید نہیں کہ ان حضرات نے اپنی قبروں میں حضور نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھا ہو' چنانچہ حجۃ الوداع میں بہت سے پیغمبروں نے حج کیا۔ معراج کی رات سارے پیغمبروں نے حضور صاحب التاج والمعراج ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور ظاہر ہے کہ یہ نماز و حج اسلامی تھے۔ لہٰذا وہ سب حضرات حضور سید العالمین ﷺ کے پیرو کار ہوئے۔

(۲۲):- وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔

﴿پ ۹' سورۃ الانفال: ۱۷﴾

اور (حبیب محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگریزے) مارے؛ تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے۔

(۲۳):- إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط۔

﴿پ ۲۶' سورۃ الفتح: ۱۰﴾

Marfat.com

(اے حبیب!) بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی

سے بیعت کرتے ہیں۔

(۲۴):- یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۔﴿پ ۲۶ سورۃ الفتح:۱۰﴾

ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ

ہے۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا فعل رب تعالیٰ کا فعل ہے۔ حضور ﷺ سے بیعت رب تعالیٰ سے بیعت۔ حضور ﷺ کا ہاتھ رب تعالیٰ کا دستِ قدرت اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب حضور ﷺ کو رب تعالیٰ سے قربِ خاص حاصل ہو جائے۔

(۲۵):- عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

﴿پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل:۷۹﴾

یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمیٰ جہاں جملہ اوّلین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مقامِ محمود صرف حضور ﷺ کے لئے ہے جہاں سب اولین و آخرین حضور ﷺ کی حمد و ثناء کریں گے۔

(۲۶):- وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۔﴿پ ۳۰ سورۃ الانشراح:۴﴾

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ بلندیٔ ذکر حضور ﷺ سے خاص ہے کہ رب تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ہے۔ عرش و فرش، جنت و طوبیٰ میں آپ کا چرچا ہے۔

بہت اختصار کے ساتھ چھبیس آیتیں پیش کی گئیں ورنہ حضور ﷺ کی فضیلت

Marfat.com

مطلقہ بہت زیادہ آیتوں سے ثابت ہے۔

احادیث کی روشنی میں

حضور امام المرسلین ﷺ کی افضلیت کی بے شمار احادیث ہیں جن میں سے چند عرض کی جاتی ہیں۔

(۱):۔ حضور ﷺ اولادِ آدم کے سردار ہیں۔ قیامت میں اول حضور ﷺ کی ہی قبر انور کھلے گی۔ پہلے شفیع حضور ﷺ ہی ہیں۔

﴿مسلم ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل﴾

(۲):۔ حضور ﷺ کی اُمت تمام اُمتوں سے زیادہ ہے اور جنت میں سب سے پہلے حضور ﷺ ہی تشریف لے جائیں گے۔

﴿مسلم ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل﴾

(۳):۔ حضور ﷺ کے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں۔ تمام روئے زمین حضور ﷺ اور آپ کی اُمت کے لئے مسجد بنائی گئی۔ حضور ﷺ ساری خلق کے نبی ہیں۔ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ ﴿مسلم ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل﴾

(۴):۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیں خزائن زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔

﴿بخاری ☆ مسلم ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل﴾

(۵):۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت نبی تھے جب آدم علیہ السلام روح و جسم کے درمیان تھے۔ ﴿ترمذی ☆ مسلم ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل﴾

(۶):۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ ہمارے ہاتھ لواء الحمد ہوگا کہ اس جھنڈے کے نیچے آدم واولادِ آدم ہوں گے۔

﴿ترمذی ☆ مسلم ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل﴾

Marfat.com

(۷):۔آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں' موسیٰ کلیم اللہ ہیں' عیسیٰ روح اللہ ہیں' آدم صفی اللہ ہیں علیہم السلام۔ مگر ہم حبیب اللہ ہیں' ہم شفیع المذنبین ہیں' ہم ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے' ہم اللہ کے نزدیک سارے اوّلین و آخرین سے افضل ہیں۔

﴿ترمذی ☆ دارمی ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل﴾

مشکوٰۃ شریف کی شرح ''مرقاۃ'' میں ہے کہ خلیل مرید ہے' حبیب مراد' خلیل سالک ہے حبیب مجذوب' خلیل طالب ہے حبیب مطلوب۔ خلیل وہ جو رب کی رضا چاہے' حبیب وہ کہ رب اس کی رضا چاہے' اس لئے فرمایا گیا کہ ابراہیم خلیل ہیں اور ہم حبیب۔ ﴿مرقاۃ﴾

(۸):۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب لوگ اٹھیں گے تو سب سے اوّل ہم ہوں گے' جب چلیں گے تو سب کے پیشواء ہم ہوں گے' جب سب خاموش ہوں گے تو ہم کلام فرمائیں گے' جب سب محبوس ہوں گے تو ہم شفاعت کریں گے' جب سب مایوس ہوں گے تو ہم خوشخبری دیں گے۔ اس دن کنجیاں اور حمد کا جھنڈا ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔

﴿ترمذی ☆ دارمی ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل﴾

(۹):۔عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سارے انبیاء اور سارے آسمان والوں پر بزرگی دی۔

﴿ترمذی ☆ دارمی ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل﴾

(۱۰):۔ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت موجود ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ ﴿ترمذی ☆ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین

Marfat.com

دوسری فصل

عقل کا تقاضا بھی ہے کہ حضور ﷺ حضرات انبیاء سے افضل ہوں کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور ہمارے حضور ﷺ کے لئے نبیوں سے عہد و پیان لئے۔ اس سجدہ اور اس میثاق میں کئی طرح سے فرق ہے۔

ایک یہ کہ سجدہ صرف فرشتوں نے کیا یہ عہد و پیان نبیوں نے کیا' انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں۔

دوسرے یہ کہ سجدہ عمل تھا اور یہ میثاق عقیدہ' عقیدہ عمل سے اعلیٰ ہوتا ہے۔

تیسرے یہ کہ سجدہ ایک وقتی چیز تھی اور یہ عہد و میثاق دائمی چیز' اس لئے فرشتے آدم علیہ السلام کے اُمتی نہ بن گئے مگر تمام انبیاء حضور ﷺ کے اُمتی بن گئے۔ بعض تو بلاواسطہ جیسے حضرت خضر و الیاس و عیسیٰ علیہم السلام اور بعض بالواسطہ جیسے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام۔ ان بزرگوں نے معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ بہ لَتُؤْمِنُنَّ کی عملی تفسیر تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں۔ یہ نصرت و مدد کی عملی تفسیر ہے۔ مسجود الیہ ساجد کا نبی نہیں ہو جاتا۔ کعبہ ہمارا مسجود الیہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ' حضرت یعقوب علیہ السلام کے مسجود لہٗ تھے' مگر نہ کعبہ ہمارا نبی ہے نہ حضرت یوسف علیہ السلام ' حضرت یعقوب علیہ السلام کے نبی بن گئے۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا مگر ہمارے حضور ﷺ پر تمام خلق سے درود بھجوایا بلکہ رب تعالیٰ بھی ان درود بھیجنے والوں میں شریک ہے۔ یہ درود اُس سجدے سے افضل ہے۔

فائدے

اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ:۔ رب تعالیٰ نے سب نبیوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہد لیا کہ حضور

Marfat.com

ﷺ کو پائیں تو ان پر ایمان لائیں نہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی اور کا۔ اس کے چند دلائل ہیں۔

(۱):۔ قرآنِ کریم میں جہاں کہیں رسول بغیر قرینہ اور بغیر قید آتا ہے' اُس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مراد ہوتے ہیں' جیسے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ۔ ﴿پ ۱۱' سورۃ التوبہ: ۱۲۸﴾ یا

بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔

اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا۔ ﴿پ ۴' سورۃ آل عمران: ۱۶۴﴾ وغیرہ

ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا۔

یہاں چونکہ رسول بغیر قرینہ ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مراد ہیں۔

(۲):۔ اس آیت میں رسول کی صف بیان کی کہ وہ ساری کتابوں کی تصدیق کریں گے۔ یہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی صفت ہے کیونکہ کسی پیغمبر نے ساری کتابوں کی تصدیق نہ کی۔ جگہ جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرمایا گیا "مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ"

(۳):۔ نبیوں پر واجب نہ تھا کہ اپنے ہم زمانہ پیغمبروں پر ایمان لائیں اور ان کے اُمتی بن جائیں' دیکھو حضرت حضرت موسیٰ' حضرت ہارون علیہما السلام ہم زمانہ ہیں۔ حضرت ابراہیم' حضرت لوط' حضرت اسمٰعیل' حضرت اسحاق علیہم السلام ہم زمانہ ہیں۔ ایسے ہی حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہم زمانہ ہیں۔ ان میں سے کوئی کسی پر ایمان نہ لایا بلکہ بعض بادشاہ ہوئے' بعض وزیر۔ حضور ﷺ ہی کی صفت ہے کہ جو نبی آپ ﷺ کا زمانہ پائے آپ ﷺ کا اُمتی بن جائے' جیسا کہ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ سے معلوم ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام' حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت خضر علیہ السلام نہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُمتی بنے نہ آپ کے مطیع' بلکہ آپ سے عرض

Marfat.com

کیا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے اور پھر آپ نے جتنے کام کئے وہ شریعت موسوی کے خلاف تھے، جیسے کشتی توڑنا، بے قصور بچہ کو ہلاک کر دینا وغیرہ۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی شریعت کے مطابق آپ پر اعتراض کئے تو آپ نے رخصت تو فرمادیا مگر دین موسوی کی پیروی نہ کی، مگر اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں، بیعت رضوان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر گئے ہیں۔

(۴):- اگر ہر نبی کا اپنے ہم زمانہ پر ایمان لانا واجب ہوتا تو دور لازم آتا۔ اس لئے کہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تو حضرت لوط علیہ السلام کے اُمتی بنتے اور حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وغیرہ، اور یہ باطل ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ یہ عہد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لیا گیا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطاع ہیں اور سب مطیع۔

دوسرا فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب نبیوں کے مصدق ہیں کسی کے مبشر نہیں۔ جیسا کہ "مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ" سے معلوم ہوا اور بظاہر ہے کہ تصدیق کرنے والا مُصَدِّقِیْن کے بعد ہوتا ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے مصدق نہ ہوتے بلکہ مبشر ہوتے، پھر دیگر انبیاء میں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کیا فرق ہوتا۔

تیسرا فائدہ:۔ ہندوستان اصل میں اسلامستان ہے کہ پہلے پیغمبر یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان ہی میں اُترے۔ اب بھی حضرت شیث ابن آدم علیہما السلام کا مزار شریف اجودھیا ضلع فیض آباد میں موجود ہے۔ میں نے خود زیارت کی اور تاریخ اجودھیا میں اِس قبر کا تاریخی ثبوت بھی دیا گیا ہے۔ نیز علماء و مشائخ اور علم و معرفت کے لحاظ سے یہ ملک دیگر اسلامی ممالک سے پیچھے نہ رہا۔ اسے ہندوستان کہنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسلامی سلاطین غزنوی وغیرہ یہاں آئے تو انہوں نے یہاں ڈکیتی وچوری دیکھی۔ اسلامی ممالک میں اسلامی سزائیں رائج ہونے کی وجہ سے ان جرموں

Marfat.com

کا نام ونشان نہ تھا اس لئے انہوں نے اسے ہندوستان کہا۔ فارسی میں ہندو چور وڈا کو کو کہتے ہیں اور ستان بمعنی جگہ۔

چوتھا فائدہ:۔ نبی، رسول و مرسل سے عام ہے کہ ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا لازم نہیں جیسا کہ انبیین سے معلوم ہوا۔ رب تعالیٰ نے سارے نبیوں سے عہد لیا جس میں رسول و مرسل بھی داخل ہیں۔

پانچواں فائدہ:۔ اہم اقرار میں صرف ہاں یا جی ہاں کافی نہیں بلکہ صاف الفاظ کہنا چاہئیں، جیسا کہ اَقْرَرْنَا سے معلوم ہوا۔ اسی لئے نکاح کے وقت شوہر سے کہلواتے ہیں کہ میں نے قبول کیا، صرف جی ہاں پر کفایت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہاں اور جی ہاں کے معنی لہجہ وغیرہ بدلنے سے بدل جاتے ہیں کہ بجائے اقرار کے انکار بن جاتا ہے۔ اُمت کا نبی کے ساتھ روحانی نکاح ہو جاتا ہے۔ یہ نکاح موت سے بھی نہیں ٹوٹتا، نکاح کے معنی ہیں ملنا۔

چھٹا فائدہ:۔ گواہی پر گواہی دُرست ہے، جیسا کہ وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ۔ ﴿پ ۳، سورۂ ال عمران: ۸۱﴾ سے معلوم ہوا رب تعالیٰ کی گواہی ان حضرات کی گواہی پر تھی۔

ساتواں فائدہ: محفل میلاد شریف سنّتِ الٰہیہ ہے۔ دیکھو مجلسِ میثاق میرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل تھی جس میں حق تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد فرمانے والا اور بزمِ انبیاء سننے والی تھی۔ نبوت کی شیرینی اس مجلس کا تبرک تھا جو بقدرِ قابلیت انبیاء کو تقسیم ہوا۔ خیال رہے کہ ذکرِ ولادت ہی کا نام محفلِ میلاد ہے خواہ آئندہ کے لحاظ سے ہو یا گزشتہ زمانے کے اعتبار سے۔

آٹھواں فائدہ: کوئی شخص کسی مرتبہ پر پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنی نہیں ہو سکتا اور آپ کے احکام سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جناب خلیل و مسیح علیہما السلام تمام انبیاء کرام پر

Marfat.com

آپ کی اطاعت لازم فرمائی جارہی ہے۔

نواں فائدہ:۔ ہر مسلمان کو بقدرِ طاقت دینی خدمت کرنی چاہیے۔ مسجد کی، علم کی خدمت حضور ﷺ ہی کی خدمت ہے، جیسا کہ "وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" سے معلوم ہوا۔

دسواں فائدہ:۔ حضور ﷺ کی نافرمانی کرنے والا نہ سید ہے، نہ عالم، نہ پیر، نہ مسلمان کہ جب حضور ﷺ کی مخالفت سے نبی نہیں رہتے تو اس کے ہوتے ہوئے مسلمان کیسے رہے گا۔ ﴿تفسیر نعیمی﴾

اس حقیقت سے ہر شخص باخبر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل اور اس کی سب سے بڑی نعمت رسولِ اکرم نورِ مجسم ﷺ کی ولادتِ مبارکہ اور بعثتِ طیبہ ہے، اور آپ کی ولادت و بعثت پر مسرت و شادمانی کے اظہار کا نام عید میلاد النبی ﷺ ہے جو حقیقت میں مومنوں کی حقیقی عید ہے کیونکہ دُنیا و آخرت کی تمام عیدیں اسی صبح عید کی مرہونِ منت ہیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جمعہ کہ تھا عید اہل عبادت کے لئے
مجرموں آؤ یہاں عید دوشنبہ دیکھو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ملتی ہیں

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﴿پ ۱۰ سورۃ توبہ: ۵۹﴾

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا۔

تشریح:۔ معلوم ہوا کہ دُنیاوی نفع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہو جانا اور نفع نہ ہونے کی صورت میں ناراض ہو جانا منافق کی خاص نشانی ہے۔ ایسا آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا بلکہ اپنے نفس پر ایمان لایا ہے۔ یہ کتے سے بدتر ہے کہ کتا مالک کی مار کھا کر بھی اُس کا دروازہ نہیں چھوڑتا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ و رسول نے ہمیں ایمان دیا' درزخ سے بچایا وغیرہ وغیرہ۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ و رسول دیتے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے بلکہ جو اللہ دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیتا ہے۔ مال ملے یا نہ ملے اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہم کو کافی ہے' یہ مومن کی علامت ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی ہر نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی عطاء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا بغیر کسی قید کے مذکورہ ہوئی۔ ﴿تفسیر نور العرفان﴾

Marfat.com

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

﴿پ ۱۰ سورۃ توبہ: ۷۴﴾

اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

شانِ نزول:- غزوۂ تبوک کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے منافقین کے بُرے انجام کا ذکر فرمایا تو ایک شخص جلاس نے کہا کہ اگر حضور سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہوئے۔ عامر ابن قیس نے یہ خبر حضور ﷺ کے گوش گزار کر دی۔ حضور ﷺ نے جلاس سے پوچھا' وہ قسم کھا گیا کہ میں نے یہ نہیں کہا بلکہ عامر نے مجھ پر تہمت باندھی ہے۔ پھر عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے سچ کہا ہے اور عامر نے دُعا کی کہ مولا سچے کی تصدیق فرما دے۔ اُس وقت یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ روایت میں ہے کہ جلاس نے توبہ کر لی اور مخلص مومن بن گیا۔ (خزائن العرفان)

حضور ﷺ کی خبر میں شک کیا اور اُسے اگر مگر سے بیان کیا یعنی ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے بعد ظاہری کافر بھی ہو گئے کیونکہ منافقین درحقیقت تو پہلے ہی کافر تھے۔ جلاس نے عامر کے قتل کی کوشش کی مگر نہ کر سکا۔ ظاہر ہے کہ فضلہ کی ضمیر رسول کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ رسول قریب ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

پہلے یہ کہ حضور ﷺ ایسے غنی ہیں کہ دوسروں کو بھی غنی فرما دیتے ہیں' جو انہیں فقیر کہے وہ بے ادب اور بدنصیب ہے۔ اگر توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی" ﴿پ ۳۰' سورۃ الضحیٰ: ۸﴾

رب انہیں غنی کر چکا۔

دوسرے یہ کہ کسی کا اللہ' رسول پر کچھ حق نہیں' انہوں نے جسے جو دیا اپنے فضل سے دیا۔ رب کی مخلوق آپ ﷺ کے در کی بھکاری ہے۔

Marfat.com

تیسرے یہ کہ بے ایمان، اللہ رسول کی نعمتیں پاکر سرکش ہو جاتے ہیں۔

﴿پ، سورۃ ، آیت نمبر ۹/۷۴﴾ (تفسیر نور العران﴾

چوتھے یہ کہ یہ کہنا جائز ہے کہ رسول نعمتیں دیتے ہیں۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ۔

﴿پ۲۲، سورۃ الاحزاب: ۳۷﴾

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

تشریح:۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ ورسول نے ہم کو یہ نعمت دی یا اللہ ورسول نے ہمیں غنی کر دیا۔

غور کیجئے منعم حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے مگر آیت بالا میں بھی حضور ﷺ کو نعمت دینے والا قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور برکتیں حضور ﷺ ہی کے وسیلہ اور صدقہ سے ملتی ہیں اور ملتی رہی گی۔ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ حُصَیْنٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بُعِثْتُ قَاسِمًا اُقَسِّمُ بَیْنَکُمْ وَقَالَ سُلَیْمَانُ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اُقَسِّمُ بَیْنَکُمْ۔ ﴿مسلم شریف جلد سوم﴾

حصین نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور سلیمان نے کہا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

تشریح:۔ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میں قاسم ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دینی اور دُنیاوی خزانے لیتا ہوں اور آگے تقسیم کرتا ہوں۔

Marfat.com

راوی:- اس حدیث پاک کے نضر، شعبہ، حصین، سلیمان، ابوسعید الجح، وکیع، اعمش، سالم بن ابی الجعد، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم راوی ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحاء تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

(از اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

تبرکات کی تعظیم کرنا

"تبرکات" یعنی بال ولباس وغیرہ کو بوسہ دینا' ان کی تعظیم کرنا مستحب ہے۔ احادیث اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ تبرکاً چند احادیث تحریر کی جاتی ہیں:

(۱):۔عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

﴿ترمذی شریف جلد دوم ☆ مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین فصل دوم﴾

ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ پر کب سے نبوت واجب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام کی روح اور جسد تیار ہو رہا تھا۔

(۲):۔عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِلشَّیْطَانِ اَنْ یَّتَشَبَّہَ بِیْ

﴿حدیث مسلم شریف جلد سوم کتاب الرویاء﴾

ترجمہ:۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے بیشک دیکھا اِس لئے کہ شیطان کی یہ طاقت نہیں کہ وہ میری صورت میں ہو سکے۔

(۳):۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا صَلَّی الْغَدَاۃَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَۃِ بِاٰنِیَتِھِمْ فِیْھَا الْمَاءُ فَمَا یُؤْتٰی بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہٗ فِیْھَا فَرُبَّمَا جَآءُ ہٗ فِی الْغَدَاۃِ الْبَارِدَۃِ فَیَغْمِسُ یَدَہٗ فِیْھَا ﴿مسلم شریف جلد سوم کتاب الفضائل﴾

Marfat.com

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لے کر آتے پھر جو برتن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اُس میں ڈبو دیتے اور بسا اوقات شدتِ سردی میں بھی یہ اتفاق پیش آجاتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اُس میں ڈبو دیتے۔

(۴):- عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُهٗ وَ اَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ

﴿مسلم شریف جلد سوم کتاب الفضائل﴾

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کا سر بنا رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع تھے وہ چاہتے تھے کوئی بال زمین پر نہ گرے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔

بزرگانِ دین کے بال ولباس وجمیع تبرکات کی تعظیم کرنا' ان سے جنگ' مصائب وغیرہ میں امداد حاصل کرنا قرآنِ کریم سے ثابت ہے' ملاحظہ فرمائیں:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْکِهٖ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ ﴿پ۲' سورۃ البقرہ:۲۴۸﴾

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ علیہ السلام اور معزز ہارون علیہ السلام کے ترکہ کی اُٹھاتے لائیں گے اُسے فرشتے۔

تشریح:- بنی اسرائیل سے اُن کے نبی نے فرمایا: طالوت کی بادشاہی کی نشانی

Marfat.com

یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں' معزز حضرت موسیٰ اور معزز حضرت ہارون علیہ السلام کے ترکہ کی' جنہیں فرشتے اُٹھا کر لائیں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن' تفسیر روح البیان' تفسیر مدارک اور جلالین وغیرہم نے لکھا ہے کہ تابوت ایک شمشاد کی لکڑی کا صندوق تھا جس میں انبیاء کی تصاویر (یہ تصاویر کسی انسان نے نہ بنائی تھیں بلکہ قدرتی تھیں)' ان کے مکانات شریفہ کے نقشے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا' کپڑے نعلین شریف' حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اوران کا عمامہ وغیرہ تھا۔ بنی اسرائیل جب دشمن سے جنگ کرتے تو برکت کے لئے اس کو سامنے رکھتے تھے' جب اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تو اس کو سامنے رکھ کر دُعا کرتے تھے۔ بخوبی ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین کے تبرکات سے فیض لینا' ان کی عظمت کرنا طریقہٗ انبیاء ہے۔ ﴿جاءالحق﴾

پارہ ۱۲' سورۂ یوسف زیرِ آیت فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ ﴿پ۱۲' سورۃ یوسف:۱۵﴾ کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیوں کے ساتھ بھیجا تو اُن کے گلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قمیض تعویذ بنا کر ڈال دی' تاکہ محفوظ رہیں۔

سارے پانی رب کے پیدا کئے ہوئے ہیں مگر آبِ زم زم کی تعظیم اس لئے ہے کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم شریف سے پیدا ہوا۔

ایک پتھر کو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت ہوئی تو اُس کی عزت یہاں تک بڑھ گئی کہ رب تعالیٰ نے فرمایا: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ﴿پ۱' سورۃ البقرہ:۱۲۵﴾ سب کے سر اُدھر جھکا دے۔ ﴿جاءالحق﴾

﴿تبرکات کے ثبوت میں ہماری کتاب شافیہ کافیہ پڑھیں﴾

Marfat.com

نورِ مصطفیٰ ﷺ

تخلیق نورِ مصطفیٰ ﷺ

کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں ابوموسیٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت ذکر کی ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کا نورِ مقدس جمیع موجودات سے کافی عرصہ پہلے اللہ تعالیٰ نے موجود فرمایا۔ تب فراشانِ قدرت نے فضاء قربت میں اُس نور کے لئے ایک بساط مرتب فرمایا اور اُس بساط پر اللہ جل شانہ، کی توفیق سے آنحضرت ﷺ کے نورِ مقدس نے طواف کیا اور اس عالم الغیب میں کافی مدت تک طواف میں مشغول رہے' حتیٰ کہ اللہ جل شانہ، کی طرف سے آپ کے نورِ مقدس کو سجدہ کا حکم نازل ہوا۔ تب اس نورِ مقدس سے اس عالم الغیب کے تین سو سال ''جس کا ایک دن ہمارے جہان کے ایک ہزار برس کے برابر ہے'' نورِ مقدس نے سجدہ میں یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ الْعَلِيْمِ الَّذِیْ لَا یَجْهَلُ سُبْحَانَ الْعَلِيْمِ الَّذِیْ لَا یَعْجَلُ
سُبْحَانَ الْجَوَّادِ الَّذِیْ لَا یَبْخَلُ

ازاں جملہ وہ روایت معتبر اور مشہور ہے جس کو امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''بحر العلوم'' میں درج کیا ہے' بیان کی جاتی ہے' وہ یہ ہے کہ حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کا نور تمام موجودات سے بہت پہلے پیدا ہوا تو اس نور کے لئے بارہ حجاب مرتب ہوئے اور ہر حجاب میں جس قدر کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور تھا وہ نور پُر سرور رہا' چنانچہ:

Marfat.com

پہلے حجابِ قدرت میں بارہ ہزار برس اس تسبیح میں مشغول رہا:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

دوسرے حجابِ عظمت میں گیارہ ہزار برس یہ تسبیح کہتا رہا:

سُبْحَانَ عَالِمِ السِّرِّ وَاَخْفٰی

تیسرے حجابِ سنت میں دس ہزار برس یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ الرَّفِیْعُ الْاَعْلٰی

چوتھے حجابِ رحمت میں نو ہزار برس یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

پانچویں حجابِ سعادت میں آٹھ ہزار برس یہ تسبیح یاد کی:

سُبْحَانَ مَنْ هُوَ دَائِمٌ لَا یَسْهُمُ

چھٹے حجابِ میں سات ہزار برس یہ تسبیح پڑھی:

سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِیٌّ لَا یَفْتَقِرُ

ساتویں حجابِ منزلت میں چھ ہزار برس یہ تسبیح یاد کی:

سُبْحَانَ الْعَلِیْمِ الْحَلِیْمِ

آٹھویں حجابِ ہدایت میں پانچ ہزار برس اس ورد میں شغل اختیار فرمایا:

سُبْحَانَ ذِی الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ

نویں حجابِ نبوت میں چار ہزار برس یہ ذکر کیا:

سُبْحَانَ رَبِّكَ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ

دسویں حجابِ رفعت میں تین ہزار برس یہ تسبیح خوانی کی:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ

گیارہویں حجابِ ہیبت میں دو ہزار برس یہ ورد کیا:

Marfat.com

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

اور بارھویں حجابِ شجاعت میں ایک ہزار برس یہ ذکر کیا:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم

جب ان حجابوں کو طے فرمایا تو دس نورانی دریاؤں میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مقدس کو گزارا گیا۔

پہلے نورانی دریائے شفاعت میں ہزار برس تک ربی ربی کہتے ہوئے تیرتے رہے۔

دوسرے دریائے نصیحت میں دو ہزار برس تک الٰہی الٰہی کہتے ہوئے تیرتے رہے۔

تیسرے دریائے شکر میں تین ہزار سال تک یا سیّدی یا سیّدی کہتے ہوئے پھرتے رہے۔

چوتھے دریائے صبر میں چار ہزار برس تک یَا اَحَدُ یَا اَحَدُ کہا۔

پانچویں دریائے سخاوت میں پانچ ہزار برس یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ کہا۔

چھٹے دریائے انابت میں چھ ہزار برس یَا فَرْدُ یَا فَرْدُ کہا۔

ساتویں دریائے یقین میں سات ہزار برس یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ پڑھا۔

آٹھویں دریائے حلم میں آٹھ ہزار برس غوطہ لگایا اور یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ کہا۔

نویں دریائے قناعت میں نو ہزار برس گم رہ کر یَا رَؤُفُ یَا رَؤُفُ پڑھا

اور دسویں دریائے محبت میں دس ہزار برس تک تیرتے ہوئے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ یَا اللّٰہُ یَا کَرِیْمُ پڑھا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دریائے محبت کے کنارے پر نور کے دس بساط پیدا فرمائے، اُن میں سے ہر ایک بساط کی وسعت اور فراخی ساتوں آسمانوں اور زمینوں

Marfat.com

سے ستر گنا زیادہ تھی۔ پھر ایک بساط پر سات سو مقامات مقرر کیئے گئے۔ توحید... معرفت... ایمان... اسلام... خوف... رجا... شکر... صبر... خضوع... خشوع... انابت... خشیت... ہیبت... حیرت... قناعت... تفویض... اور ارادت اور ایسے دیگر مقامات جن کا آخری مقام محبت ہے۔ ان مقامات میں سے ہر ایک مقام میں حضرت سید عالم ﷺ کا نور ایک ایک ہزار برس ٹھہرا رہا۔

جب ان سات سو مقامات کو عبور فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے میرے حبیب کے نور! میں کون ہوں؟ تو الہام پا کر عرض کی کہ تو میرا اللہ ہے' پیدا کرنے والا' اور فنا کرنے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب کے نور! تو نے مجھے پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ اب میری اس طرح عبادت کر جیسا کہ عبادت کرنے کا حق ہے تا کہ سب خلائق کو علم ہو۔ خوب پہچاننے کی علامت خوب عبادت کرنا ہے۔ پھر وہ نور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوا اور پورے سترہ ہزار برس قیام میں رب تعالیٰ کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنی ذات سے نور کا عطیہ آپ کو بخشا تو نورِ محمدی ﷺ بہ سبب اس عنایت الٰہی کے سجدۂ تہنیت بجالایا اور بہ سبب سجدہ کے حق تعالیٰ کی نظر خاص متوجہ ہوئی اور اس سعادت کی وجہ سے خصوصیت زیادہ نصیب ہوئی۔ اس سجدہ کے باعث سیّد عالم ﷺ اور آپ کی اُمت پر صبح کی نماز فرض ہوئی۔ پھر اس نورِ مقدس نے سترہ ہزار برس قیام کیا اور عطیہ الٰہی کی خلعت سے مشرف ہو کر سجدہ کیا تو آپ پر اور آپ کی اُمت پر ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ پھر قیام کر کے سجدہ سے سرفراز ہوئے تو عصر کی نماز فرض ہوئی۔ پھر قیام اور سجدہ کیا تو مغرب کی نماز فرض ہوئی۔ پھر قیام کر کے سجدہ کیا تو عشاء کی نماز فرض ہوئی۔

پھر اس نورِ مبارک نے دوگانہ نفل کی ادائیگی کی توفیق پائی مگر اس دوگانہ کو کئی ہزار برس میں ادا کیا۔ جیسا کہ منقول ہے کہ تکبیر تحریمہ ہزار برس اور قیام ہزار برس اور رکوع

Marfat.com

ہزار برس اور قومہ ہزار برس اور ہر سجدہ ہزار ہزار برس اور ہر جلسہ ہزار ہزار برس میں ادا فرمایا اور دوسری رکعت اسی طرح ادا فرمائی اور تشہد میں ہزار برس اور ہر ہر سلام میں ہزار ہزار برس صرف ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب کے نور تیری عبادت قبول ہے اب میرے دربار سے جو چاہو طلب کرو۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا کی: الٰہی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے ایک قوم کا پیشوا کرے گا اور اُن کو میری اُمت اور میرے تابع بنائے گا اور عبادت فرض کرائے گا اور بہ مقتضائے بشریت اُن سے ادائیگی عبادات میں قصور ہوگا۔ آج کے دن میں اپنی عبادت اپنی اُمت کے کام میں صرف کر کے اُن کے لئے مغفرت کی خلعت چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب کے نور! جو انعام اس دُعا میں طلب کیا مجھے بہت پسند ہے۔ تب خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک عنایات اور نوازشاتِ خداوندی کا مشاہدہ کر کے خوش وخرم ہوا اور آپ کو پسینہ آیا اور نور کے چند قطرات مترشح ہوئے۔ حق تعالےٰ نے ایک قطرہ کو منظورِ نظر خاص بنایا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار قسم بنا کر ہر ایک قسم سے ایک ایک پیغمبر کی روح پیدا فرمائی اور دوسرے قطرے کے دس حصے بنائے۔ ایک سے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے سے حضرت میکائیل علیہ السلام اور تیسرے سے حضرت اسرافیل علیہ السلام اور چوتھے سے حضرت عزرائیل علیہ السلام اور پانچویں سے حاملین عرش اور چھٹے سے رضوان اور ساتویں سے ساکنانِ عرش اور آٹھویں سے دردائیل علیہ السلام اور نویں سے حضرت راس الہدیٰ علیہ السلام پیدا کئے اور دسویں کے دس حصے بنا کر عرش، کرسی، لوح، قلم، آفتاب، ماہتاب، ستارے، بہشت اور رضوان کے آٹھوں خلفاء اور ہر ہر خلیفہ کے آٹھ آٹھ ہزار خادم فرشتے پیدا کئے اور دسویں حصے سے ایک جوہر جس کا طول وعرض چار چار ہزار برس کی راہ تھا پیدا فرمایا۔

Marfat.com

اس جوہر کو نظر ہیبت سے دیکھا تو وہ جوہر ہیبت الٰہی سے بیقرار ہو کر نصف پانی اور نصف آگ ہو گیا۔ پھر اس پانی سے دریا بہہ پڑے اور ان دریاؤں کی امواج سے ہوا پیدا ہوئی۔ اس آگ کو پانی پر غالب کیا تو وہ پانی جوش میں آیا تو اس سے جھاگ پیدا ہوئی جو زمین بن گئی۔ جو بخارات اوپر اُٹھے وہ آسمان بن گئے۔ جب زمین لرزہ سے بیقرار ہوئی تو پہاڑوں کو میخیں بنا دیا۔ جب برقِ عزت پہاڑوں پر گری تو اُس سے معدن اور کانیں پیدا ہوئیں۔ لوہا جب پتھر سے ٹکرایا تو دوزخ پیدا ہوئی۔ اس کے بعد زمین کو پھیلایا تا کہ وحوش' پرندے' درندے' گزندے' چار پائے اور آدمی بہ سہولت زندگی گزار سکیں۔ پھر زمین کو سات طبقے بنایا اور ہر طبقے سے ایک مخلوق کو آباد فرمایا اور جنات کو زمین پر تصرف عطا فرمایا اور بہشت کو ہفت افلاک سے اوپر اور دوزخ کو تحت الثریٰ سے نیچے متمکن کیا۔ جہان میں روشنی اور حساب کے لئے سورج' چاند اور ستاروں کو چمکایا۔ روشنی اور تاریکی کے مواد سے دن اور رات کو پیدا فرمایا۔

﴿معارج النبوت جلد اوّل ☆ ریاج الازہار باب ۳﴾

نور کی جلوہ گری

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور عرش کی داہنی طرف اٹھارہ ہزار برس جلوہ گر رہا اور تسبیح و تقدیس الٰہی میں محو رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ زمین پر جا اور مزار مبارک کی جگہ سے کچھ خاکِ پاک اس نور صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گھوارہ بنانے کے لئے لا۔ حسب الحکم حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر نازل ہوئے اور خدائی پیغام سنایا۔ زمین نہایت شوق و ذوق کے باعث وجد میں آئی اور اس سے خاکِ پاک کا ایک مثقال لے کر اپنے مقام پر آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! بہشت میں سے قدرے کافور' مشک' زعفران' سنبل' ماء معین' آبِ سلسبیل اور شرابِ تسنیم لا کر اس

Marfat.com

خاکِ پاک سے ملا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حکمت دریافت کی تو ارشاد ہوا کہ کافور سے ہڈیاں اور زعفران سے رگ اور مشک سے خون اور سنبل سے بال اور ماء معین سے لب و دہان اور سلسبیل سے نطق اور شرابِ تسنیم سے جسدِ ظاہری اس بادشاہِ دو جہان کا بناؤں گا اور اس سے فخرِ بنی آدم کو سخن گوئے عالم اور شفیع تمام خلائق کا بناؤں گا۔ تب کار پردازانِ قضاء و قدر نے ایک گوہر مانند نورانی قندیل کے خاکِ مطہر اور اشیائے معطر سے مرتب کر کے اس نورِ مقدس کا مہد بنایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا: اے جبرائیل! اس لعلِ شب افروز کو طبقاتِ سمٰوات کے گرد پھرا اور ارکانِ ملکوت پر جلوہ دے اور جوئے بار بہشت میں رونق دلا اور پکار کر کہہ:

هٰذَا طِيْنَةُ حَبِيْبِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَشَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ

حبیب رب العٰلمین اور گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے کا یہ قالب مبارک ہے۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام حکم بجالائے اور اس قندیلِ مقدس کو ساقِ عرش سے معلق کیا، حتیٰ کہ وہ نورِ مقدس اس نورانی قندیل میں جلوہ گر ہو گیا۔

چمکتا ہوا ستارہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سَاَلَ جِبْرِيْلُ كَمْ عُمْرُكَ مِنَ السِّنِيْنَ فَقَالَ لَسْتُ اَعْلَمُ غَيْرَ اَنَّ فِى الْحِجَابِ الرَّابِعِ نَجْمًا يَطْلَعُ فِىْ كُلِّ سَبْعِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ رَئَيْتُهٗ اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ اَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَعِزَّةِ رَبِّىْ اَنَا ذَالِكَ الْكَوْكَبُ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِىْ تَارِيْخِهٖ)

﴿روح البیان جلد اوّل ☆ سیرت حلبیہ جلد اوّل﴾

Marfat.com

سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال فرمایا کہ تمہاری کتنی عمر ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آقا میں بہت زیادہ مفصل اپنی عمر کا اندازہ نہیں جانتا' البتہ اس قدر جانتا ہوں کہ حجاب رابع چوتھے پردہ میں ایک ستارہ جو ستر (۷۰) ہزار برس کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا تھا میں نے اُس ستارہ کو بہتر (۷۲) ہزار بار طلوع ہوتے دیکھا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم ہے وہ ستارہ میں ہی تھا۔

روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آقا اب اس وقت اُس ستارہ کے ظہور کا زمانہ ہے مگر اُس کے عدم ظہور کا باعث آپ کا عالم عناصر میں جلوہ افروز ہونا ہے۔ مگر یہ تو ارشاد فرمائیے کہ وہ ستارہ اتنی مدت تک غائب ہو کر کہاں جاتا تھا۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے جواب دیا جب میرا نور قیام کرتا تو نظر آتا اور جب سجدہ سے شرف پاتا تو نظر سے غائب ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى۔ ﴿پ ۲۷' سورۃ النجم:۱﴾

قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ (چشم زدن میں شب معراج اوپر جا کر) نیچے اُترے۔

قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدُ الصَّادِقُ النَّجْمُ مُحَمَّدٌ ﷺ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "النجم" سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔

تو آیت کا مفہوم یوں ہوگا' قسم ہے ستارۂ وجودِ محمد کی جبکہ خدا کے سامنے سجدہ کے لئے جھکتے تھے' یا "نجم" سے مراد حضورِ انور ﷺ ہیں اور "ھوٰی" سے مراد آپ ﷺ کا معراج سے واپس آنا ہے۔ ﴿سرور العباد فی بیان المیلاد ☆ خصائص الکبریٰ﴾

Marfat.com

نورِ محمدی ﷺ کا عالم دُنیا میں جلوہ گر ہونا

(حضور ﷺ کا عدم سے وجود میں جلوہ گر ہونا خلقت محمدی ﷺ ہے اور اس دارِ دُنیا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیدا ہونا ولادتِ محمدی ﷺ ہے)

آئمہ اسلام سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی زبانِ فیض ترجمان ولسان معجز بیان سے خود فرماتے ہیں:

سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا۔

یہ بالاتفاق ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے پہلے اپنے نور سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور پیدا کیا اور آپ ﷺ کے نور سے تمام فرشتے' عرش وکرسی' لوح وقلم' بہشت ودوزخ' جن وانس اور ساری مخلوقات پیدا کی۔

جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا نورِ محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر ظہور کیا' ایسا کہ اُن کی پیشانی اس نور سے عرش تک چمکتی تھی' پھر حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے حضرت شیث علیہ السلام کی اور حضرت شیث علیہ السلام سے حضرت ادریس علیہ السلام کی اور حضرت ادریس علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام کی اور حضرت نوح علیہ السلام سے اسی طرح درجہ بدرجہ منتقل ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک پہنچا اور اُن سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو نصیب ہوا۔

اس کے بعد نسلاً بعد نسلاً عبدالمناف تک پہنچا' اس کے بعد حضرت ہاشم تک پہنچا جن کا اصل نام عمر تھا' جو حضور ﷺ کے پڑدادا تھے' اس واسطے حضور ﷺ کو ہاشمی کہتے ہیں۔ حضرت ہاشم سے آپ کا نور حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبدالمطلب سے حضور ﷺ کا نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا' جو حضور نبی کریم ﷺ کے والد محترم تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہوا' جو حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ محترمہ ہیں۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کا شجرہ نسب

محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُدّ بن اُدَد بن یسع بن ہمَیسَع بن سلامان بن نبت بن قیدار بن حضرت اسماعیل علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالخ بن عَیبَر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ اخنوخ بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام بن حضرت آدم علیہ السلام۔

آپ ﷺ کے والد محترم کی شادی مبارک

وہب بن عبدالمناف نے اپنی بی بی سے کہا کہ تم عبدالمطلب سے جا کے یہ بات کہو کہ میری بیٹی آمنہ سے تم اپنے بیٹے عبداللہ کا بیاہ کردو۔ تب اسی وقت ان کی بی بی نے عبدالمطلب سے جا کے یہ بات کہی کہ میری بیٹی آمنہ کا بیاہ اپنے بیٹے عبداللہ سے کردو۔ تب عبدالمطلب نے قبول کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیاہ سیدہ آمنہ علیہا السلام کے ساتھ کرادیا اور اپنے گھر میں رکھا اور قریش کی عورتیں جو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کی تمنا رکھتی تھیں وہ حضرت عبداللہ کے نکاح کی خبر سن کر غم میں اس کے سبب بیمار ہوگئیں۔ کہتے ہیں کہ اس غم میں چالیس عورتیں مرگئیں اور جو زیب و زینت اور پارسائی اور پرہیزگاری سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو تھی وہ قریش کی کسی عورت میں نہ تھی۔

ظہورِ قدسی

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جب اپنے سسر بزرگوار حضرت عبدالمطلب کے کاشانہ

Marfat.com

اقدس میں رونق افروز ہوئیں تو سرکارِ دوعالم ﷺ کا نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جبین سعادت سے منتقل ہو کر آپ رضی اللہ عنہا کے شکم طاہر میں قرار پذیر ہوا' لیکن یہاں بھی اس نور کی شان نرالی تھی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کے ایام بڑے آرام سے گزرے' جب وقت پورا ہو گیا تو وہی فرشتہ جس نے مجھے پہلے خوشخبری دی تھی وہ آیا اور اُس نے آ کر کہا:

قُوْلِیْ اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ

یہ کہو کہ میں اللہ واحد سے اس کے لیے ہر حاسد کے شر سے پناہ مانگتی ہوں

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات کو سرکارِ دوعالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی مَیں نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اُٹھے یہاں تک کہ میں اُن کو دیکھ رہی تھی۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور سید عالم ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ایک نور نکلا' جس نے سارے گھر کو بُقعۂ نور بنا دیا' ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ''الشفاء'' جن کی قسمت میں حضور ﷺ کی دایہ بننے کی سعادت رقم تھی' وہ فرماتی ہیں کہ جب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو حضور ﷺ کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر سہارا اور میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی رَحِمَكَ رَبُّكَ تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے شفا کہتی ہیں اس نورِ مجسم کے ظاہر ہونے سے میرے سامنے مشرق و مغرب میں روشنی پھیل گئی یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محلات کو دیکھا۔

حضرت شفاء کہتی ہیں جب میں لیٹ گئی تو اندھیرا چھا گیا اور مجھ پر رُعب اور

Marfat.com

کپکپی طاری ہوگئی اور میرے دائیں جانب سے روشنی ہوئی تو میں نے کسی کہنے والے کو سنا جو پوچھ رہا تھا اَیْنَ ذَهَبْتُ بہ ؟ تم اس بچے کو لے کر کہاں گئے تھے؟ جواب ملا' میں انہیں لے کر مغرب کی طرف گیا تھا' پھر وہی اندھیرا' وہی رعب اور وہی لرزہ مجھ پر لوٹ آیا' پھر میرے بائیں جانب سے روشنی ہوئی' میں نے سُنا کوئی پوچھ رہا تھا تم اسے کدھر لے گئے تھے' دوسرے نے جواب دیا میں انہیں مشرق کی طرف لے گیا تھا' اب دوبارہ نہیں لے جاؤں گا۔

یہ بات میرے دل میں کھٹکتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جو سب سے پہلے حضور ﷺ پر ایمان لائے۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے' آپ ﷺ کی ناف پہلے ہی کٹی ہوئی تھی۔

وہب بن زمعہ کی پھوپھی کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے حضرت عبدالمطلب کو اطلاع دینے کے لئے آدمی بھیجا۔ جب وہ خوشخبری سنانے والا پہنچا اُس وقت آپ حطیم میں اپنے بیٹوں اور اپنی قوم کے مَردوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو آپ کی خوشی و مسرت کی حد نہ رہی۔ آپ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ولادت کے وقت جو انوار و تجلیات دیکھے تھیں اور جو آوازیں سنی تھیں اُن کے بارے حضرت عبدالمطلب کو بتایا: حضرت عبدالمطلب' حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر کعبہ شریف میں گئے۔ وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعائیں کیں اور جو اِنعام اُس نے فرمایا تھا اُس کا شکریہ ادا کیا۔

Marfat.com

بوقت ولادت چرچے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری عمر ابھی سات آٹھ سال تھی' مجھ میں اتنی سمجھ بوجھ تھی کہ میں جو دیکھتا اور سنتا تھا وہ مجھے یاد رہتا تھا۔ ایک دن علی الصبح ایک اونچے ٹیلے پر یثرب میں ایک یہودی کو میں نے چیختے چلاتے ہوئے دیکھا۔ وہ یہ اعلان کرتا تھا:

''یَا مَعْشَرَ الْیَھُوْدُ فَاجْتَمِعُوْا اِلَیْہِ''

اے گروہِ یہود سب میرے پاس اکٹھے ہو جاؤ

وہ اس اعلان کو سن کر بھاگتے ہوئے اُس کے پاس جمع ہو گئے اور اُس سے پوچھا کہ بتاؤ کیا بات ہے؟ اُس نے کہا کہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس نے اس شب کو طلوع ہونا تھا' یہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات ہے۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے توریت میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت سے آگاہ کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہ نشانی بتادی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ ستارہ جو تمہارے نزدیک فلاں نام سے مشہور ہے جب اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو وہ وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ہوگا اور یہ بات بنی اسرائیل میں ایسی عام تھی کہ علماء ایک دوسرے کو بتاتے تھے اور اپنی آنے والی نسل کو اس سے خبردار کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ ان لوگوں سے روایت کرتی ہیں' جو ولادتِ باسعادت کے وقت موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مکہ میں ایک یہودی سکونت پذیر تھا' جب وہ رات آئی جس میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو اُس یہودی نے قریش کی ایک محفل میں جا کر پوچھا: اے

Marfat.com

قریش! کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ قوم نے اپنی بے خبری کا اظہار کیا۔ اُس یہودی نے کہا میری بات خوب یاد کرلو اِس رات اس آخری اُمت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قصبہ میں سے ہوگا اور اُس کے کندھے پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا۔

لوگ یہ بات سن کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے' ہر شخص نے اپنے گھر والوں سے پوچھا' انہیں بتایا گیا کہ آج رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ہے۔ جس کو محمد کے بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

لوگوں نے اُس یہودی کو آکر بتایا۔ اُس نے کہا کہ مجھے لے چلو اور مجھے وہ مولود دکھاؤ۔ چنانچہ وہ اُسے لے کر سیدہ آمنہ علیہا السلام کے گھر آئے۔ انہوں نے حضرت سیدہ آمنہ علیہا السلام سے کہا کہ ہمیں اپنا فرزند دکھاؤ۔ وہ بچے کو اُٹھا کر اُن کے پاس لے آئیں۔ اُنہوں نے اس بچے کی پشت سے کپڑا اُٹھایا۔ وہ یہودی بالوں کے اس گچھا کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا۔ جب اُسے ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوگیا تھا تو اُس نے بصد حسرت کہا کہ بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہوگئی۔ اے قبیلہ قریش! تم خوشیاں مناؤ۔ اس مولودِ مسعود کی برکت سے مشرق و مغرب میں تمہاری عظمت کا ڈنکا بجے گا۔

اس قسم کی بے شمار روایات ہیں جن میں علمائے اہل کتاب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی خوشخبریاں دی ہیں۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں میں اس رات کعبہ میں تھا' میں نے بتوں کو دیکھا کہ سب بت اپنی اپنی جگہ سے سربسجود سر کے بل گرے پڑے ہیں اور دیوارِ کعبہ سے یہ آواز آرہی ہے:

"وُلِدَ الْمُصْطَفٰى الْمُخْتَارُ الَّذِىْ تَهْلِكُ بِيَدِهِ الْكُفَّارُ وَيُطَهِّرُ مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَيَأْمُرُ عِبَادَةِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ"

﴿سیرت حلبیہ جلد اوّل﴾

Marfat.com

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک نور میں نے دیکھا کہ مجھ سے نکل کر آسمان پر گیا' اس کے بعد میں نے بہت خوبصورت کئی عورتیں دیکھیں۔ میں نے سمجھا کہ شاید یہ عبدالمناف کی بیٹیاں ہیں' میں بہت خوش ہوئی کہ وہ میرے کام کو آئی ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ وہ نہیں بلکہ کوئی اور اجنبی ہیں۔ میرے پاس آکے مجھ کو تسلی دینے لگیں۔ اُس وقت معلوم ہوا کہ بی بی مریم رضی اللہ عنہا اور آسیہ خاتون رضی اللہ عنہا دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہشت سے حوروں کو لے کے میری تہنیت کو آئیں۔ ایک آواز میں نے سُنی کہ اس لڑکے کو آدمیوں کی چشم سے پوشیدہ رکھنا اور میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا کہ اپنے ہاتھوں میں سلاپچی آفتابہ چاندی کا اور عطریات خوشبوئے مشک وعنبر لے کر' ہوا پر معلق کھڑے ہیں اور ہوا کے سب جانور کہاں کہاں سے میرے گھر پر آئے۔ اُن کی چونچیں زمرد سبز کی اور پر یاقوت سرخ کے تھے' اُن کو دیکھتے ہی میری آنکھیں روشن ہو گئیں اور تین جھنڈے بادشاہی میں نے دیکھے' ایک مغرب کو' ایک مشرق کو اور ایک کعبے پر۔ اس وقت یہ آواز آئی کہ نورِ سلطان آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم خلوت سے عالم صورت میں نقل فرمایا اور آفتابِ سعادت برجِ اقبال سے طلوع ہوا اور سایہ چتر ہمایوں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا خاکساروں کے اوپر پڑا۔ اسی وقت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے' اپنی روشن پیشانی زمین کے اوپر رکھ کے سجدہ گزار بہ درگاہِ پروردگار ہوئے' اس کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر آسمان کی طرف مناجات کی اور یہ کلمہ پڑھا:

" لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ "

اس کے بعد ایک ابر سفید آکے میری گود سے اُٹھا کر ان کو لے گیا۔ اتفاقاً اُس شب کو میرے گھر میں چراغ نہ تھا' باوجود اس تاریکی کے گھر ایسا روشن اور منور ہوا کہ اُس وقت کوئی چاہتا تو سوئی میں دھاگہ پرو سکتا تھا' اُس کی روشنی سے ملک شام نظر آیا'

Marfat.com

پھر ایک آواز آئی کہ محمد (ﷺ) کو مشرق اور مغرب اور تمام جنگلوں میں لے جا کے پھراؤ، دکھاؤ، تاکہ تمام خلق میں ان کا نام ظاہر ہو اور ایک ابر سفید نمودار ہوا اُس سے آواز آئی کہ اس پیغمبر کے نور کو پیغمبروں کی ارواحِ مقدسہ پر جلوہ دو اور ایک دوسرے سفید ابر سے یہ آواز آئی کہ محمد بادشاہ ہر دو جہان کے، محمد بادشاہ کون و مکان کے ہیں، ان کے حلقۂ اطاعت میں تمام خلق رہے گی۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ یہ آواز سن کر میں متعجب ہوئی۔ پھر تین اشخاص کو دیکھا۔ اُن کا چہرہ آفتاب کے مانند روشن تھا۔ اُن میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ اور دوسرے کے ہاتھ میں سونے کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشمی کپڑا تھا۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کو لے کر اور اُس ریشمی کپڑے سے ایک انگوٹھی نکالی اور اُس آفتابہ کے پانی سے سر و تن محمد رسول اللہ ﷺ کا دُھلا کے آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان میں اس خاتم سے مہر نبوت کر دی۔ پھر آپ کو اس کپڑے میں لپٹ کر میری گود میں دیا اور ان میں سے ایک نے آپ کے کان میں بہت کچھ کہا۔ اس کو میں کچھ دریافت نہ کر سکی کہ کیا کہا۔

اور دوسرے شخص نے آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں چوم کر کہا: اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے تم کو "عِلمِ لَدُنّی" بخشا، جمیع پیغمبروں سے علم اور حلم تم کو اور زیادہ دیا۔

پھر ایک شخص نے اُن میں سے آ کے محمد ﷺ کے منہ پر منہ رکھ کے جیسا کہ کبوتر اپنے بچے کو دانہ کھلاتا ہے، ویسے ہی منہ پر منہ رکھ کے کہا: یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ! تم کو بشارت ہے کہ علم اور بُردباری اللہ نے سب تم کو عنائت کیا۔

پھر کئی شخص آئے، میری گود میں سے آپ ﷺ کو اُٹھا کر لے گئے۔ میں اکیلی گھر میں متفکر رہی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر اُسی وقت آپ ﷺ کو لائے۔ آپ ﷺ کا چہرہ آفتاب کے مانند چمکتا تھا۔ پھر ایک آواز آئی اے آمنہ رضی اللہ عنہا! اس لڑکے کو حفاظت

Marfat.com

سے رکھنا' اندیشہ مت کر' ہم ان کو آدم کے پاس لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اِن کا حامی وناصر ہے۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے آپ کے منہ میں بوسہ دے کے کہا: بشارت ہے تم کو اے محمد ﷺ! جو تم پر ایمان لائے گا وہ حشر کے دن تمہاری اُمت میں داخل ہوگا اور عذابِ دوذخ سے خلاصی پائے گا۔

اے اللہ! ہم عاصی گنہگاروں کو آپ ﷺ کی محبت میں ہمیشہ رکھ اور آپ ﷺ کی شفاعت کا اُمیدوار کر۔ اٰمِیْن ...... یَارَبُّ الْعَالَمِیْن۔

﴿قصص الانبیاء ☆ میلادِ مصطفےٰ ﷺ ☆ خصائص الکبریٰ﴾

تاریخ ولادتِ مقدسہ

(۱):- اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ محسنِ انسانیت ﷺ کا یوم میلاد دوشنبہ کا دن تھا۔

(۲):- اس پر بھی علمائے اُمت کا تقریباً اتفاق ہے کہ ربیع الاوّل شریف کا بابرکت مہینہ تھا۔

(۳):- تاریخ طبری کے مصنف امام ابن جریر طبری اس بارے میں لکھتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کی ولادت سوموار کے دن ربیع الاوّل شریف کی بارہویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔

(۴):- تاریخ ابن خلدون کے مصنف علامہ ابنِ خلدون لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔

(۵):- مشہور سیرت نگار علامہ ابن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) عالم اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد بن اسحاق سے اپنی ''السیرۃ النبویہ'' میں رَقم طراز ہیں کہ

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ سوموار بارہ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

(۶):- علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی اپنی کتاب ''اعلام النبوۃ'' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ واقعہ اصحابِ فیل کے پچاس دن بعد اور آپ ﷺ کے والد رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ بروز سوموار بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

(۷):- دورِ حاضر کے سیرت نگار محمد الصادق ابراہیم عرجون جامعہ الازہر مصر اپنی کتاب ''محمد رسول اللہ ﷺ'' میں تحریر فرماتے ہیں ''کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بروز دوشنبہ بارہ ربیع الاول عام الفیل' کسریٰ نوشیرواں کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے اور ان علماء کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں انہوں نے عیسوی تاریخ میں اگست ۵۷۰ء بیان کیا ہے۔

(۸):- محمد رضا جو قاہرہ یونیورسٹی کی لائبریری کے امین تھے' انہوں نے اپنی کتاب ''محمد رسول اللہ ﷺ'' میں لکھا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سوموار کے دن فجر کے وقت ربیع الاول کی بارگاہ تاریخ کو مطابق ۲۰/اگست ۵۷۰ء عیسوی کو پیدا ہوئے۔ اہل مکہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے مقامِ ولادت کی زیارت کے لئے اسی تاریخ کو جایا کرتے تھے۔

عُلوم ِقرآن وسنّت اور فنِ تاریخ کے یہ جلیل القدر علماء ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کا بارہ ربیع الاوّل کو یوم میلاد تحریر کیا اور دیگر اقوال کا ذکر تک نہیں کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صحیح اور معتمد علیہ قول یہی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں غیلان بن جریر کے واسطہ سے حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ علیک السلام! سوموار کے روزے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس

Marfat.com

میں میری ولادت ہوئی' یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

﴿مشکوٰۃ کتاب الصوم' باب صیام التطوع پہلی فصل﴾

رسول اللہ ﷺ کی ولادت بھی سوموار کے دن ...... بعثت بھی سوموار کے دن ...... مکہ سے آئے بھی سوموار کے دن ...... مدینہ طیبہ میں تشریف آوری بھی سوموار کے دن ...... اور اس دارِ فانی سے انتقال بھی سوموار کے دن ...... اور جس روز حضور نبی کریم ﷺ نے حجرِ اسود اُٹھا کر دیوارِ کعبہ میں رکھا تھا وہ بھی سوموار کا دن تھا۔

حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عام الفیل روز دو شنبہ بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور اسی روز حضور ﷺ کی بعثت ہوئی' اسی روز معراج ہوا اور اسی میں ہجرت کی اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ بارہ ربیع الاوّل مشہور ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

(۹):- برصغیر پاک و ہند کے شیخ الحدیث شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "مدارج النبوۃ" میں تاریخِ میلاد پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ خوب جان لو کہ جمہور اہل سیرؔ و تاریخ کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی اور واقعہ فیل کے چالیس روز یا پچپن روز بعد اور یہ دوسرا قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی۔ بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا' یعنی سب علماء اس پر متفق ہیں۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ایک مہینہ بائیس دن ابرہہ بادشاہ مردود یمن سے خانہ کعبہ کو توڑنے آیا تھا' جس کا واقعہ سورۃ الفیل میں ہے۔

﴿خصائص الکبریٰ' جلد اوّل﴾

Marfat.com

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں ہر طرح تعریف کئے ہوئے۔ ہر وقت' ہر زمانہ' ہر زبان میں حمد وثناء کئے ہوئے۔ اب اس لفظِ پاک کے فضائل عرض کئے جاتے ہیں۔ پڑھو اور ایمان تازہ کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلقت سے افضل اور تمام رسولوں کے سردار ہیں' اسی طرح حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف تمام نبیوں کے بلکہ تمام خلق کے ناموں کا سردار ہے۔ اس نامِ پاک کے بے شمار فضائل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱)۔ اس نام پاک کو اللہ تعالیٰ کے نام یعنی لفظ اللہ سے بہت مناسبت ہے۔ اللہ میں حروف چار۔ چاروں حُروف نقطوں سے خالی' ان میں ایک شدٗ دو حرکتیں' ایک سکون ہے۔ اسی طرح لفظِ محمد میں چار حُروف۔ چاروں حرف نقطوں سے خالی۔ ایک شدٗ دو حرکتیں' ایک سکون۔ ہاں اللہ کے شد پر کھڑا الف بھی ہے مگر محمد کی شد پر الف نہیں کہ بادشاہ رب تعالیٰ ہے اور مملکت الٰہیہ کے مختار وزیر اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲)۔ اللہ بولنے سے دونوں ہونٹ جدا ہو جاتے ہیں۔ محمد کہتے ہیں تو دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں کہ وہ مخلوق کو خالق سے ملانے ہی تو آئے ہیں۔ اگر ان کا واسطہ نہ ہوتو مخلوق خالق سے بہت ہی دُور ہے۔

۳)۔ لفظ اللہ اپنے دلالت میں حرفوں کا محتاج نہیں۔ اگر اوّل کا الف نہ رہے تو لِلّٰہ بن جاتا ہے۔ اگر اوّل کا لام بھی نہ رہے تو لَہٗ ہے۔ اگر درمیان کا الف بھی نہ ہوتو ہٗ ہے۔ یوں ہی لفظ محمد دلالت میں حرفوں کا حاجت مند نہیں۔ اگر اوّل کی میم الگ ہو جائے تو حمد رہتا ہے۔ اگر ح بھی اُڑ جائے تو مَد ہے یعنی کھینچا یعنی مخلوق کو کھینچ کر خالق تک پہنچانا۔ اگر بیچ کی میم بھی نہ رہے تو دال باقی رہے بمعنی رہبر۔

Marfat.com

۴)- محمد کے عدد بانوے (۹۲) ہیں اور بانوے میں اکائی دو (۲) کی ہے۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم

بعد از خدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر

دوسرے درجے والے اور دہائی نو (۹) کی۔ نو میں یہ خصوصیت ہے کہ سارے پہاڑے میں کہیں فنا نہیں ہوتا۔ چنانچہ 1+8 اور 3+6 اور 4+5 نو ہی بنتے ہیں۔ اس طرح 9 کا پہاڑہ گنو تو ہر درجے میں 9 ہی حاصل ہوں گے۔ نو دونا اٹھارہ نو بن گئے یوں ہی 9+3=27 '4x9=36 سب مکتوبی اعداد ہیں 9 ہی ہیں۔ جب ان کے نام کے عدد کو ایسی بقا ملی ہے تو ان کے خدام کو بھی بقا ملے گی۔ دیکھ لو تمام بادشاہوں کے فتح کیے ہوئے ملک دوسرے کے پاس پہنچ گئے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات اب تک مسلمانوں ہی کے پاس ہیں۔ اگرچہ چودہ سو برس کا زمانہ گزر چکا مگر ان کی فتوحات ان کی قوم یعنی مسلمانوں کے پاس رہیں۔ یہ ہے بقاء باللہ کا ظہور۔

۵)- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں حرف بارہ اس طرح مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ، حضرت ابوبکر صدیق، عمر ابن خطاب، عثمان ابن عفان، علی ابن ابی طالب سب میں حرف بارہ ہی ہیں۔ محمد کے زبر والے عدد تین سو چودہ (۳۱۴) ہیں کہ تین میم ہیں، ہر میم کے عدد نوے (۹۰) حاء کے دس، دال کے چونتیس تین سو تیرہ رسولوں کی تعداد ہے اور ایک مرسل خود حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں گویا آپ کے نام کے ایک عدد میں ایک کمال ہے دوسرے عدد میں دوسرا کمال۔

۶)- سب کے نام اُن کے ماں باپ رکھتے ہیں، لقب قوم دیتی ہے، خطاب حکومت سے ملتا ہے، مگر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام، لقب و خطاب سب رب تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے فرشتے کی بشارت سے یہ نام رکھا۔

۷)- دوسروں کے نام پیدائش سے ساتویں دن رکھے جاتے ہیں مگر حضورِ انور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رب تعالیٰ نے عالم کی پیدائش سے پہلے عرشِ اعظم پر لکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً چھ سو برس پہلے اپنی قوم کو فرمایا اِسْمُہٗ اَحْمَدُ ان کا نام پاک احمد ہے۔ پچھلی قومیں آپ کے نام کی برکت سے دُعائیں مانگتی تھیں۔

۸)۔کوئی شخص آپ کو محمد کہہ کر بُرا نہیں کہہ سکتا' اگر کہے گا تو خود اپنے منہ سے جھوٹا ہوگا کہ انہیں کہتا تو ہے محمد لائقِ حمد اور کرتا ہے بُرائیاں۔ اس لئے کفارِ مکہ نے آپ کا نام مُذمم رکھ کر آپ کی شانِ اقدس میں بکواس بکی۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو ہم کو ہمارے رب تعالیٰ نے ان کفار کی گالیوں سے بچایا' یہ لوگ مذمم کو بُرا کہتے ہیں' ہوگا کوئی مذمم' ہم تو محمد ہیں۔

۹)۔حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بہت ہی جامع ہے' جس میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار فضائل بیان ہوگئے۔ آدم کے معنی ہیں مٹی سے پیدا ہونے والے۔ نوح کے معنی ہیں خوفِ خدا سے گریہ وزاری و نوحہ کرنے والے۔ ابراہیم کے معنی ہیں مہربان باپ' رحیم۔ عیسیٰ کے معنی ہیں بہت شریف النفس' کریم الطبع۔ ان تمام ناموں میں ایک ایک وصف کی طرف اشارہ ہے۔ مگر محمد کے معنی ہیں ہر طرح' ہر وصف میں بے حد تعریف کئے ہوئے۔ اس میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتعداد کمالات و خوبیوں کی طرف اشارہ ہوگیا۔

۱۰)۔لفظ محمد میں غیبی خبر بھی ہے کہ ہمیشہ یعنی دُنیا و آخرت میں ان کی ہر جگہ' ہر طرح حمد و ثناء ہوا کرے گی۔ اس خبر کی صداقت ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آج بھی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کی تعریف نہیں ہوتی' بلکہ جو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوگئے اُن کی بھی تعریف ہوگئی' فرش پر ان کی دھوم' عرش پر ان کے چرچے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا:

Marfat.com

فرش پہ طرفہ دھوم دھام' عرش پہ طرفہ چھیڑ چھاڑ
کان جدھر لگائیں تیری ہی داستاں ہے

۱۱)۔محمد ایسا اچھوتا نام ہے کہ رب تعالیٰ نے کسی نبی کو نہ دیا۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے منتخب فرمایا' بلکہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی اور عام انسان کا نام بھی محمد نہ ہوا۔ لسانُ العرب سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سات آدمیوں نے اپنے بچوں کے نام محمد رکھے۔ اس اُمید پر کہ نبی آخر الزماں وہ ہی ہوں مگر وہ لوگ اس نام میں مشہور ہی نہ ہوئے۔

ذات ہوئی انتخاب' وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفےٰ تم پہ کروڑوں درود

۱۲)۔جو اپنے بیٹے کا نام محبت میں محمد رکھے اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے گا کہ مجھے ایسے شخص کو عذاب دیتے شرم آتی ہے. جس نے میرے محبوب کی محبت میں اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا تھا۔

۱۳)۔جس دستر خوان پر محمد نام کا مسلمان ہو اُس کھانے میں برکت ہوتی ہے۔

۱۴)۔جس کا نام محمد ہو اُس کا بھی احترام کرنا چاہئے اور اُس کے نام کا بھی کہ یہ نام بگاڑ کر نہ لے۔ چنانچہ صاحب تفسیر ''روح البیان'' نے سورۂ احزاب کی آیت ''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ'' ﴿پ۲۲' سورۃ الاحزاب:۴۰﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ سلطان محمود غزنوی نے ایک بار ایاز کے بیٹے کو پکارا: اے ایاز کے بیٹے! استنجے کے لیے پانی لا۔ ایاز نے تھوڑے دنوں بعد عرض کی کہ حضور مجھ سے یا اُس سے کیا قصور ہوا کہ آپ نے اس کا نام نہ لیا۔ فرمایا: تیرے بیٹے کا نام محمد ہے میں اُس دن بے وضو تھا' میں نے کبھی بغیر وضو ''محمد'' نام کو اپنی زبان سے ادا نہ کیا ہے:

ہزار بار بشوئیم دہن بمشک و گلاب

Marfat.com

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

تفسیر روح البیان میں ہے کہ ایک اسرائیلی سو برس کا گناہ گار تھا۔ بعد موت اُسے لوگوں نے گھورے (روڑھی) پر ڈال دیا۔ رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میرے اُس بندے کو غسل، کفن، نماز کے بعد دفن کرو۔ اس نے ایک بار توریت میں نام محمد دیکھ کر اُسے بوسہ دیا تھا' آنکھوں سے لگایا تھا۔ ہم نے اس کے گناہ معاف فرمادیئے۔ ﴿روح البیان' زیر سورۃ احزاب﴾

۱۵)۔ جس شخص کے لڑکیاں ہی ہوتی ہوں' بیٹا نہ ہو' وہ شروع زمانہ حمل میں اپنی بیوی کے پیٹ پر انگلی سے یہ عبارت لکھ دیا کرے ''مَنْ كَانَ فِي هٰذَا الْبَطْنِ فَاِسْمُهٗ مُحَمَّدٌ'' (حدیث) جو اس پیٹ میں ہے اُس کا نام محمد ہے۔ ان شاء اللہ بیٹا ہوگا اور زندگی والا ہوگا۔ یہ عمل مجرب ہے مگر حمل کے چار ماہ کے اندر یہ عمل چالیس دن تک کریں۔

۱۶)۔ کسی نام کے عدد نکال کر انہیں چوگنا کرو' پھر دو ملا کر پانچ گنا کرو' پھر اس مجموعہ سے بیس بیس نکالتے چلے جاؤ' جو بچیں کہ بیس ان سے نہ نکل سکیں انہیں نو گنا کریں۔ دو اور ملاؤ تو ۹۲ کا عدد حاصل ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عالم کی اصل ہیں کہ سب کچھ انہی کے نور سے بنا۔ غرض یہ کہ لفظ محمد بڑی خوبیوں والا نام ہے۔ اس نام کو لے کر سو برس کا کافر گنہگار مومن متقی بن جاتا ہے۔ جب نام کا فیض یہ ہے تو نام والے کا فیض کیا ہوگا۔ ﴿تفسیر نعیمی﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

Marfat.com

عالم بالا میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے

حاکم، بیہقی اور طبرانی نے ''صغیر'' میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے جب لغزش سرزد ہو گئی تو انہوں نے التجا کی ''اے رب! بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے''۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح جانا؟

عرض کیا: جب تو نے میرے پتلے کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور جان آفرینی کی، میں نے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ عرشِ اعلیٰ کے ستونوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے تو میں نے جان لیا کہ جس ذاتِ اقدس کا نام نامی تیرے اسمِ گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ و محترم ہوگا۔

ربِ عظیم نے فرمایا: اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔

حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ﴿خصائص الکبریٰ﴾

اس حدیث قدسی کے یہی معنی ہیں۔ یعنی یہ تمام کائنات اور عالمِ اجساد صدقہ ہے وجودِ باوجود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

ابن عساکر نے کعب احبار سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء و مرسلین کی گنتی کے برابر لاٹھیاں دیں۔ یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لاٹھیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے میرے فرزند! میرے بعد جب تم میرے قائم مقام ہو جاؤ تو اس

Marfat.com

منصب وخلافت کو عَمَارَۃُ التَّقوٰی اور عُروَۃُ الوُثقٰی کے ساتھ لو اور جب تم حق تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ہی نامِ نامی محمد رسول اللہ ﷺ کا لیا کرو، کیونکہ میں نے عرشِ الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نامِ نامی اس وقت لکھا دیکھا جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیانی مرحلہ میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں میں پھرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمد ﷺ تحریر دیکھا۔ نیز میں نے نامِ محمد ﷺ کو حور العین کی پیشانیوں پر اور جنت کے برگِ درختانِ سبز پر اور درخت طوبیٰ کے ہر پتہ پر اور سدرۃ المنتہٰی کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا دیکھا ہے۔ تو تم اس اسمِ گرامی کا کثرت سے ذکر کرو کیونکہ فرشتے ہر آن اس کا وِرد کرتے ہیں۔

ابن عساکر نے بہ روایت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ لکھا ہوا تھا۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شبِ معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں نے عرشِ اعلیٰ کے ستونوں پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں) لکھا دیکھا۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی شب مجھے سیر کرائی گئی تو میں نے عرش پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ۔ عُمَرَ الْفَارُوْقِ۔ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَیْنِ لکھا دیکھا۔

ابو یعلی، طبرانی صاحب اوسط، ابن عساکر اور حسن بن عرفہ نے اپنی کتاب "

Marfat.com

مرویاتِ ابوہریرہ'' میں روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی شب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر'' محمد اللہ کے رسول اور ابوبکر صدیق میرے خلیفہ ہیں'' میں نے لکھا دیکھا۔

بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا دیکھا۔

دارقطنی، ابن عساکر، حاکم اور ابونعیم وغیرہ جیسے اَجلّہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ حضور ﷺ نے معراج شریف کی سیر میں اپنا اسم گرامی عالمِ بالا میں ہر مقام پر تحریر پایا، چنانچہ محدث دارقطنی نے'' الافراد'' میں اور خطیب اور ابن عساکر بروایت ابوالدرداء حضور اکرم ﷺ سے روایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شب معراج مجھے سیر کراتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے سبز پردوں پر سفید نورانی حروف میں مَیں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق لکھا ہوا دیکھا۔

ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے

ابونعیم نے'' حلیہ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کے پتوں پر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ لکھا ہوا ہو۔

حاکم نے روایت کی اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس روایت کو صحیح کہا کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور تمہاری اُمت میں جو کوئی ان کو پائے اُسے حکم دو

Marfat.com

کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ آدم ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش کو پانی پر مقیم کیا تو وہ متحرک تھا' پھر میں نے اس پر لکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو وہ ٹھہر گیا۔

مظاہرِ عالم میں آیاتِ قدرت

بزار نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ سونے کی تختی ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں اُس شخص سے تعجب کرتا ہوں کہ جو قدرت پر یقین رکھتا ہے پھر وہ غمگین بھی ہوتا ہے' نیز میں اُس شخص پر حیرت کرتا ہوں جو جہنم کی ہولناکیوں کو یاد رکھتا ہے پھر وہ ہنستا بھی ہے اور مجھے اُس شخص پر حیرت اور تعجب ہوتا ہے جو موت کو یاد رکھنے کے باوجود پھر اس سے غافل بھی رہے۔ (یعنی درجہ ذیل کلمہ طیبہ سے)

" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

تقریباً اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کو بیہقی نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے جس کو خرائطی نے کتاب "قمع الحرص" میں روایت کیا ہے۔ طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگشتری کے نگین کا رنگ آسمانی تھا' یہ نگین اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ نگین اپنی انگشتری کے حلقۂ نگین میں جڑوا لیا تھا' اس نگین پر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کندہ تھا۔

عقیلی نے الضعفاء میں اور ابن عدی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ میں "لَآ

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" نقش کیا ہوا تھا۔

ابن عساکر اور ابن نجار نے اپنی اپنی تاریخوں میں ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی سے روایت کی کہ میں بلادِ ہند گیا تو میں نے ایک گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا' وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا' نہایت پاکیزہ خوشبو تھا' اُس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ابوبکر الصدیق' عمر الفاروق" لکھا ہوا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اُسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اس بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے' حالانکہ اس بستی کے باشندے بت پرست تھے' وہ اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہیں تھے۔ ﴿خصائص الکبریٰ جلد اوّل﴾

بچپن کے کمالات

بیہقی نے اور صابونی نے اطائتین میں اور خطیب وابن عساکر نے اپنی کتب تاریخ میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اُس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند اُسی طرف جھک جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اُس کے عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت میں اُس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا تھا۔

حافظ ابوالفضل ابن حجر شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ سیر واقدی میں ہے کہ

Marfat.com

حضور ﷺ نے اوائل عمر میں پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا اور ابن سبع نے ''الخصائص'' میں بیان کیا کہ آپ ﷺ کے گھوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کلام جو آپ ﷺ نے کیا وہ یہ تھا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا۔

﴿الخصائص الکبریٰ جلد اوّل﴾

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے دیس میں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں طائف سے بنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مل کر چلی۔ اس قبیلہ کا یہی کام تھا اور اس سال سخت قحط تھا' میری گود میں ایک بچہ تھا' مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اس کو کافی ہوتا' رات بھر اُس کے رونے کی وجہ سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا۔ میں ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا' ہمراہی بھی اس سے تنگ آ گئے تھے۔

ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کو جو عورت دیکھتی اور یہ سنتی کہ آپ ﷺ یتیم ہیں' کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ اِنعام واکرام کی توقع نہ تھی اور ادھر ان کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) میں نے اپنے شوہر سے کہا یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی جاؤں' میں اس یتیم کو لاتی ہوں' شائد اللہ تعالیٰ برکت عطا کر دے۔

غرض میں آپ کو جا کر لے آئی' جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود میں لے کر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اس قدر اُترا کہ آپ اور آپ کے رضائی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور پیٹ بھر کر سو گئے۔ میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا۔ غرض کہ اُس نے دودھ نکالا اور ہم سب نے اونٹنی کا دودھ خوب سیر ہو کر

Marfat.com

پیا اور رات بڑے آرام سے گزری' اس سے پہلے سونا میسر نہ ہوتا تھا۔ شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑے برکت والے بچے کو لائی ہے۔ میں نے کہا: ہاں! مجھے بھی یہی اُمید ہے۔

پھر ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور میں آپ ﷺ کو لے کر اُس دراز گوش پر سوار ہوئی' پھر تو اُس کا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اُس کو پکڑ نہ سکتی تھی۔ میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جس پر تم آئی تھیں۔ میں نے کہا: ہاں! وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں بیشک اس میں کوئی بات ہے۔

پھر ہم اپنے گھر پہنچے اور وہاں سخت قحط تھا' لیکن میری بکریاں دودھ بھری آتیں اور دوسروں کو اپنے جانوروں میں ایک قطرہ دودھ کا نہ ملتا۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے تم بھی وہیں چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں۔ ان لوگوں کے کہنے پر چرواہوں نے اپنے جانور میرے جانوروں کی چراگاہ میں چرنے کے لیے چھوڑے' مگر پھر بھی اُن کے جانور خالی آتے اور میرے جانور بھرے آتے۔ (چراگاہ میں کیا رکھا تھا وہاں تو بات ہی کچھ اور تھی)

غرض ہم برابر خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا۔ آپ کا نشو و نما اور بچوں سے بہت زیادہ تھا یہاں تک کہ دو سال کی عمر میں اچھے بڑے معلوم ہونے لگے۔

پھر ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لائے' مگر آپ ﷺ کی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس کچھ دیر اور رہیں اس لیے آپ ﷺ کی والدہ سے اصرار کر کے دوبارہ پھر اپنے گھر لے آئے۔ سو چند مہینے کے بعد ایک بار آپ ﷺ اپنے رضائی بھائی کے ساتھ مواشی میں پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا' مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے

Marfat.com

والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا' میں اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں' سو ہم دونوں گھبرائے ہوئے گئے' دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں' لیکن رنگ متغیر ہے۔ میں نے پوچھا: بیٹا! کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے کچھ ڈھونڈ کر نکالا' معلوم نہیں کیا تھا۔

ہم آپ کو اپنے ڈیرے پر لائے' تب میرے شوہر نے کہا: حلیمہ! اس لڑکے کو آسیب کا اثر ہے' قبل اس کے کہ اس کا زیادہ اثر ہو ان کے گھر پہنچا آئیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس لے کر گئی۔ آپ نے فرمایا تو تو ان کو رکھنا چاہتی تھی پھر کیوں لے آئی۔ میں نے کہا: اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے ہیں اور میں اپنی خدمات پوری کر چکی۔ خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اس لئے لائی ہوں۔ انہوں نے فرمایا: یہ بات نہیں' سچ بتا۔ میں نے سب قصہ سچ سچ بیان کیا' کہنے لگیں ہرگز نہیں واللہ! شیطان کا ان پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے' پھر انہوں نے بعض حمل کے حالات اور ولادت کے بیان کئے اور بعد میں فرمایا: اچھا ان کو چھوڑ دو اور خیریت کے ساتھ چھوڑ دو۔ ﴿سیرت ابن ہشام ☆ الخصائص الکبریٰ﴾

حلیمہ کے اُس لڑکے کا نام عبداللہ ہے اور یہ امینہ اور جذامہ کے بھائی اور یہ جذامہ شیماء کے نام سے مشہور ہیں اور یہ سب اولاد ہیں حارث بن عبدالعزیٰ کے' جو شوہر ہیں حلیمہ کے۔ ﴿فی زاد المعاد ☆ الخصائص الکبریٰ﴾

بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان کی تصریح کی ہے۔

﴿شمامۃ اور زاد المعاد﴾

محمد بن اسحاق نے ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان سفید پوش شخصوں میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو ان کی اُمت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ چنانچہ وزن کیا تو

Marfat.com

میں بھاری نکلا۔ پھر اسی طرح سو کے ساتھ، پھر ہزار کے ساتھ کیا، پھر کہا: بس کرو واللہ! اگر ان کو ان کی تمام اُمت سے وزن کرو گے تب بھی یہی وزنی نکلیں گے۔

﴿سیرۃ ابن ہشام﴾

اس جملہ میں آپ کو بشارت سنائی کہ آپ نبی ہونے والے ہیں، آپ کا شق صدر اور قلب اطہر کا دُھلنا چار بار ہوا۔ ایک تو یہی جو ذکر کیا گیا اور دوسری بار دس سال کی عمر میں صحرا میں ہوا تھا۔ تیسری بار بعثت کے وقت ماہِ رمضان غارِ حرا میں۔ چوتھی بار شب معراج میں اور پانچویں بار ثابت نہیں۔

﴿خصائص الکبریٰ ☆ شمامۃ العمبر یہ ☆ میلادُ النبی ﷺ﴾

آپ ﷺ کی رضاعی مائیں

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ جنہوں نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا:

(۱): ۔حضرت شیما رضی اللہ عنہا

(۲): ۔حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا

(۳): ۔حضرت برکۃ الجشیہ رضی اللہ عنہا

(۴): ۔حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا

(۵): ۔حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

حضرت شیما رضی اللہ عنہا ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئی تھیں اور آپ ﷺ نے اُن کا بڑا احترام کیا، اپنی چادر اُن کے لئے بچھادی۔ ﴿تاریخ طبری﴾

Marfat.com

وحی کی اقسام

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

﴿پ ۲۵، سورۃ الشوریٰ:۵۱﴾

اور ہر بشر کی (یہ) مجال نہیں کہ اللہ اُس سے (براہِ راست) کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے (کسی کو شانِ نبوت سے سرفراز فرمادے) یا پردے کے پیچھے سے (بات کرے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طورِ سینا پر کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اُس کے اذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے (الغرض عالم بشریت کے لئے خطابِ الٰہی کا واسطہ اور وسیلہ صرف نبی اور رسول ہی ہوگا) بیشک وہ بلند مرتبہ بڑی حکمت والا ہے۔

وضاحت

اس سے پتہ چلا کہ وحی کی تین اقسام ہیں:

۱......اشاروں سے بات کرنا، یعنی دل میں کسی معنی کا بغیر آواز اور الفاظ کے آجانا ۔یہ اگر حالت بیداری میں ہے تو کشف ہے اگر خواب میں ہے تو رویاء ہے۔

۲......خدا کا پردہ کے پیچھے سے بات کرنا یعنی متکلم نظر نہیں آتا مگر غیب سے آواز آتی ہے، الفاظ سنائی دیتے ہیں، اس کو الہام کہہ لیجئے۔

Marfat.com

۳......فرشتہ کے ذریعہ سے بات کرنا یعنی فرشتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر سامنے نظر آتا ہے اور اس کے منہ سے الفاظ ادا ہوتے ہیں جن کو سن کر نبی محفوظ کر لیتا ہے۔

قرآنِ پاک کا نزول اسی طریقہ سے ہوا ہے۔

وحی کی یہ تین اقسام خود قرآنِ پاک نے بیان فرمائی ہیں۔ اگرچہ قرآنِ مجید نے ان تینوں قسم کی وحی کا علیحدہ علیحدہ نام نہیں رکھا ہے۔

وحی کے لغوی معنی اشارہ کرنا... لکھنا... پیغام دینا... دل میں ڈالنا... خفیہ بات کرنا کے ہیں۔

اوّل:

کلام قدیم کا سننا جیسے نصِ قرآن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سُنا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح آثار کے ساتھ۔

دوم:

وحی رسالت یعنی فرشتہ کی وساطت سے کلام کرنا۔

سوم:

تلقی قلب جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا۔ اِنْ رُوْحِ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ روح القدس نے میرے دل میں ڈالا۔ احادیث میں طریقہ وحی کی متعدد صورتیں ہوئیں، مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنْ رُوْحِ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رَوْعِیْ روح القدس نے میرے دل میں پھونکا۔

خلاصۂ کلام: اِن احادیث کی تشریح یعنی مختصر تفسیر مستند کتابوں کے حوالہ جات سے لکھی گئی ہے۔ اگر کوئی اس کی یہ تفسیر کرے کہ ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ مستقبل

Marfat.com

میں نبی ہوں گے'' تو یہ تفسیر مناسب نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں اس حقیقت ثابتہ تک رسائی ممکن نہیں ہوتی ۔اس لئے کہ علم خداوندی تمام اشیاء کو محیط ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کی جو حقیقت بیان فرمائی اس کا مفہوم یہ متعین ہوتا ہے کہ آپ کی نبوت اُس وقت بھی تھی ۔ یہی وجہ تو ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولتے ہی حضور ﷺ کا اسم مبارک عرشِ الٰہی پر ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا دیکھا۔لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ کی نبوت تکمیل وتخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے تھی۔

﴿فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری﴾

Marfat.com

درود وسلام کی اہمیت وفضیلت

قرآنِ مجید میں ارشاد باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔﴿پ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶﴾

بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو اُن پر درود اور خُوب سلام بھیجو۔

(۱):- اس آیت میں اہلِ ایمان کو مخاطب بنا کر حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے مقدس رسول پر صلوٰۃ وسلام عرض کریں اور اس خطاب وحکم میں وزن پیدا کرنے کے لئے بطورِ تمہید فرمایا گیا کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صلوٰۃ علی النبی خداوندِ قدوس اور اس کے معصوم فرشتوں کا معمول ودستور ہے تو يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اے ایمان والو! تم بھی اسے معمول بنا کر اس محبوب ومبارک عمل میں شریک ہو جاؤ۔

(۲):- یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکم وخطاب کا یہ انداز قرآنِ مجید میں صرف صلوٰۃ علی النبی کے لئے ہی اختیار کیا گیا ہے۔ دوسرے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ عمل کے لئے یہ انداز اختیار نہیں کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے معصوم فرشتے بھی یہ کام کرتے ہیں جس سے صلوٰۃ علی النبی کی عظمت واہمیت اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محبوبیت کا اظہار ہوتا ہے۔

فقہائے اُمت فرماتے ہیں کہ اس آیت کی رُو سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

Marfat.com

وسلام بھیجنا ہر فردِ اُمت پر فرض ہے۔

حضرت امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا ارشاد یہ ہے کہ ہر نماز کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اگر درود نہ پڑھا تو ان آئمہ کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اور اکثر فقہا کا مسلک یہ ہے کہ قعدہ میں تشہد تو بے شک واجب ہے، جس میں حضور کی بارگاہِ عالی میں سلام بھی آجاتا ہے، لیکن تشہد کے بعد نماز میں مستقل درود شریف پڑھنا فرض و واجب تو نہیں بلکہ اہم سُنت ہے اور اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ کی ذاتِ اقدس پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا اس طرح فرض ہے جیسے آپ کی رسالت یا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود وسلام کے لئے آیت میں کسی وقت اور تعداد کا تعین نہیں کیا گیا اس لئے درود وسلام عرض کرنا تمام اوقات میں صالح اعمال میں سے افضل ترین عمل ہے اور درود وسلام پڑھنا تمام اوقات میں جائز ہے۔ اذان کے بعد، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے وقت، جمعہ کے دن اور رات کو درود پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا

﴿صحیح مسلم ☆ مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلھا، پہلی فصل﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار صلوٰۃ بھیجتا ہے۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

Marfat.com

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے اے چمکانے والے

تو زندہ ہے واللہ' تو زندہ ہے واللہ

مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

﴿روح ایمان﴾

درود شریف کے معنیٰ ومفہوم

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○ ﴿پ ۲۲ سورۃ الاحزاب:۵۶﴾

بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ" کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر پاک کو دُنیا میں بلند فرمایا ان کی دعوتِ اسلام کو عام کر اور ان کی شریعت کو قیامت تک قائم رکھ۔

وَفِی الْاٰخِرَةِ بِتَشْفِيْعِهٖ فِیْ اُمَّتِهٖ

اور آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت آپ کی اُمت کے حق میں قبول فرما۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

صَلَّيْنَا عَلَى النَّبِیْ وَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ

ہم درود بھیجتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ پر

مگر سب جانتے ہیں کہ ہم اس طرح درود نہیں پڑھتے بلکہ یوں پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اے اللہ تو رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

یعنی درود ہم کو بھیجنا چاہئے تھا مگر ہم اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ اے رب تو درود بھیج تو اس کی کیا وجہ ہے؟ علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں عرض کرتے ہیں: اے رب! تو نے ہمیں اپنے رسول پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

وَلَیْسَ فِیْ وُسْعِنَا اَنْ نُصَلِّیْ صَلَاۃً تَلِیْقُ بِجَنَابِہٖ لِاَنَّا مَا نَقْدِرُ وَ اَنْتَ عَالِمٌ بِقَدَرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَنْتَ تَقْدِرُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ صَلَاۃً تَلِیْقُ بِجَنَابِہٖ

لیکن ہم میں یہ طاقت نہیں ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ ومقام کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو عزت ومنزلت اور مرتبہ کی بلندی سے جیسے تو واقف ہے ہم نہیں ہیں' اس لئے ہم عرض کرتے ہیں' اے رب! ہماری طرف سے بھی تو ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق درود بھیج دے کیونکہ تو اس پر قادر ہے۔

علامہ شوکانی نے جو نکتہ بیان کیا ہے منکرین عظمت نبوی کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ ومقام کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے' ہم لوگ تو صرف چند آسان سی تجلیوں کو دیکھ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کر دیتے ہیں۔ ﴿روح البیان﴾

آیت درود سے چند مسئلے معلوم ہوئے

ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں

Marfat.com

اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو سوائے درود شرف کے۔

دوسرے یہ کہ تمام فرشتے بغیر تخصیص ہمیشہ حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ حضور ﷺ پر رحمت الٰہی کا نزول ہماری دُعا پر موقوف نہیں جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا۔ ہمارا درود ہمیشہ پڑھنا رب سے بھی بھیک مانگنے کے لئے ہے جیسے فقیر داتا کے جان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے ہم حضور ﷺ کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ حضور ﷺ ہمیشہ حیات النبی ہیں اور سب کا درود و سلام سنتے ہیں' جواب دیتے ہیں' کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اُسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے نمازی' سونے والا۔

پانچویں یہ کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہئے کیونکہ رب تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی درود بھیجتے ہیں۔

فرشتوں کی مختلف ڈیوٹیاں انسان کی پیدائش کے بعد لگیں۔ اس سے پہلے کروڑوں سال تک ان کے دو ہی مشغلے تھے ''سجود'' اور ''درود''۔

احادیث میں ہے کہ درود مکمل کرنے کے لئے آلِ پاک کا ذکر بھی چاہئے' لہٰذا اس آیت میں حضور ﷺ پر درود سے مراد خود حضور ﷺ اور آلِ پاک پر درود ہے۔

﴿صواعق محرقہ﴾

درود شریف پڑھنے کا حکم

درود شریف عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے۔ جس مجلس ذکر میں بار بار حضور ﷺ کا نام آتا ہو ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ نماز میں اَلتَّحِیَّاتُ کے بعد پڑھنا

Marfat.com

سنت ہے اور ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ حضور ﷺ کا مقام و مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے صرف ایک مرتبہ سجدہ کیا مگر ہمارے حضور ﷺ پر خود اللہ تعالیٰ اور ساری خدائی ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درود میں سلام بھی آ جاتے ہے اس لئے ان کے لئے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا اور ہم کو صلوٰۃ وسلام دونوں کا حکم ہوا۔

تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں۔ نماز میں درودِ ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہوں۔ حضور ﷺ نے درود کی جو تعلیم درودِ ابراہیم میں فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد ہے۔ غرضیکہ درودِ ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے باہر غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں۔ خیال رہے کہ اذان کے بعد حضورِ اکرم ﷺ کا نام لے کر صلوٰۃ سلام پڑھنا' جمعہ کے دن اور رات کو درود پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

محمد ﷺ سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھیے شانِ محمد ﷺ

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ
صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

تفسیر نورالعرفان

Marfat.com

ایک شخص سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا: مدت سے چاہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھوں اور حالِ دل بیان کروں۔ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر ہزار دینار قرض ہے۔ قرض ادا نہیں کر سکتا۔ اور ڈرتا ہوں کہ موت آجائے اور قرض میری گردن پر سوار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محمود سبکتگین کے پاس جا اور ہزار دینار اس سے لے لے۔ عرض کیا کہ اگر وہ باور نہ کرے اور نشانی طلب کرے تو میں کیا کروں گا؟ فرمایا: کہنا اوّل شب سونے کے وقت تم ۳۰ ہزار مرتبہ اور آخر شب جاگنے کے وقت ۳۰ ہزار مرتبہ درود پڑھتے ہو۔ چنانچہ اُس نے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات جا کہی جس کو سُن کر سلطان رونے لگا اور ہزار دینار قرض ادا کر دیا اور ہزار دینار اور دیئے۔ ارکانِ دولت نے تعجب سے کہا: اے سلطان! آپ نے اس شخص کی ایک ناممکن بات کی تصدیق کر دی حالانکہ ہم لوگ آپ کے ساتھ برابر رہتے ہیں۔ کبھی نہیں دیکھتے کہ آپ درود پڑھتے ہوں اور اگر کوئی رات دن درود ہی کے ورد میں مصروف رہے تو بھی ۶۰ ہزار مرتبہ درود شریف روزانہ نہیں پڑھ سکتا۔ پھر اوّل و آخر شب میں کیوں کر آپ ۶۰ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہوں گے۔ سلطان نے کہا: میں نے عالموں سے سُنا تھا کہ جو کوئی ایک بار حسبِ ذیل درود شریف پڑھے گا تو گویا اس نے دس ہزار مرتبہ درود پڑھا۔ میں اوّل شب میں تین مرتبہ اور آخر شب میں تین مرتبہ اس کو پڑھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ میں نے ۶۰ ہزار مرتبہ درود پڑھا۔ رونا میرا اس خوشی کی وجہ سے تھا کہ عالموں کی بات سچی تھی اور خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرما دی۔

وہ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَتَکَرَّرَ الْجَدِیْدَانِ

Marfat.com

يَدَانِ وَاسْتَقَلَّ الْفَرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَرْوَاحَ اَهْلِ بَيْتِهٖ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامُ

اے اللہ! ہدیہ درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر جب تک دن رات بدلتے رہیں۔ زمانے آتے جاتے رہیں۔ چاند سورج نکلتے رہیں اور ستارہ قطب شمالی چمکتا رہے۔ یہ ہدیہ پہنچا آپ ﷺ کی روح اور آپ کے اہل بیت کی روح کو اور بہت کثرت سے سلام پڑھ۔

﴿صلوٰۃِ ناصری: ۲/۷تا۳/۷ از مولانا ناصر علی﴾

﴿انوار العارفین: ۱۰۲۲ از مولانا صوفی محمد عابد میاں ڈابھیلی رحمۃ اللہ علیہ﴾

(مولانا صوفی محمد عابد میاں ڈابھیلی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب یعنی ''انوار العارفین'' اصلاحِ اخلاق اور تزکیۂ نفس کے لیے خوب ہے۔ صوبہ گجرات (کاٹھیاواڑ' بھارت) کے رہنے والے تھے۔ پوری عمر تبلیغ اسلام میں جنوبی افریقہ میں گزاری۔ آپ حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد تھے۔ مزار سبزی منڈی دہلی میں ہے)

مفسر شہیر حضرت علامہ اسماعیل حقی قدس سرہٗ العزیز نے تفسیر ''روح البیان'' میں یہ واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ ایک صاحب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر ہوئے اور کہنے لگے مدت سے تمنا تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت ہو تو اپنی زبوں حالی کی داستان خدمتِ اقدس میں پیش کروں۔ اللہ کے فضل سے گزشتہ روز دیدارِ پُرانوار سے مشرف ہوا۔ میں نے بحضور نبوی ﷺ عرض کی یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! ایک ہزار روپے کا مقروض ہوں' ادائیگی پر قدرت نہیں' خوف دامن گیر ہے کہ اگر بغیر ادائیگی قرض موت آگئی تو یہ بارِ عظیم میری گردن پر باقی رہ جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: محمود سبکتگین کے پاس جا کر ان سے رقم طلب کرو۔ میں نے عرض کی حضور (ﷺ) اگر سلطان نے نشانی طلب کی اور ثبوت مانگا تو کیا کروں گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

سلطان سے کہہ دینا کہ تم سونے سے پہلے تیس ہزار بار درود پڑھتے ہو اور بیدار ہو کر بھی تیس ہزار بار درود پڑھتے ہو' یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ مجھے تمہارے پاس حضورِ اقدس ﷺ نے بھیجا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بارگاہِ سلطانی میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یہ سن کر سلطان پر گریہ طاری ہو گیا۔ ان کا قرضہ ادا کر کے ایک ہزار روپے مزید اُن کی خدمت میں پیش کئے۔

ارکانِ دولت نے سلطان کی خدمت میں عرض کی عالی جاہ آپ نے اس شخص کی ایسی بات کی تصدیق کی جو ناممکن ہے۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں شب و روز حاضر رہتے ہیں۔ ہم نے تو کبھی آپ کو اس تعداد میں درود شریف پڑھنے میں مشغول نہیں دیکھا۔ پھر یہ بات بھی عقل میں نہیں آتی کہ اتنی قلیل مدت میں آپ ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف کس طرح پورا فرماتے ہیں۔ سلطان نے جواب دیا میں نے علماء سے سنا تھا کہ جو شخص مندرجہ ذیل درود شریف ایک مرتبہ پڑھے گا وہ دس ہزار بار پڑھنے کے برابر ہوتا ہے۔ میں اس درود کو تین بار سوتے وقت اور تین مرتبہ بیدار ہو کر پڑھ لیتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ساٹھ ہزار بار پڑھنے کی سعادت حاصل ہو گئی اور مجھ پر گریہ اسی خوشی میں طاری ہو گیا کہ علماء کرام کے ارشاد کی تائید حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرما دی' وہ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَكَرَّ الْجَدِيْدَانِ وَاسْتَقَلَّ الْفَرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَهٗ وَاَرْوَاحَ اَهْلِ بَيْتِهٖ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامُ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَثِيْرًا۔ ﴿تفسیر روح البیان﴾

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا' تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا' نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَ فِی الْمَلَاءِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط

الٰہی اپنی خاص رحمت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر سب پہلوں اور پچھلوں میں اور بلند مقام فرشتوں میں قیامت تک۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

تَمَّ الْكِتَابُ بِفَضْلِهٖ تَعَالٰی میلاد شریف (قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مؤلف و مصنف

غلام حیدر رزّاقی

مسجد نقشبندیہ شمسیہ محلہ شمسیہ غلہ منڈی ساہیوال

۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۹۹۵ء

Marfat.com

مصنف کی تصنیفات

شافیہ کافیہ

سلیقہ کے ساتھ جامع اور عام فہم کیساتھ لکھی گئی ہے' اس کے علاوہ خوشخط کتابت وطباعت سے مزین اپنی افادیت کے لحاظ سے خواص وعوام میں یکساں مقبول ہوگی اور علوم قرآن وتفسیر سے متعلق نہایت اہم اور پیچیدہ مسائل مختصر الفاظ میں حل کردیئے گئے ہیں۔ انصاف پسند حضرات اس کتاب کی تعریف کریں گے کہ یہ لاجواب کتاب کس پایہ کی ہے۔ فی الحقیقت یہ کتاب متلاشیانِ حق کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ جس شخص کے گھر میں یہ کتاب موجود ہوگی اُس کو دینی مسائل وعقائد میں کسی قسم کی الجھن پیدا نہیں ہوگی۔

دارالعمل دارالجزاء

یہ بے بہا تحفہ نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ طالبانِ دینی مسائل کے لئے بے حد مفید ہے۔ اس کے علاوہ پڑھ کر دیکھیں جس میں پیشوائے راستین مقتدائے راہِ دین حضرت سائیں عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے کافی ارشاداتِ مبارکہ درج ہیں۔ اس کے علاوہ گیروا رنگ کے لباس کے متعلق کئی احادیث درج ہیں۔

Marfat.com

ذکراً کثیراً

طالبانِ دین وہدایت اور سالکان راہِ طریقت کے لئے یہ کتابچہ ایک ایسی سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بعد منازل ومقامات کی رسائی تک کسی قسم کی دشواری باقی نہیں رہتی۔ اس کتابچہ میں سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے اور بحر معرفت میں غوطہ لگانے والوں کے لئے دُرِّ نایاب کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کتابچہ کا بغور مطالعہ آپ کے قلب میں نور پیدا کردے گا یہی نہیں بلکہ ہم نے اس کتابچہ کو حسن کتابت وطباعت اس طرح آراستہ وپیراستہ کیا ہے جو واقعی ذکر اللہ کے شایانِ شان ہوسکتا ہے۔ یہ کتاب ہر پیر بھائی اور اہل اسلام کے پاس ضرور ہونی چاہئے۔

اسوۂ حسنہ

کتابچہ فَلَهُ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ سلیقہ کے ساتھ جامع اور عام فہم کے ساتھ لکھا گیا ہے اس کے علاوہ خوشخط تاکہ اہل اسلام صحیح طور پر مستفید ہوسکیں جن کی فی زمانہ ہذا سخت ضرورت ہے۔ خیال رہے کہ آج تک اس سے بہتر تالیف وجود میں نہیں آئی۔ جس گھر میں یہ کتابچہ موجود ہو پس یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔

یُؤْمِنُوْنَ یُوْقِنُوْنَ

خلفائے راشدین کے فضائل اور واقعات پر مبنی جامع اور عام فہم کے ساتھ لکھی گئی ہے اس کے علاوہ خوشخط کتابت وطباعت سے مزین اپنی افادیت کے لحاظ سے خواص وعام میں یکساں مقبول ہوگی اور علومِ قرآن وحدیث کے متعلق نہایت اہم

Marfat.com

پیچیدہ مسائل وعقائد پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ اہل اسلام صحیح طور پر مستفید ہو سکیں جن کی فی زمانہ اشد ضرورت ہے۔ انصاف پسند حضرات اس کتاب کی تعریف کریں گے۔

میلاد شریف

کتاب میلاد شریف جامع اور عام فہم کے ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھی گئی ہے، جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ایسی کتاب پہلے آپ کی نظروں میں شائید ہی گزری ہوگی؟

﴿درجہ بالا کتابیں ملنے کا پتہ﴾

دربار عالیہ حضرت سائیں عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ

غلام حیدر رزاقی، مسجد نقشبندیہ شمسیہ محلہ شمسیہ غلہ منڈی ضلع ساہیوال

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Marfat.com

کنز العلماء مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب حفظ اللہ تعالیٰ
کے اہم اور اچھوتے موضوعات پر موجود لٹریچر کی فہرست

فہم دین (اوّل)	300
فہم دین (دوم)	350
فہم دین (سوم)	300
فہم دین (چہارم)	350
فہم دین (پنجم)	300
فہم دین (ششم)	300
فہم دین (ہفتم)	300
فہم دین (ہشتم)	350
فہم دین سیٹ مکمل	2550
خطبات جلالی جلد اوّل	300
ائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں	280
مفہوم قرآن بدلنے کی واردات جلد اوّل	160
محاسن اخلاق	120
انحہ داتا دربار رحمۃ اللہ علیہ	10
عید میلاد النبی ﷺ کی دھوم	50
تم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں	50
وحید و شرک	40
ت توحید عقیدہ توحید کی نگہبان	40
ان رسالت ﷺ سمجھنے کا ایمانی طریق	40
شانِ رسالت ﷺ ہے ذرا ہوش سے بول	40

تحفظ ناموس رسالت ﷺ ایک فرض ایک قرض	40
مسئلہ حاضر وناظر	40
جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	40
حق چار یار رضی اللہ عنہم	40
ہاں ہم سنی ہیں	40
ہم اہلسنت وجماعت ہیں	40
سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور آپکا آستانہ	40
ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت	40
تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل	40
اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا قرآنی مفہوم	40
ایک نومسلم کے سوالات کے جوابات	40
احقاق حق (روئیداد مناظرے)	40
باپ کی شان اور امتحان	40
مائیں جب فرمائیں	40
تربیت اولاد	40
دختران اسلام کیلئے آئیڈیل کردار	40
طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم	40
رنج والم سے نجات کا راستہ (مع قرآنی آیات کے حیرت انگیز اثرات	40
فضائل مکہ شریف مع فضائل مدینہ شریف	40

Marfat.com

فضائل اُمت محمدیہ ﷺ	40
فقہ حنفی سنت نبوی ﷺ کے آئینے میں	40
ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟	40
یہود و نصاریٰ سے ہمارا جداگانہ تشخص	40
آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد	40
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے اٹل فیصلے (مع) حُب مولا علی رضی اللہ عنہ اور فکر مستقیم	40
فکر آخرت	40
میرے لئے اللہ عزوجل کافی ہے	40
روزہ کے اسرار و رموز مع ۲۰ رکعت تراویح سنت ہے	40
چلو ہر سو صداقت کے علم لہراتے جانا ہے	40
پاکستان کا معنیٰ اور مفہوم	40
نظام مصطفیٰ ﷺ ایک مثالی اندازِ حکمرانی	40
انسانی حواس کا صحیح استعمال	40
رگ ملت اور نشتر تعلیم جدید	40
خانقاہیں اور لذت اسرار	40
حرمت شراب	30
ہم عقیدہ توحید کے غیور سپاہی	20
توحید باری تعالیٰ عزوجل	20
رسول اللہ ﷺ کی نماز	20
مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے؟	20
رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر مع معجزہ شق صدر	20
معراج النبی ﷺ کے نوازشاتی پہلو	20

محبت رسول ﷺ	
تحفظِ ناموس رسالت ﷺ سیمینار	
نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیوں؟	
صلوٰۃ والسلام پر اعتراض آخر کیوں؟	
حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم	
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق	0
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت بانی فقہ	0
فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات (مع)	
جلسہ استراحت	0
شان ولائت قرآن، احدیث کی روشنی میں	20
محبت ولی کی شرعی حیثیت	20
ترک تقلید کی تباہ کاریاں	20
ربطِ ملت اور اہلسنت کی ذمہ داریاں	20
صراط مستقیم کی روشنی	20
اصلاح اور اسکا اجر	20
منصب نبوت اور عقیدہ مومن	20
فہم زکوٰۃ	20
فحش گانوں کا عذاب	20
قربانی کے فضائل و مسائل (قربانی صرف تین دن مع عقیقہ)	20
جادو کی مذمت	20
اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور انکا حل	20
خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام	20

Marfat.com

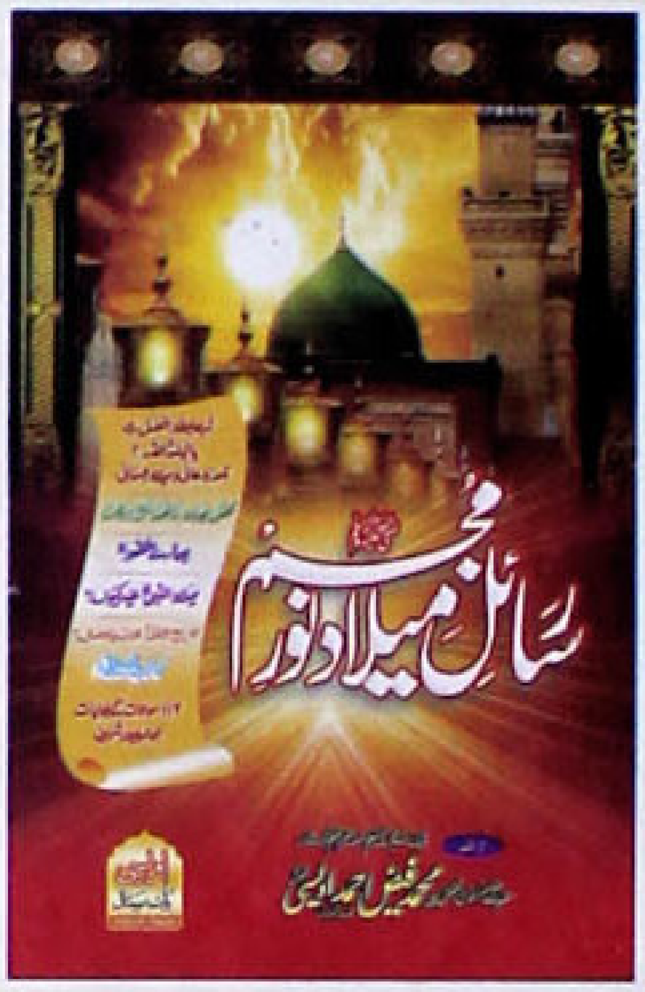

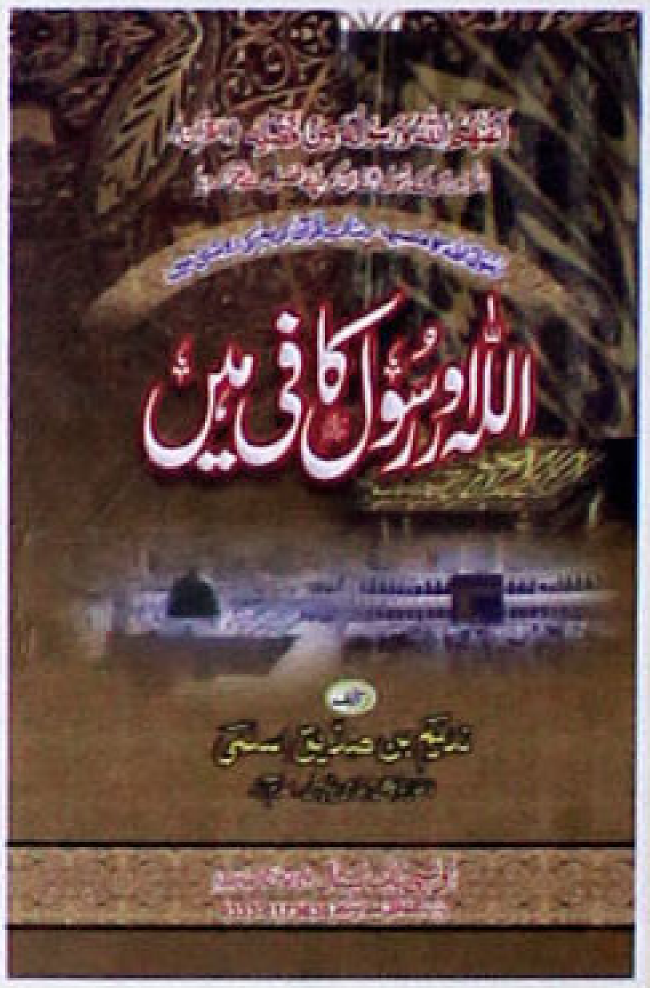

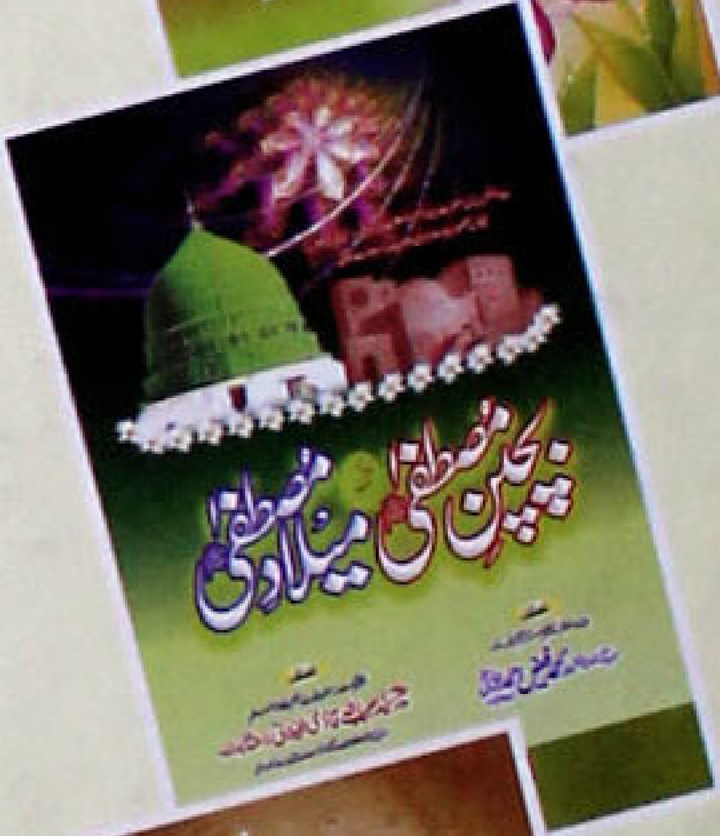

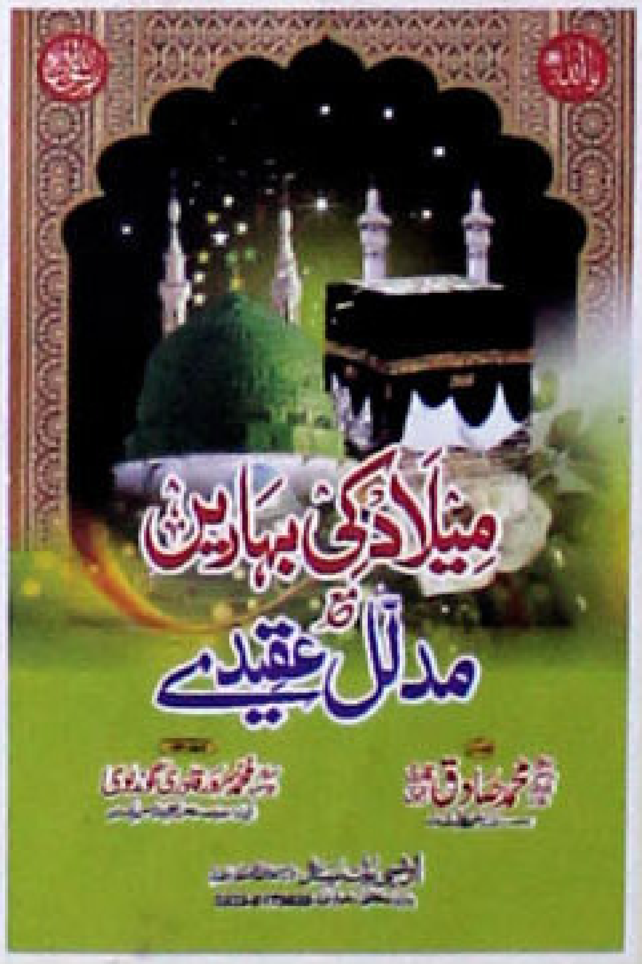

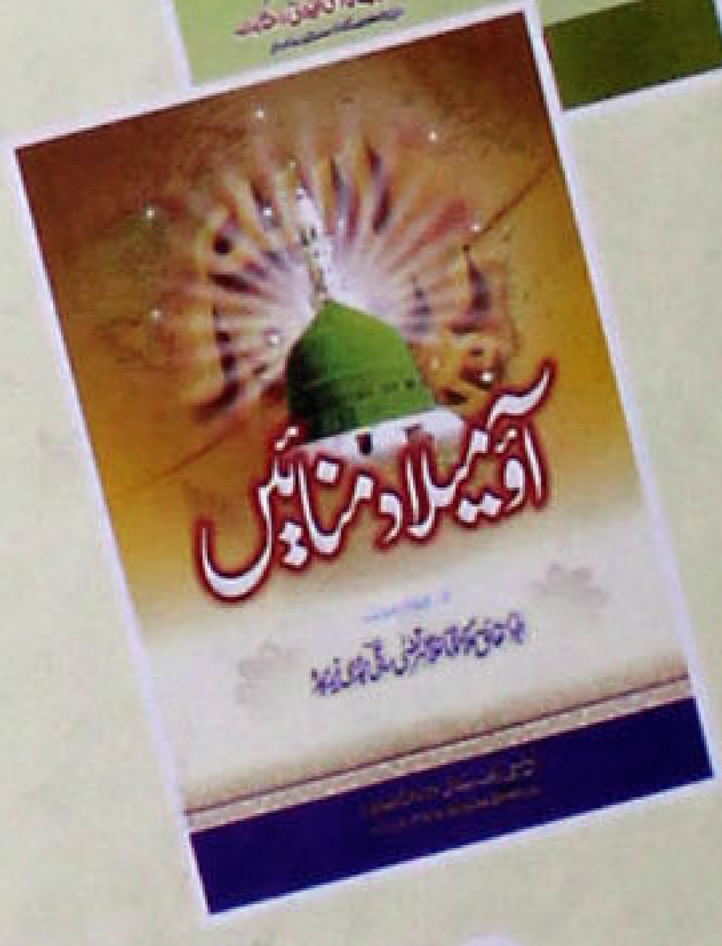

Designed by: TAYYAB 0321-4761150

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

Marfat.com